﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ
عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ
فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴾

[الحج: ٣٤]

اعداد وترتیب
عنایت اللہ حفیظ اللہ مدنی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بھینس کی قربانی

ایک علمی وتحقیقی جائزہ

(اضافہ شدہ ایڈیشن)

جمع وتالیف

ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

نام کتاب	:	بھینس کی قربانی - ایک علمی وتحقیقی جائزہ
تالیف	:	ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی
سنہ اشاعت	:	ذی القعدہ 1437ھ مطابق اگست 2016ء
تعداد	:	ایک ہزار
ایڈیشن	:	دوم (اضافہ شدہ)
صفحات	:	224
قیمت	:	
ناشر	:	شعبۂ نشرواشاعت، صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

ملنے کے پتے:

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی: 14-15، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070 ٹیلیفون: 022-26520077
- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی: 226526 / 225071
- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتناگری-415709، فون: 02356-264455
- مکتبہ دار التراث الاسلامی: لیک پلازا، نزد مسجد دار السلام کوسہ، ممبرا تھانہ-400612
- مسجد دار التوحید: چودھری کمپاؤنڈ، واوانجہ پالا روڈ، واوانجہ، تعلقہ پنویل، ضلع رائے گڈھ-410208 فون: 9773026335

فہرست مضامین

پیش لفظ

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله النبي الكريم، وعلى اله وصحبه اجمعين، ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين، وبعد

حالات وظروف کے پیش نظر ان مسائل کو چھیڑنا ناگزیر ہوجاتا ہے جن کی طرف عام حالات میں توجہ کیا اس کے ذکر کی ضرورت بھی نہیں ہوتی ہے، اسی قبیل سے بھینس کی قربانی کا ایک مسئلہ ہے۔ تقریباً پانچ دہ سال قبل مہاراشٹرا میں گائے اور اس کی نسل بیل بچھڑے کے ذبیحہ پر پابندی لگادی گئی جبکہ بھینس بھینسے کو اس پابندی میں شامل نہیں کیا گیا۔ مسلمان عید الاضحی کے موقع پر مہاراشٹرا کے شہر و دیہات میں بیل کی قربانی جذبہ و شوق فراواں کے ساتھ بکثرت کرتے تھے، بلکہ دیکھا گیا ہے سال بہ سال اس میں تیزی کے ساتھ اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ پابندی کے بعد مسلمان کیا ایک بڑا طبقہ غیر مسلموں کا بھی متاثر ہوا، رنجیدہ ہوا، ملک میں مذہبی سماجی رہن سہن اور کھانے پینے کی آزادی پر اسے غلط وار، دستوری طاقت کا غلط استعمال ٹھہرایا گیا اور ایک مخصوص طبقے کو خوش کرنے کی چال قرار دیا گیا، بہر حال حکومت نے فیصلہ کردیا، عدالتی و سماجی سطح پر پابندی کے خلاف جنگ جاری ہوگئی۔ چند ماہ گذرے کہ قربانی کا موقع آگیا ہر چہار جانب سے سوالات آنے لگے کہ کیا بھینس کی قربانی کی جاسکتی ہے؟ یہ مسئلہ مہاراشٹرا کے لیے تو ضروری تھا ورنہ ملک کے کئی صوبوں میں پہلے سے گائے بیل کے ذبیحے و قربانی پر پابندی تھی ان صوبوں میں بھینس کی قربانی کرنے نہ کرنے کا دونوں معمول چل رہا ہے، اس پر جواز و عدم جواز کے فتوے بھی حسب ضرورت حالات کے پس منظر میں طلب پر آتے رہتے ہیں۔ یہی مسئلہ ریاست مہاراشٹرا میں بھی ہوا، اس لیے کئی جہتوں پر ذمہ داران و سنجیدہ و سماجی اور بھینس کی قربانی کے جواز یا عدم جواز پر جماعت و ملت کے سامنے وضاحت ضروری محسوس کی گئی۔

اللہ بہتر جانتا ہے یہی ماحول اور طلب محرک ہوا۔ فاضل مکرم شیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ نے ایک تحقیقی وعلمی مختصر سا کتابچہ بعجلت تمام تیار کیا اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبہ نشر و اشاعت سے شائع

کر دیا گیا۔ چونکہ کتابچہ عجلت بہت مختصر تیار ہوا تھا خواص کے ساتھ عوام کے لئے مزید وضاحت اور تفصیل کا احساس باقی تھا، اس لئے اسے دوبارہ قدرے تفصیل کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

کتاب کے مشمولات کے تعلق سے مجھے صرف ایک بات کہنی ہے جو میں نے اس میں پایا ہے کہ کتاب بحمد للہ علمی تحقیقی، مدلل سنجیدہ اور عالمانہ انداز ومعیار کی ہے، اس سے اس کی قدر دانی ضروری ہے۔ بہت سارے مسائل میں اہل علم کا اختلاف موجود ہے بھینس کی قربانی کے مسئلہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور آداب واصول کے ساتھ علمی اختلاف کی ہر ایک کے یہاں گنجائش ہونی چاہیے، اس تحریر میں بھی عدم جواز کے قائلین کا بھر پور احترام ملحوظ رکھا گیا ہے۔ آئندہ بھی ملحوظ رکھا جانا چاہیے۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی میں الحمد للہ معتبر علماء کی ایک ٹیم ہے جس میں گرامی قدر شیخ محمد مقیم فیضی حفظہ اللہ ایک گراں قدر علمی شخصیت ہیں، نصوص اور مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں، انہوں نے بھی جواز کے پہلو کو راجح کہا ہے بلکہ عدم جواز کے نقطہ نظر کو کتاب پڑھنے سے تعبیر کیا ہے، لیکن کسی پر ملامت صحیح نہیں یہ پہلو نمایاں کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی، اس کے اراکین، اس کی ٹیم اور متعلقین کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی خصوصی توفیق دے، کیونکہ کوئی کارخیر اللہ کی توفیق کے بغیر انجام نہیں پاتا۔

فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ پوری جماعت کی طرف سے اپنی علمی و دعوتی رواں دواں کوششوں کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں، رب العالمین مزید برکت عطا فرمائے، ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں میں خلوص عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم۔

۲۸ اگست ۲۰۱۶ء، ۲۴ ذی قعدہ ۱۴۳۷ھ

ممبئی

أخوكم

عبدالسلام سلفی

(صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

تقدیم

سال گذشتہ جب ریاست مہاراشٹرا میں بیل اور اس کی نسل کے ذبیحہ پر پابندی عائد کر دی گئی تو ریاست میں بالعموم اور شہر ممبئی میں بالخصوص عید قربان کی آمد سے قبل یہ سوال بڑی شدت سے گردش کرنے لگا اور عوام وخواص میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ بھینس کی قربانی کا شرعاً کیا حکم ہے؟ آیا وہ نص قرآنی میں وارد "بھیمۃ الانعام" کے دائرہ میں آتا ہے یا نہیں؟ اس طرح جماعتی حلقوں میں ہر طرف اس مسئلہ کی بابت الجھن اور بے چینی کا ماحول بن گیا۔ بالآخر زبانی طور پر سمجھانے کے ساتھ حالات کے پیش نظر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اپنا دعوتی، اصلاحی اور منہجی فریضہ سمجھتے ہوئے اس سلسلہ میں دلائل اور احادیث کی روشنی میں مختصر رسالہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ عوام وخواص کو دلائل اور تعلیلات کی روشنی میں یکساں طور پر مسئلہ کی نوعیت اور حقیقت سمجھنے میں آسانی ہو اور بے اطمینانی اور شوریدگی ختم ہو سکے۔ بہرکیف صوبائی جمعیت کے ایماء پر مسئلہ کی بابت ہنگامی طور پر ایک مختصر علمی جائزہ شائع کر دیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سلف امت کی تصریحات کی روشنی میں متفقہ طور پر بھینس بھیمۃ الانعام میں سے گائے بیل کی ایک غیر عربی نوع اور نسل ہے، لہذا بھینس کی قربانی کے جواز کی گنجائش ہے، جس سے بڑی حد تک عوام وخواص نے اطمینان کا اظہار کیا فللہ الحمد والمنۃ۔

جبکہ دوسری طرف بعض احباب جماعت عوام اور اہل علم نے مسئلہ کے سلسلہ میں ایجاب واثبات اور جواز سے عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے دین کے لئے صحیح خیر خواہی و سنجیدگی کے بجائے قدرے جذباتی لب ولہجہ میں طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیا، بالخصوص سوشل سائٹوں پر، مثلاً کسی نے کہا: یہ صوبائی جمعیت ممبئی کی سیاست ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ کسی نے کہا: بھینس کو گائے

کی جنس سے ماننا ایک بے دلیل بات ہے۔ کسی نے کہا: یہ منہج اہل حدیث واصول محدثین کے خلاف ہے۔ کسی نے کہا: یہ تلبیس اور نصوص پر ظلم ہے۔ کسی نے کہا: ایسے علماء اہل حدیث دنیا میں عوام کو اور آخرت میں اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ کسی نے کہا: اف! علماء اہل حدیث بھی سیاسی بازیگری کرنے لگے! کسی نے کہا: ہوسکتا ہے کس درجہ فقہیان حرم ہے توفیق! کسی نے کہا: بھینس کی قربانی کے جواز کا دعویٰ بھی محل نظر ہے۔ کسی نے کہا: عوام میں یہ غلط موقف مشہور ہونے سے قربانیوں کا تیہ پانچہ ہوجائے گا۔ کسی نے لغت عرب اور اسی طرح اجماع سے استدلال کی اصولی حیثیت پر کلام کیا۔ اور کسی نے کہا: جمعیت بمبئی والوں نے یک نیا مسئلہ نکالا ہے اور ایک نیا فتنہ کھڑا کردیا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

میں اپنے حلقۂ اہل علم اور احباب جماعت سے مودبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی سیاست اور سیاسی بازیگری ہے، نہ کوئی نیا مسئلہ یا نعوذ باللہ فتنہ! بلکہ خالص دینی وشرعی مسئلہ ہے اور حالات کے پیش نظر عوام کی رہنمائی اور الجھنوں کے ازالہ کے مقصد ہی سے اسے پیش کیا گیا! اور اہل علم خوب جانتے ہیں کہ بھینس کے بہیمۃ الانعام کی جنس بقر میں سے ہونے، اور اسی طرح اس میں زکاۃ وقربانی کا مسئلہ نیا نہیں، بہت قدیم ہے، سلف امت کے ہر دور میں علماء، فقہاء، محدثین، اور محققین کے ہاں زیر بحث رہا، اسی طرح علماء عرب اور علماء اہل حدیث برصغیر کی کتابوں اور تحریروں میں بھی یہ مسئلہ موضوع گفتگو رہا ہے، اور علماء اپنے فتووں کے ذریعہ عوام وخواص کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، فجزاہم اللہ خیراً۔

مذکورہ ردود عمل کے علاوہ بہت سے احباب جماعت عوام وخواص کے یہاں بھینس کی قربانی کے سلسلہ میں مختلف اشکالات اور شکوک وشبہات بھی سننے میں آئے مثلاً بھینس کی قربانی کا غیر منصوص ہونا، نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے اس کی قربانی کا عدم ثبوت، شرعی مسئلہ میں لغت عرب سے استدلال، اجماع سے استدلال، شکل وصورت اور مزاج وطبیعت وغیرہ کا فرق، گائے بیل کی جفتی سے بھینس کا تولد نہ ہونا وغیرہ۔

اس صورت حال اور منظر نامہ سے یہ مترشح ہوا کہ مذکورہ رسالہ کا اختصار بعض احباب کے حق میں مخل ثابت ہوا، ساتھ ہی اس بات کا متقاضی ہوا کہ زیر بحث مسئلہ کی بابت کچھ مزید ضروری تفصیلات علماء امت کی تصریحات پیش کر دی جائیں بالخصوص عوام وخواص کے یہاں جو بعض اشکالات اور شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں مستند دلائل اور تفصیلات سے ان کا ازالہ کیا جائے. اسی طرح علماء محققین بالخصوص اہل علماء حدیث کے معتبر فتاوے نقل کیے جائیں، تاکہ مسئلہ کی حقیقت تک رسائی اور علماء اہل حدیث کے صحیح موقف سے آگاہی ہو سکے۔

انہی مقاصد کے پیش نظر رسالہ کا یہ اضافہ شدہ دوسرا ایڈیشن پیش خدمت ہے، امید کہ اس میں ذکر کردہ تفصیلات سے موضوع کو سمجھنے میں خاص مدد ملے گی اور شبہات واشکالات کا ازالہ ہوگا ان شاء اللہ۔

اس کتاب کی تیاری میں مجھ طالب علم کا کام یہ رہا ہے کہ میں نے مسئلہ اور اس کے مختلف جوانب کی بابت سلف امت کے مختلف علوم وفنون کے علماء محققین کے اقوال اور ان کی تحریروں کو یکجا کر دیا ہے، لہذا میری حیثیت ایک جامع کی ہے جیسا کہ امام علامہ ابن منظور افریقی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تالیف لسان العرب کے بارے میں مقدمہ میں فرمایا تھا:

"وليس لي في هذا الكتاب فضيلة أمتّ بها، ولا وسيلة أتمسك بسببها، سوى أني جمعت فيه ما تفرق في تلك الكتب من العلوم". [(لسان العرب 1/8)]۔

اس کتاب میں میری کوئی فضیلت نہیں جس سے مجھے کوئی نسبت ہو، کوئی وسیلہ جسے میں تھامے رکھوں، اپناؤں سوائے اس کے کہ میں نے اس میں سلف کی کتابوں میں بکھری ہوئی معلومات کو یکجا کر دیا ہے۔

اسی طرح معاصر محقق فقیہ محدث اور لغوی علامہ محمد بن علی الاتیوبی الولوی فرماتے ہیں:

"إني لست في الحقيقة مؤلفا ولا محررا، ومصنفا ولا محبرا، وإنما أنا مجرد جامع

أقوال المحققين، والتعويل على ما ترجح منها موافقا لظاهر النص المبين، فأنا جامع شتات الأقوال". [ذخيرة العقبى في شرح المجتبى 1/6]۔

میں حقیقت میں کوئی بحث مستقل موقف یا کتاب مصنف نہیں بلکہ میرا کام محض محققین کے اقوال کو جمع کرنا اور جس قول کو واضح نص کے ظاہر کے موافق سمجھوں اس پر اعتماد کرنا ہے لہٰذا میں انہی اقوال کو اکٹھا کروں گا۔ فللہ الحمد علی نعمہ وآلائہ۔

اس کتاب کی تیاری میں اللہ ذوالکرم کی توفیق ونصرت کے بعد صوبائی جمعیت کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کی مسلکی غیرت وحمیت بالخصوص مسئلہ کی بابت بحث وتحقیق اور توضیح وتنقیح پر خصوصی ترغیب وتوجیہ، ہدایت، تاکید اور حوصلہ افزائیوں نے مہمیز کا کام کیا ہے نیز ان کی خصوصی فکرمندی ہی کے نتیجہ میں یہ کتاب صوبائی جمعیت کے فعال شعبہ شعبۂ نشر واشاعت سے زیور طبع سے آراستہ ہورہی ہے۔ بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امیر محترم کی ان مخلصانہ کوششوں کو شرف قبولیت بخشے اور اس پر انہیں دنیا وآخرت میں عظیم صلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح اپنے والدین بزرگوار کا شکرگزار ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں اور مخلصانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اس توفیق یزدانی تک رسائی ہوئی، فجزاہم اللہ خیرا نیز اللہ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لئے مفید بنائے، اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذمہ داران کی مخلصانہ جہود وکوشش کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

ممبئی: 25 اگست 2016ء

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی
(شعبہ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)
(inayatullahmadani@yahoo.com)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی فصل:

”بھیمۃ الأنعام“ (قربانی کا جانور) کا معنیٰ ومفہوم

قربانی کے سلسلہ میں کتاب وسنت میں جہاں بہت سے احکام ومسائل کی رہنمائی امت کو دی گئی ہے وہیں بدیہی طور پر قربانی کے جانوروں کے اقسام وانواع - یعنی کن جانوروں کی قربانی کی جاسکتی ہے ان - کی بھی نشاندہی اور وضاحت کی گئی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے جن جانوروں کی قربانی مشروع فرمائی ہے انہیں ”بھیمۃ الانعام“ کا نام دیا ہے، جیسا کہ متعدد آیات میں ارشاد ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾﴾ [الحج: ۳۴]۔

اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادیجئے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"يعني الإبل والبقر والغنم، كما فصلها تعالى في سورة الأنعام وأنها ﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ﴾ الآية" [الأنعام:۱۴۳]۔[۱]

یعنی اونٹ، گائے اور بکرا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ وہ "نر و مادہ" آٹھ ہیں۔ (آیت آگے آرہی ہے)

نیز ارشاد ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾ [الحج:۲۸]۔

اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔ پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ

---

(۱) تفسیر ابن کثیر تحقیق سامی سلامہ 5/ 416

كَذِبًا لِّيُضِلَّ ٱلنَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ [الانعام: ۱۴۳، ۱۴۴]۔

(پیدا کیے) آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم آپ کہیے کہ کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں؟ تم مجھ کو کسی دلیل سے تو بتاؤ اگر سچے ہو۔ اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں؟ کیا تم حاضر تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم دیا؟ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پہ بلا دلیل جھوٹی تہمت لگائے، تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا۔

نیز ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلْأَنْعَٰمِ ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ﴾ [الزمر: ۶]۔

اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے (آٹھ نر و مادہ) اتارے۔

"بھیمۃ الانعام" کا لغوی مفہوم:

اولاً: "بھیمۃ":

ا۔ "بھیمۃ" کا لغوی مفہوم:

"بھیمۃ" کا لفظ "بہم" اور "ابہام" سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی پوشیدگی، اغلاق، اور عدم وضوح کے ہیں۔ علمائے لغت کہتے ہیں:

"كل حيّ لا يميّز فهو بهيمة"(1)

ہر زندہ جو تمیز نہ کر سکے وہ بہیمہ ہے۔

اور اس بہیمہ کی صفت وکیفیت کے بارے میں علمائے لغت نے صراحت کی ہے کہ وہ چار پیروں کا جانور ہے خواہ خشکی میں ہو یا تری میں، چنانچہ علامہ زبیدی فرماتے ہیں:

"البهيمة كسفينة كل ذات أربع قوائم ولو في الماء"(2)

بہیمہ سفینہ کے وزن پر ہے جو ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے خواہ وہ پانی کا ہی ہو۔

اور علامہ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں:

"والبهيمة اسم لكل ذي أربع من الحيوان لكن خص في العرف بما عدا السباع والضواري من الوحوش"(3)

بہیمہ ہر چوپایہ جانور کا نام ہے، لیکن عرف عام میں ان جانوروں کے ساتھ خاص ہے جو درندے اور خونخوار جنگلی نہ ہوں۔

اور علامہ محمد محمود حجازی لکھتے ہیں:

"وخصصها العرف بذوات الأربع من حيوان البر والبحر"(4)

---

(1) تہذیب اللغۃ 6 178، ولسان العرب 12 56، والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر 1 65۔

(2) تاج العروس 31 307، نیز دیکھئے تہذیب اللغۃ 6 179، والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر 1 65 الکلیات ص: 226، والنہایۃ فی غریب الحدیث 1 228، ومعجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ 1 257 نیز دیکھئے تفسیر القرطبی (6 34)، وفتح القدیر للشوکانی (2 6)، وروح البیان (2 337)، وتفسیر الکشاف للزمخشری (1 601)

(3) فتح البیان فی مقاصد القرآن (3 322)۔

(4) التفسیر الواضح (1 474)

عرف نے اسے خشک اور سمندر کے چارپائے جانوروں کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

۲۔ "بہیمۃ" کی وجہ تسمیہ:

علمائے لغت بہیمہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وإنما قيل لها بهيمة لأنها أبهمت عن أن تميز"۔[۱]

اسے بہیمہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اسے تمیز کرنے سے مبہم بند اور محروم کر دیا گیا ہے۔

علامہ محمد بن ابو الفتح البعلی فرماتے ہیں:

"سميت البهيمة بهيمة، لأنها لا تتكلم"۔[۲]

اسے بہیمہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بات نہیں کرتا۔

علامہ دمیری فرماتے ہیں:

"سميت بهيمة لإبهامها، من جهة نقص نطقها وفهمها، وعدم تمييزها وعقلها"۔[۳]

بہیمہ اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی گویائی اور سمجھ کی کمی اور عقل وتمیز سے محرومی کے اعتبار سے بند اور مبہم ہوتا ہے۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ عسکری لکھتے ہیں:

---

(۱) تہذیب اللغۃ 6/178، ولسان العرب 12/56، والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر 1/65

(۲) دیکھیے: المطلع علی ألفاظ المقنع (ص: 157)۔

(۳) حیاۃ الحیوان الکبری 1/228، نیز دیکھیے: النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المہذب 1/223، والکلیات ص: 226، وتاج العروس 31/307، والزاہر فی معانی کلمات الناس 1/315، والمعجم الوسیط (1/474)۔

"وسميت البهيمة بهيمة لأنها أبهمت عن العلم والفهم فلا تعلم ولا تفهم فهي خلاف الإنسان والإنسانية خلاف البهيمية في الحقيقة وذلك أن الإنسان يصح أن يعلم لأنه ينسى ما علمه والبهيمة لا يصح أن تعلم"[۱]۔

بہیمہ کا نام بہیمہ اسی لئے ہے کہ اسے علم اور سمجھ بوجھ سے بند رکھا گیا ہے، نہ وہ جان سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے بلکہ وہ انسان کے خلاف ہے، اور درحقیقت انسانیت بہیمیت کے خلاف ہے کیونکہ انسان علم کے قابل ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ معلومات کو بھول بھی جاتا ہے، لیکن بہیمہ تو علم کے قابل ہی نہیں ہے۔

اور اسی بات کی وضاحت مفسرین نے بھی فرمائی ہے، چنانچہ علامہ بغوی فرماتے ہیں:

"سميت بهيمة لأنها أبهمت عن التمييز، وقيل: لأنها لا نطق لها"[۲]۔

بہیمہ کو بہیمہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تمیز سے محروم ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گویائی سے محروم ہے۔

علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی فرماتے ہیں:

"وإنما سميت بذلك لإبهامها من جهة نقص نطقها وفهمها وعقلها، ومنه باب مبهم أي مغلق، وليل بهيم"[۳]۔

اسے بہیمہ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی گویائی، عقل اور سمجھ کی کمی کے اعتبار سے بند اور

(۱) الفروق اللغویۃ للعسکری ص:274۔

(۲) تفسیر البغوی، دار طیبۃ 2/ 7 نیز دیکھئے تفسیر ابن عطیۃ 2/ 145، تفسیر البیضاوی 2/ 113۔

(۳) فتح البیان فی مقاصد القرآن (3/ 322)۔

مبہم ہوتا ہے، اور اسی سے "باب مبہم" ہے یعنی بند دروازہ، اور "لیل بہیم" ہے یعنی بالکل گھپ اندھیری رات۔

اور امام قرطبی، علامہ شوکانی اور ابن عطیہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

"سُمِّيَتْ بَهِيمَةً لِإِبْهَامِهَا مِنْ جِهَةِ نَقْصِ نُطْقِهَا وَفَهْمِهَا وَعَدَمِ تَمْيِيزِهَا وَعَقْلِهَا، وَمِنْهُ بَابٌ مُبْهَمٌ أَيْ مُغْلَقٌ، وَلَيْلٌ بَهِيمٌ، وَبُهْمَةٌ لِلشُّجَاعِ الَّذِي لَا يُدْرَى مِنْ أَيْنَ يُؤْتَى لَهُ"[1]۔

بہیمہ اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی گویائی اور سمجھ کی کمی اور عقل وتمیز سے محرومی کے اعتبار سے، بند اور مبہم ہوتا ہے، اور اسی سے "باب مبہم" ہے یعنی بند دروازہ، اور "لیل بہیم" ہے یعنی بالکل اندھیری رات، اور "بُہمۃ" اس بہادر اور پہلوان کو کہتے ہیں کہ سمجھ میں آئے کہ اس پر کیسے قابو پایا جائے۔

اور صاحب "الکلیات" علامہ ابو البقاء کفوی فرماتے ہیں:

"البَهِيمَة: كل حَيّ لَا عقل لَهُ، وكل مَا لَا نطق لَهُ فَهُوَ بَهِيمَة، لما فِي صَوته من الْإِبْهَام، ثمَّ اخْتصَّ هَذَا الِاسْم بِذَوَات الْأَرْبَع وَلَو من دَوَاب الْبَحْر، مَا عدا السبَاع"[2]۔

بہیمہ: ہر جاندار جسے عقل نہ ہو اور جسے گویائی نہ ہو وہ بہیمہ ہے، کیونکہ اس کی آواز میں ابہام ہوتا ہے، پھر اس نام کو چوپایوں کے لئے خاص کر دیا گیا خواہ وہ سمندری جانور ہو، سوائے

(1) تفسیر القرطبی (6/34) فتح القدیر للشوکانی (2/6) والمحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابن عطیہ (2/145)۔

(2) دیکھئے: الکلیات ص 226۔

درندوں کے۔

اسی بات کی وضاحت دیگر علمائے تفسیر اور شارحین حدیث نے بھی فرمائی ہے۔[۱]

ثانیاً: ”الأنعام“:

ا۔ ”الأنعام“ کا لغوی مفہوم:

انعام کا واحد نعم صرف اونٹ کو کہتے ہیں اور انعام اونٹ، گائے اور بکری سب پر بولا جاتا ہے، بشرطیکہ اس میں اونٹ بھی ہو ورنہ نہیں۔

علامہ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں:

”قال ابن الأعرابي: النَّعَمُ الإبل خاصة، والأنعام الإبل والبقر والغنم“[۲]۔

ابن الاعرابی کہتے ہیں: نعم خصوصیت کے ساتھ اونٹ کو کہتے ہیں جبکہ انعام اونٹ، گائے اور بکری پر بولا جاتا ہے۔

امام ابن فارس فرماتے ہیں:

”والنَّعَمُ: الإبل، قال الفراء: هو ذكر لا يؤنث، ويجمع نُعْمانٌ، والأنعام: البهائم“[۳]۔

نعم اونٹ کو کہتے ہیں، فراء کہتے ہیں: یہ مذکر ہے اس کا مؤنث نہیں آتا۔۔۔ اس کی جمع انعام ہے، اور انعام چوپایوں کو کہا جاتا ہے۔

---

(۱) تفسیر القرطبی (6/34)، التفسیر المنیر للزحیلی (6/64)، وعمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (10/56)، وذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (36/305)۔

(۲) لسان العرب (12/585)، نیز دیکھئے المحکم والمحیط الاعظم (2/198)۔

(۳) مجمل اللغۃ لابن فارس (ص:874)۔

علامہ ابونصر جوہری فارابی لکھتے ہیں:

"والنعم واحد الأنعام، وهي المال الراعية وأكثر ما يقع هذا الاسم على الإبل"[1]۔

نعم انعام کی واحد ہے، یہ چرنے والے جانوروں پر بولا جاتا ہے، اور اس نام کا زیادہ تر اطلاق اونٹ پر ہوتا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

"لكن الأنعام تقال للإبل والبقر والغنم، ولا يقال لها أنعام حتى يكون في جملتها الإبل"[2]۔

لیکن انعام کا اطلاق اونٹ، گائے اور بکری پر مشترکہ بولا جاتا ہے، انعام نہیں کہا جا سکتا یہاں تک کہ ان میں اونٹ بھی ہو۔

علامہ ابوالعباس احمد فیومی حموی لکھتے ہیں:

"ويطلق الأنعام على هذه الثلاثة فإذا انفردت الإبل فهي نعم وإن انفردت الغنم والبقر لم تسم نعماً"[3]۔

انعام کا لفظ ان تینوں (اونٹ، گائے اور بکری) پر بولا جاتا ہے، اور جب اونٹ الگ ہو تو وہ نعم ہے، اور اگر گائے اور بکری الگ ہوں تو انہیں نعم نہیں کہا جائے گا۔

---

(۱) الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية (5 2043) نیز دیکھیے: المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (2 613) والعین (2 162)۔

(۲) مفردات فی غریب القرآن (ص:815).

(۳) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (2 613) نیز دیکھیے: التعریفات الفقہیہ از محمد عمیم برکتی (ص 37)

دکتور سعدی حبیب لکھتے ہیں:

''النعم: الإبل والبقر والغنم مجتمعة، فإذا انفردت البقر والغنم لم تسم نعما، ج: أنعام''(۱)۔

نعم: اونٹ، گائے اور بکری کو اجتماعی طور پہ کہا جاتا ہے، اگر گائے اور بکری الگ ہو جائے تو انہیں نعم نہیں کہا جائے گا، اس کی جمع انعام ہے۔

خلاصہ کلام اینکہ نعم اور انعام میں اہل عرب کے یہاں فرق ہے چنانچہ فرق نہ کرنے والوں کی تردید کرتے ہوئے علامہ قاسم بن علی حریری بصری فرماتے ہیں:

''وكذلك لا يفرقون بين النعم والأنعام وقد فرقت بينهما العرب، فجعلت النعم اسما للإبل خاصة وللماشية التي فيها الإبل وقد يذكر ويؤنث، وجعلت الأنعام اسما لأنواع المواشي من الإبل والبقر والغنم، حتى أن بعضهم أدخل فيها الظباء وحمر الوحش''(۲)۔

اسی طرح لوگ نعم اور انعام میں فرق نہیں کرتے حالانکہ عربوں نے دونوں میں فرق کیا ہے، چنانچہ خصوصیت کے ساتھ صرف اونٹ کو اور اسی طرح جن مویشیوں میں اونٹ بھی ہو انہیں نعم کا نام دیا ہے، اور یہ مذکر اور مونث بھی استعمال کیا جاتا ہے، اور مویشیوں کی مختلف قسموں مثلاً اونٹ، گائے اور بکریوں کو انعام کا نام دیا ہے، حتی کہ بعض لوگوں نے اس میں ہرنوں اور وحشی گدھوں کو بھی داخل کیا ہے۔

---

(۱) القاموس الفقہی (ص 355) نیز دیکھیے: المشتق فی اللغۃ (ص 157)، وتفسیر غریب ما فی الصحیحین للحمیدی (ص 394)

(۲) درۃ الغواص فی اوہام الخواص (ص 240)۔

۲۔ "الأنعام" کی وجہ تسمیہ:

۱۔ "نعم" نعومت سے ماخوذ ہے جس کے معنی نرمی کے ہوتے ہیں، چونکہ قربانی کے ان جانوروں کی چالوں میں نرمی ہوتی ہے اس مناسبت سے انہیں بھیمہ کے ساتھ "انعام" سے مخصوص کیا گیا، (یعنی نرم چال والے چوپائے)، جیسا کہ اہل علم نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

"سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِلِينِ مَشْيِهَا"[۱]۔

انہیں ان کی نرم چال کی وجہ سے "انعام" کہا گیا ہے۔

اسی طرح امام شوکانی فرماتے ہیں:

"سُمِّيَتْ نَعَمًا لِمَا فِي مَشْيِهَا مِنَ اللِّينِ"[۲]۔

انہیں اس سے انعام کہا گیا ہے کہ ان کی چالوں میں نرمی پائی جاتی ہے۔

اسی طرح علامہ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں:

"سميت نعما لما في مشيها من اللين"[۳]۔

انہیں انعام کہے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی چالوں میں نرمی ہوتی ہے۔

۲۔ جبکہ بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ "انعام" نعمت سے ماخوذ ہے، اور نعم کا لفظ اہل عرب خاص اونٹوں پر بولا کرتے تھے، کیونکہ اونٹ ان کے یہاں عظیم نعمت تھا۔

---

(۱) تفسیر القرطبی (6 34)، نیز دیکھئے: ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (36 305)۔

(۲) فتح القدیر للشوکانی (2 6)۔

(۳) فتح البیان فی مقاصد القرآن (3 323)۔

علامہ ابن فارس لکھتے ہیں:

"والنَّعَمُ: الإبلُ، لما فيه من الخَيرِ والنِّعمة"[۱]۔

نعم: اونٹ ہے، کیونکہ اس میں خیر و نعمت ہے۔

علامہ محمد بن محمد مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

"إنما خُصّت النَّعَمُ بالإبل لكونها عندهم أعظمَ نعمة"[۲]۔

نعم کو اونٹ کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا ہے کہ وہ عربوں کے یہاں سب سے بڑی نعمت تھا۔

علامہ عبد القادر بن عمر بغدادی لکھتے ہیں:

"النعم مختص بالإبل قال: وسببه بذلك لكون الإبل عندهم أعظم نعمة"[۳]۔

نعم: اونٹ کے ساتھ خاص ہے، اور نعم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اونٹ ان کے یہاں عظیم ترین نعمت تھا۔

علامہ عبد الرؤوف مناوی فرماتے ہیں:

"والنعم مختص بالإبل سميت به لكونها عندهم من أعظم النعم"[۴]۔

اور نعم اونٹ کے ساتھ خاص ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اونٹ عربوں کے یہاں ایک عظیم

---

(۱) مقاییس اللغۃ (5/446)۔

(۲) تاج العروس (33/510)

(۳) خزانۃ الادب ولب لباب لسان العرب طبعہ اولیٰ (1/408)۔

(۴) التوقیف علی مہمات التعاریف (ص:327)۔

نعمت تھا۔

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

"وتسميتها بذلك لكون الإبل عندهم أعظم نعمة"[1]۔

نعم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اونٹ ان کے یہاں عظیم ترین نعمت تھا۔

۳۔ "الأنعام" بھیمۃ کی وضاحت اور بیان ہے:

علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والبهيمة مبهمة في كل ذات أربع في البر والبحر، فبينت بالأنعام، وهي الإبل والبقر والضأن والمعز التي تنحر في يوم العيد وما بعده من الهدايا والضحايا"[2]۔

بھیمہ خشکی وسمندر کے چوپایوں میں مبہم ہے لہذا انعام کے ذریعہ اس کی وضاحت کی گئی اور وہ اونٹ، گائے، مینڈھا اور بکری ہیں، جنہیں عید الاضحی کے دن اور اس کے بعد ہدی اور قربانی وغیرہ کی شکل میں ذبح کیا جاتا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقيده بالنعم لأن من البهائم ما ليس من الأنعام كالخيل والبغال والحمير، لا يجوز ذبحها في القرابين"[3]۔

---

(۱) المفردات فی غریب القرآن (ص:815).

(۲) فتح البیان فی مقاصد القرآن (9/42) نیز دیکھئے: (9/49).

(۳) تفسیر البغوی (3/340)۔

بہیمہ کو نعم سے مقید کر دیا، کیونکہ کچھ بہائم ایسے بھی ہیں جو انعام نہیں ہیں، جیسے گھوڑے، خچر، اور گدھے، انہیں قربت کے کاموں میں ذبح کرنا جائز نہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"البهيمة كل ذات أربع واضافتها الى الانعام للبيان ... فالبهيمة أعم من الانعام لأن الانعام لا تتناول غير الأنواع الأربعة من ذوات أربع"(۱)۔

بہیمہ ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے، اور انعام کی طرف اس کی اضافت بیان و وضاحت کے لئے ہے ... چنانچہ بہیمہ انعام سے عام تر ہے، کیونکہ انعام میں چاروں کے علاوہ دیگر چوپائے نہیں آتے۔

علامہ زمخشری تفسیر الکشاف میں لکھتے ہیں:

"البهيمة كل ذات أربع في البر والبحر، وإضافتها إلى الأنعام للبيان، وهي الإضافة التي بمعنى "من" كخاتم فضة ومعناه البهيمة من الأنعام"(۲)۔

بہیمہ: خشکی و سمندر کے ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے، اور انعام کی طرف اس کی اضافت بیان ووضاحت کے لئے ہے، یعنی وہ اضافت جو "من" (سے) کے معنی میں ہے، جیسے کہا جاتا ہے: چاندی کی انگوٹھی۔ اور اس کا معنی ہے: انعام میں سے بہیمہ۔

۳۔ "الانعام" کی تفسیر میں علمائے مفسرین کے مجموعی طور پہ تین اقوال ہیں، چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(۱) روح البیان (2 337)

(۲) الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (1 601)۔

"وللعلماء في الأنعام ثلاثة أقوال: أحدها- أن الأنعام الإبل خاصة، وسيأتي في النحل بيانه. الثاني- أن الأنعام الإبل وحدها، وإذا كان معها بقر وغنم فهي أنعام أيضا. الثالث- وهو أصحها قال أحمد بن يحيى: الأنعام كل ما أحله الله عز وجل من الحيوان. ويدل على صحة هذا قوله تعالى: "أحلت لكم بهيمة الأنعام إلا ما يتلى عليكم""(1)۔

انعام کے مسئلہ میں علماء کے تین اقوال ہیں:

۱۔ انعام سے مراد خصوصیت کے ساتھ اونٹ ہیں، سورۃ النحل میں اس کا بیان آئے گا۔

۲۔ انعام صرف اونٹ کو بھی کہتے ہیں اور اگر اس کے ساتھ گائے، بکریاں ہوں تب بھی وہ انعام ہیں۔

۳۔ -اور یہ صحیح ترین ہے- احمد بن یحیٰی فرماتے ہیں: انعام ہر اس جانور کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔ اور اس قول کی صحت کی دلیل فرمان باری: "تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے" ہے۔

نیز امام الجوزی رحمہ اللہ سورۃ المائدہ کی اس پہلی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"بہیمۃ الانعام میں تین اقوال ہیں:

۱۔ مویشیوں کے بچے جو ماؤں کو ذبح کیے جانے کی صورت میں ان کے پیٹ میں مردہ پائے جاتے ہیں۔ (ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہم)

(۱) تفسیر القرطبی (7/ 111)

۲۔ یہ اونٹ، گائے اور بکریاں۔ (حسن، قتادہ، سدی رحمہم اللہ) اور ربیع فرماتے ہیں کہ: اس میں سارے انعام مراد ہیں۔ اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں: اس سے مراد اونٹ، گائے، بکریں، اور تمام وحشی جانور ہیں۔

۳۔ اس سے مراد وحشی چوپائے ہیں، جیسے وحشی گائیں، ہرنیں اور وحشی گدھے۔ (۱)

اسی طرح امام ابن جریر طبری اور علامہ ابن عطیہ رحمہما اللہ نے بھی اس سلسلہ میں کئی اقوال نقل فرمائے ہیں۔ (۲)

اور پھر امام طبری رحمہ اللہ نے بہیمۃ الانعام سے تمام قسم کے انعام مقصود ہونے کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

"وأولى القولين بالصواب في ذلك قول من قال: عنى بقوله ﴿أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الأَنْعَامِ﴾، الأنعام كلها ... ولم يخصص الله منها شيئًا دون شيء، فذلك على عمومه وظاهره، حتى تأتي حجة بخصوصه يجب التسليم لها۔" (۳)

اس سلسلہ میں دونوں اقوال میں سے درست قول ان لوگوں کا ہے جنہوں نے فرمان باری [تمہارے لئے بہیمۃ الانعام حلال کیا گیا ہے] سے تمام انعام کو مراد لیا ہے ... اور اللہ تعالی نے اس میں سے کسی کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی ہے، لہذا وہ اپنے عموم اور ظاہر پر باقی ہے یہاں تک کہ اس کی خصوصیت پر کوئی واجب التسلیم دلیل آجائے۔ واللہ اعلم

(۱) زاد المسیر فی علم التفسیر (1/506)، نیز دیکھئے تفسیر [illegible] (2/6)۔

(۲) دیکھئے تفسیر طبری تحقیق شاکر 9/455، تفسیر ابن عطیہ 2/144

(۳) تفسیر طبری تحقیق شاکر 9/455

"بہیمۃ الأنعام" کا شرعی واصطلاحی مفہوم:

اصطلاحِ شرع میں "بہیمۃ الانعام" سے مراد اونٹ، گائے اور بکرے (دونوں جنسیں) ہیں، جیسا کہ سلف مفسرین نے بیان فرمایا ہے۔ امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں:

"وهي الأزواج الثمانية التي ذكرها في كتابه من الضأن والمعز والبقر والإبل"۔(۱)

یہ آٹھ جوڑے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے: مینڈھا، بکرا، گائے اور اونٹ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بهيمة الأنعام وهي الإبل والبقر والغنم، كما قاله الحبر البحر ترجمان القرآن وابن عم الرسول ﷺ"۔(۲)

"بہیمۃ الانعام" اونٹ، گائے اور بکرے ہیں، جیسا کہ بحر العلم، ترجمان القرآن اور رسول ﷺ کے چچازاد بھائی (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) نے فرمایا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

وقوله تعالى ﴿أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلْأَنْعَٰمِ﴾ هي: الإبل والبقر والغنم، قاله الحسن وقتادة وغير واحد. قال ابن جرير: وكذلك هو عند العرب"(۳)۔

(۱) جامع البیان تحقیق شاکر (6/257)

(۲) تفسیر ابن کثیر 1/534

(۳) تفسیر ابن کثیر 2/8۔

فرمان باری: (تمہارے لئے بہیمۃ الانعام حلال کئے گئے ہیں): یعنی اونٹ، گائے اور بکرے، جیسا کہ حسن، قتادہ، اور دیگر مفسرین نے کہا ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں: اہل عرب کے یہاں بھی اس کا یہی معنیٰ ہے۔

اور سورۃ الزمر کی آیت (نمبر ۶) کی تفسیر سورۃ الانعام (آیت ۱۴۳، ۱۴۴) کے ذریعہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقوله: ﴿وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ﴾ أي: وجعل لكم من ظهور الأنعام ثمانية أزواج وهي المذكورة في سورة الأنعام ﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ﴾ [الأنعام 143]، ﴿وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ﴾ [الأنعام 144]"[1]۔

فرمان باری: (اللہ نے تمہارے لئے چوپائے اتارے ہیں، نر و مادہ آٹھ) یعنی اللہ نے تمہارے لئے چوپایوں کی پشتوں سے آٹھ جوڑے (نر و مادہ) پیدا کیا ہے، اور یہ وہ ہیں جو سورۃ الانعام میں مذکور ہیں: (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم) [الانعام: ۱۴۳] اور (اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم) [الانعام: ۱۴۴]۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والذي يضحى به بإجماع المسلمين الأزواج الثمانية وهي الضأن والمعز والإبل والبقر..."[2]۔

(۱) تفسیر ابن کثیر 7/86، نیز دیکھئے (5/416).
(۲) تفسیر القرطبی (15/109).

مسلمانوں کے اجماع سے جن جانوروں کی قربانی کی جائے گی وہ آٹھ جوڑے ہیں:

مینڈھا، بکری، اونٹ اور گائے۔

علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أن القرآن بيّن أن الأنعام هي الأزواج الثمانية التي هي الذكر والأنثى من الإبل، والبقر، والضأن، والمعز"۔ (۱)

قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ انعام وہی آٹھ جوڑے ہیں: یعنی اونٹ، گائے، مینڈھا اور بکری (نر و مادہ)۔

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"ولا يكون من الحيوان إلا من بهيمة الأنعام، وقد قدمنا بإيضاح الأنعام، وأنها الأزواج الثمانية المذكورة في آيات من كتاب الله وهي الجمل، والناقة، والبقرة، والثور، والنعجة، والكبش، والعنز، والتيس"۔ (۲)

بہیمۃ الانعام کے علاوہ کسی جانور کی قربانی نہیں ہوگی، اور انعام کی وضاحت ہو چکی ہے، کہ وہ کتاب اللہ کی آیات میں مذکور آٹھ جوڑے ہیں: اونٹ اونٹنی، گائے بیل، مینڈھا دنبہ اور بکری بکرا۔

حافظ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(۱) أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن (2 332) و(1 326) و(1 198) نیز دیکھیے تفسیر ماوردی (4 20)۔

(۲) أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن (5 172)

''وهي مختصة بالأزواج الثمانية المذكورة في سورة (الأنعام)، ولا يعرف عنه ﷺ، ولا عن الصحابة هدي، ولا أضحية، ولا عقيقة من غيرها''۔(۱)

قربانی سورۃ الانعام میں مذکور آٹھ جوڑوں کے ساتھ خاص ہے، اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے علاوہ سے ہدی، قربانی یا عقیقہ معروف نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وأجمع العلماء على أنه لا تجزي الضحية بغير الإبل والبقر والغنم''۔(۲)

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اونٹ، گائے اور بکری کے علاوہ سے قربانی نہیں ہوگی۔

علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أجمع العلماء على جواز التضحية من جميع بهيمة الأنعام وإنما اختلفوا في الأفضل ... ثم أجمعوا على أنه لا يجوز التضحية بغير بهيمة الأنعام''۔(۳)

تمام بہیمۃ الانعام سے قربانی کے جواز پر علماء کا اجماع ہے، اختلاف صرف افضل میں ہے۔۔۔اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ بہیمۃ الانعام کے علاوہ کی قربانی جائز نہیں۔

حافظ المغرب علامہ ابن عبد البر قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اختلف العلماء فيما لا يجوز من أسنان الضحايا والهدايا بعد إجماعهم أنها لا تكون إلا من الأزواج الثمانية''۔(۴)

---

(۱) زاد المعاد فی ہدی خیر العباد (2/285)۔

(۲) شرح النووی علی مسلم (13/117)۔

(۳) سبل السلام (2/537)۔

(۴) الاستذکار (4/250)

علماء کے اس بات پر اجماع کے بعد کہ قربانی آٹھ جوڑوں ہی سے ہو سکتی ہے، اس امر میں اختلاف ہے کہ ہدی وقربانی میں کس عمر کی قربانی سیس ہوگی۔

اسی طرح التمہید میں فرماتے ہیں:

"والذي يضحى به بإجماع من المسلمين الأزواج الثمانية وهي الضأن والمعز والإبل والبقر"۔ (۱)

مسلمانوں کے اجماع سے جن جانوروں کی قربانی کی جائے گی وہ آٹھ جوڑے ہیں: مینڈھا، بکرا، اونٹ اور گائے۔

﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ﴾ کا سیاق وپس منظر اور اہل علم کی تصریحات

سورۃ الحج کی آیات میں بھیمۃ الانعام کی تفسیر سلفا وخلفا تمام مفسرین وشارحین احادیث نے سورۃ الانعام کی آیات "ثمانیۃ ازواج" سے فرمائی ہے، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا، البتہ اسی کے پہلو بہ پہلو ائمہ تفسیر وحدیث اور فقہاء امت کی توضیحات کی روشنی میں یہاں حسب ذیل چند باتیں مزید ملحوظ خاطر رہنی چاہئیں:

پہلی بات:

یہ کہ سورۃ الانعام کی آیتیں ہدی وقربانی اور ان کے احکام ومسائل کے بیان کے سیاق میں نہیں ہیں نہ ہی ان کا مقصود قربانی کے جانوروں کی تعیین وتحدید کرنا ہے، بلکہ مویشیوں میں سے مذکورہ آٹھ جوڑوں، اور اسی طرح کھیتیوں اور پھلوں وغیرہ کے سلسلہ میں زمانہ جاہلیت کے

---

(۱) التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید (23/ 188)

لوگوں اور مشرکین عرب کے من مانی، بلا دلیل و برہان حلت وحرمت کے باطل و بے بنیاد عقائد ونظریات، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اپنے معبودان باطلہ کے مابین ان کی تقسیم، فاسد خیالات اور اوہام وخرافات کی تردید اور اس پر ان کی توبیخ وتعنیف اور ڈانٹ پلانے کے بیان میں ہیں جیسا کہ (آیت 136 تا 145 اور اس کے بعد کی آیات سے واضح ہے) اور ائمہ تفسیر اور علماء حدیث وفقہ نے اس کی دوٹوک وضاحت فرمائی ہے۔

۱۔ چنانچہ امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں:

''وكانوا يحرّمون من أنعامهم البحيرة والسائبة والوصيلة والحام، فيجعلونه للأوثان، ويزعمون أنهم يحرمونه لله. فقال الله في ذلك: (وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والأنعام نصيبا) الآية''۔(۱)

مشرکین اپنے چوپایوں میں سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام قرار دیتے تھے اور انہیں اپنے بتوں کے لئے مال لیتے تھے، اور ان کا گمان یہ تھا وہ اللہ کے لئے حرام کر رہے ہیں، چنانچہ اللہ نے اس بارے میں فرمایا: (اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کیے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا)۔

۲۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''هذا ذمّ وتوبيخ من الله للمشركين الذين ابتدعوا بدعًا وكفرًا وشركًا، وجعلوا لله جزءًا من خلقه، وهو خالق كل شيء، سبحانه وتعالى عما يشركون''۔(۲)

---

(۱) تفسیر الطبری (12 132)۔

(۲) تفسیر ابن کثیر ت سلامۃ (3 344)، نیز دیکھئے: تفسیر البغوی۔ إحیاء التراث (2 162)

یہ اللہ کی طرف سے مشرکین کی مذمت اور ڈانٹ ہے جنہوں نے بدعتیں اور کفر و شرک ایجاد کر رکھا تھا، اور اللہ کے لئے اس کی مخلوق میں سے ایک حصہ متعین کر دیا تھا، حالانکہ وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ مشرکوں کے شرک سے اللہ کی ذات پاک اور بلند ہے۔

۳۔ نیز فرماتے ہیں:

"وهذا بيان لجهل العرب قبل الإسلام فيما كانوا حرموا من الأنعام، وجعلوها أجزاء وأنواعا: بحيرة، وسائبة، ووصيلة وحاما، وغير ذلك من الأنواع التي ابتدعوها في الأنعام والزروع والثمار"۔(۱)

یہ اسلام سے پہلے عربوں کی جہالت کا بیان ہے جو انہوں نے چوپایوں کو حرام کر کے ان کے حصے اور اقسام بنا رکھا تھا: بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام اور ان کے علاوہ دیگر اقسام جو انہوں نے چوپایوں، کھیتیوں اور پھلوں میں گھڑ رکھا تھا۔

۴۔ علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وفي هاتين الآيتين تقريع وتوبيخ من الله لأهل الجاهلية بتحريمهم ما لم يحرمه الله"۔(۲)

ان دونوں آیتوں میں اللہ کی جانب سے اہل جاہلیت کو ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ ہے جو انہوں نے حرام کر رکھا تھا جسے اللہ نے حرام نہیں کیا تھا۔

۵۔ امام ابن عطیہ آیت کا سبب نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ت سلامۃ (3/351)

(۲) فتح البیان فی مقاصد القرآن (4/260)

''وسبب نزول هذه الآية أن العرب كانت تجعل من غلاتها وزرعها وثمارها ومن أنعامها جزءا تسميه لله وجزءا تسميه لأصنامها، وكانت عادتها التحفي والاهتبال بنصيب الأصنام أكثر منها بنصيب الله إذ كانوا يعتقدون أن الأصنام بها فقر وليس ذلك بالله''۔ (۱)

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ عرب اپنے غلے کھیتی پھل اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اللہ کے لیے نامزد کرتے تھے اور ایک حصہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے لیے، اور ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے بتوں کے حصے کے سلسلہ میں اللہ کے حصے سے کہیں زیادہ فکر کرتے تھے اور اس کے لئے رنجیدہ ہوتے تھے، کیونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بتوں کو فقر ومحتاجگی کا سامنا ہے جبکہ اللہ کے ساتھ یہ مسئلہ نہیں ہے۔

۶۔ نیز فرماتے ہیں:

''وكانت العرب تسن في الأنعام من السائبة والبحيرة والحام وغير ذلك فنزلت هذه الآية رافعة لجميع ذلك''۔ (۲)

مویشیوں کے سلسلہ میں عربوں کے بحیرہ، سائبہ اور حام وغیرہ بہت سے رسم ورواج تھے، چنانچہ یہ آیت کریمہ ان تمام بدعقیدگیوں کی تردید میں نازل ہوئی۔

۷۔ امام ابن عاشور تیونسی فرماتے ہیں:

''ولمّا كانوا قد حرّموا في الجاهلية بعض النعم، ومنها ما يسمّى بالوصيلة

(۱) تفسیر ابن عطیہ المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز (2 348)

(۲) دیکھئے تفسیر ابن عطیہ (2 144)

كما تقدم، وبعض الإبل كالبحيرة والوصيلة أيضا، ولا يحرموا بعض البقر ولا شيئا من المعز، فناسب أن يؤتى بهذا التقسيم في الاستدلال على إبطال تحكمهم إذ حرموا بعض الأفراد من نوع، ولم يحرموا بعضا من نوع آخر"۔ (۱)

عربوں نے جاہلیت میں کچھ بکریوں کو حرام کرلیا تھا، ان میں سے ایک وصیلہ بھی ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے، اور بعض اونٹوں کو حرام کرلیا تھا جیسے بحیرہ، وصیلہ وغیرہ، اور بعض بکریوں اور کسی بھی گائے کو حرام نہیں کیا تھا لہذا استدلال سے پہلے مناسب یہی تھا کہ ان کے فیصلہ کی تمہید کے لئے یہ تقسیم بیان کردی جائے، کیونکہ کچھ قسموں کے بعض افراد کو حرام کیا تھا اور دوسری بعض قسموں میں سے کچھ کو حرام نہیں کیا تھا۔

۸۔ امام قرطبی آیت (احلت لکم بهیمة الانعام) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وكانت العرب تسن في الأنعام من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام، يأتي بيانها، فنزلت هذه الآية رافعة لتلك الأوهام الخيالية، والآراء الفاسدة الباطلية"۔ (۲)

مویشیوں کے سلسلہ میں عربوں کے بحیرہ، سائبہ اور حام وغیرہ بہت سے رسم و رواج تھے جس کا بیان آئے گا چنانچہ یہ آیت کریمہ ان تمام خیالی اوہام اور باطل فاسد آراء کی تردید میں نازل ہوئی۔

۹۔ امام فخر رازی فرماتے ہیں:

---

(۱) التحریر والتنویر (8-أ 129)

(۲) تفسیر القرطبی (6 33) نیز دیکھئے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (3 371)

"اتفق المفسرون على أن تفسير هذه الآية أن المشركين كانوا يحرمون بعض الأنعام فاحتج الله على إبطال قولهم بأن ذكر الضأن والمعز والإبل والبقر ... والحاصل المعنى نفي أن يكون الله حرم شيئا مما زعموا تحريمه إياه"۔(۱)

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ مشرکین بعض مویشیوں کو حرام قرار دیتے تھے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کے بطلان پر حجت قائم کی، بایں طور کہ مینڈھے، بکری اونٹ اور گائے کا ذکر کیا... مقصود یہ ہے کہ جن چیزوں کو انہوں نے اپنی من مانی حرام کر رکھی ہے اللہ نے اس میں سے کچھ بھی حرام نہیں کیا ہے۔

۱۰۔ علامہ عبدالرحمن بن ناصر سعدی فرماتے ہیں:

"يخبر تعالى عن سفه المشركين المكذبين للنبي ﷺ، من سفاهة العقل، وخفة الأحلام، والجهل البليغ، وعدد تبارك وتعالى شيئا من خرافاتهم، لينبه بذلك على ضلالهم والحذر منهم"۔(۲)

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو جھٹلانے والے مشرکین کی بدعقلی، بے وقوفی اور بڑی جہالت کی خبر دے رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی گمراہی اور ان سے جو کنارہ رہنے کے سلسلہ میں تنبیہ کی غرض سے ان کے کچھ خرافات گنائے ہیں۔

۱۱۔ نیز فرماتے ہیں:

"إن السياق في نقض أقوال المشركين المتقدمة في تحريمهم ما أحله الله

---

(۱) التحریر والتنویر (8-/130) نیز دیکھئے تفسیر الکبیر للفخر الرازی (13/166)۔

(۲) تفسیر السعدی تیسیر الکریم الرحمن (ص:275)

وخوصهم بذلك، بحسب ما سولت لهم أنفسهم"[1]۔

آیات کا سیاق مشرکین کے سابقہ اقوال کی تردید ہے جو وہ اپنی خواہشاتِ نفسانی کے مطابق اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کیا کرتے تھے اور اس میں بے جا دخل اندازی کرتے تھے[2]۔

دوسری بات:

دوسری بات یہ ہے کہ قربانی ان آٹھ جوڑوں ہی کی جائز ہے، اور یہ آٹھوں جوڑے من حیث الجنس مراد ہیں، ان میں سے ہر ایک کے انواع و اصناف اس میں داخل وشامل ہیں، بشرطیکہ لغۃً وشرعاً اس جنس کی نوع وصنف ہو، ان میں کسی خاص رنگ، نسل، طبیعت، ہیئت، کیفیت، عربی وعجمی اور نام ولقب کی تحدید وتخصیص بے دلیل ہے، جو اس کی قربانی کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ علماءِ تفسیر وحدیث نے ان ازواجِ ثمانیہ کو ان کے انواع و اصناف سمیت مراد لیا ہے، اور بسا اوقات وضاحت کے لئے بعض انواع کا ذکر بھی کیا ہے۔ البتہ ان چاروں کے علاوہ کسی پانچویں جنس کے جانور کی قربانی سے منع کیا ہے، مثلاً ہرن، وحشی گائے اور وحشی گدھا وغیرہ۔[3]

---

(۱) تفسیر السعدی تیسیر الکریم الرحمن (ص:278)۔

(۲) دیکھیے، فتح الباری لابن حجر (9/ 657) ونیز ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ (33/ 207)

(۳) اور بھینس بیل اور گائے ہی کی طرح ہے، وحشی نہیں ہے، جیسا کہ فقہاء نے صراحت فرمائی ہے، چنانچہ علامہ مرداوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والصحيح من المذهب أن الجواميس مثله مطلقا، ذكره القاضي وغيره، وجزم به في المستوعب ..." [الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف للمرداوی (3/ 485)]

صحیح مسلک یہ ہے کہ بھینس مطلق طور پر گائے ہی کی طرح ہے، جیسا کہ قاضی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور مستوعب وغیرہ میں اس بات کو جزم ویقین سے کہا ہے۔

اس مسئلہ میں اہل علم کے چند قابل غور تعبیرات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ معروف محقق ومفسر علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ آیت کریمہ ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ [الحج: ۲۸] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اعلم أنه لا يجزئ في الأضحية إلا بهيمة الأنعام، وهي الإبل والبقر والضأن والمعز بأنواعها، لقوله تعالى: ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾ [الحج: ۲۸]، فلا تشرع التضحية بالظباء ولا ببقرة الوحش وحمار الوحش"۔(۱)

جان لو کہ قربانی میں صرف بہیمۃ الانعام جائز ہے، اور وہ اونٹ، گائے، مینڈھا اور بکری اپنے انواع کے ساتھ ہیں؛ کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے: (اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں اور چوپایوں پر جو پالتو ہیں) لہذا ہرن، جنگلی گائے، اور جنگلی گدھے کی قربانی مشروع نہیں ہے۔

۲۔ علامہ علی احمد واحدی نیساپوری لکھتے ہیں:

"والأنعام جمع نعم، وهي الإبل والبقر والغنم وأجناسها"۔(۲)

انعام، نعم کی جمع ہے، اور وہ اونٹ، گائے، بکری اور ان کی جنسیں ہیں۔

۳۔ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ اپنی سند سے لیث بن ابی سلیم کی تفسیر نقل فرماتے ہیں:

---

(۱) أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن (5/ 216)۔

(۲) التفسير الوسيط للواحدي (2/ 148)۔

جوڑوں میں سے ہیں۔

۴۔ امام سیوطی رحمہ اللہ ابن ابی حاتم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وأخرج ابن أبي حاتم عن ليث بن أبي سليم قال: الجاموس والبختي من الأزواج الثمانية''۔(۱)

ابن ابی حاتم نے لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بھینس اور خراسانی اونٹ آٹھ جوڑوں میں سے ہیں۔

۵۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بھی موافقت کرتے ہوئے ابن ابی حاتم سے نقل کرتے ہیں:

''وأخرج ابن أبي حاتم عن ليث بن أبي سليم قال: الجاموس والبختي من الأزواج الثمانية''۔(۲)

ابن ابی حاتم نے لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بھینس اور خراسانی اونٹ آٹھ جوڑوں میں سے ہیں۔

۶۔ علامہ نواب صدیق حسن خان لیث بن ابی سلیم کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

=== (2/151) [illegible] (1/122) [illegible] صحت روایت میں ثقات [illegible] (1/445) [illegible] (2/160) [illegible] الثقات (ص 198) [illegible] (ص 94)

بہرکیف لیث بن ابی سلیم کے ضعف [illegible] بن ابی سلیم [illegible]

(۱) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (3/371)۔

(۲) فتح القدیر للشوکانی (2/195)۔

﴿قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ ٱلْأُنثَيَيْنِ أَمَّا ٱشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ ٱلْأُنثَيَيْنِ﴾ "قال ليث بن أبي سليم: الجاموس والبختي من الأزواج الثمانية"۔(١)

(آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہوں؟) لیث بن ابی سلیم فرماتے ہیں کہ: بھینس اور خراسانی اونٹ آٹھ جوڑوں میں سے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مفسرین سلف نے اپنی تفسیروں میں آٹھ ازواج کی جنسوں کے بعض مشہور انواع واصناف کو باقاعدہ مثالوں کی وضاحت سے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

۷۔ علامہ ابن عاشور تیونسی رحمہ اللہ تعالیٰ، سورۃ الانعام کی متعلقہ آیت ﴿وَمِنَ ٱلْإِبِلِ ٱثْنَيْنِ وَمِنَ ٱلْبَقَرِ ٱثْنَيْنِ﴾ [الانعام: ۱۴۴]۔میں "ومن البقر اثنين" کی تفسیر میں بڑی وضاحت سے لکھتے ہیں:

"ومن البقر صنف له سنام فهو أشبه بالإبل ويوجد في بلاد فارس ودخل بلاد العرب وهو الجاموس، والبقر العربي لا سنام له وثوره يسمى الفريش"۔(٢)

اور گائے کی ایک قسم ہے جسے کوہان ہوتی ہے لہٰذا وہ اونٹ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے، اور وہ فارس کے علاقہ میں پائی جاتی ہے عرب کے علاقوں میں داخل ہوئی ہے، اور وہ

(١) فتح البیان فی مقاصد القرآن (4/260)۔

(٢) تحریر والتنویر (8/129)

"جاموس بھینس ہے، عربی گائے کو کوہان نہیں ہوتی اور اس کے بیل کو فریش کہا جاتا ہے۔

۸۔ محمد متولی شعراوی لکھتے ہیں:

"الأنعام: يُراد بها الإبل والبقر، وأُلحق بالبقر الجاموس، ولم يُذكر لأنه لم يكن موجوداً بالبيئة العربية، والغنم ويشمل الضأن والماعز، وفي سورة الأنعام يقول تعالى ﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزْوَٰجٍ مِّنَ ٱلضَّأْنِ ٱثْنَيْنِ وَمِنَ ٱلْمَعْزِ ٱثْنَيْنِ﴾ [الأنعام:143]۔[1]

انعام سے مراد اونٹ اور گائے ہے، اور بھینس گائے سے ملحق ہے، اور اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا ہے کہ وہ عرب کے ماحول میں موجود نہ تھی، اسی طرح بکری مراد ہے، وہ مینڈھے اور بال والی بکری دونوں کو شامل ہے، اور سورۃ الانعام میں اللہ کا ارشاد ہے: (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم)۔

۹۔ شیخ محمود محمد حجازی فرماتے ہیں:

"الأنعام هي الإبل، والبقر، وتشمل العراب والجواميس، والضأن وتشمل الخراف والمعز"۔[2]

انعام: اونٹ، گائے بشمول عربی وجوامیس (بھینسیں)، اور مینڈھا بشمول اون اور بال والی بکری، ہیں۔

۱۰۔ محمد سید طنطاوی فرماتے ہیں:

---

(۱) تفسیر الشعراوی(16، 9992)۔

(۲) التفسیر الواضح(1، 474)

"وأفردت البهيمة لإرادة الجنس وجمع الأنعام ليشمل أنواعها"۔(1)

بہیمہ کو جنس کے ارادہ سے واحد رکھا گیا ہے اور انعام کو جمع استعمال کیا گیا ہے تاکہ اس کی قسموں کو شامل ہو۔

۱۱۔ شیخ محمد علی صابونی(2) لکھتے ہیں:

"﴿وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ﴾ أي وأنشأ لكم من الإبل اثنين هما الجمل والناقة ومن البقر اثنين هما الجاموس والبقرة"۔(3)

یعنی اللہ نے تمہارے لئے اونٹ میں دو یعنی اونٹ اور اونٹنی پیدا فرمایا، اور گائے میں دو یعنی بھینس اور گائے پیدا فرمایا۔

۱۲۔ سابقہ تفاسیر کی روشنی میں علامہ احمد بن عبد الرحمن ساعاتی تمام بہیمۃ الانعام کے انواع کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"(تنبيه) نقل جماعة من العلماء الإجماع على أن الضحية لا تصح إلا ببهيمة الأنعام (من جميع أنواعها) والبقر ومثله الجاموس، والغنم وهي الضأن والمعز،

---

(1) التفسیر الوسیط طنطاوی (4/ 23)۔

(2) اسماء وصفات اور عقیدہ ومنہج کے دیگر مباحث میں اس تفسیر اور مؤلف کی دیگر کتابوں پر متعدد ملاحظات ہیں جن کا اہل علم نے تعاقب کیا ہے، دیکھئے "التعقیبات وملاحظات علی کتاب صفوۃ التفاسیر" از شیخ صالح بن فوزان الفوزان، "تنبیہات ہامۃ علی کتاب صفوۃ التفاسیر" شیخ محمد علی الصابونی، و "ملاحظات ہامۃ فی مختصر تفسیر ابن جریر الطبری" شیخ محمد علی الصابونی، محمد بن جمیل زینو۔ اسی طرح اس سے قبل اختر سعد علماء سے مجلہ منار میں اور شیخ محمد مغراوی سے ہیں ان کے رسالہ بعنوان "التفسیر والمفسرون" میں بھی ان کتاب اور ان کے مؤلف کے انحرافات کی نقاب کشائی کی ہے

(3) صفوۃ التفاسیر (1/ 394)۔

ولا يجزئ شيء من الحيوان غير ذلك، والله أعلم"۔ (۱)

تنبیہ: علماء کی ایک جماعت نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ قربانی صرف بہیمۃ الانعام کی صحیح ہوگی، اونٹ اپنی تمام قسموں کے ساتھ، اور گائے اور اسی کے مثل بھینس ہے، اور بکری یعنی مینڈھا اور بال والی بکری، اور ان کے علاوہ کسی حیوان سے قربانی درست نہ ہوگی ۔۔۔ واللہ اعلم۔

تیسری بات:

سابقہ تصریحات سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اہل علم نے قربانی کے جانوروں کی وضاحت کے ضمن میں آٹھ جوڑوں یا اونٹ گائے اور بکری کے علاوہ سے قربانی کے بارے میں "عدم جواز" یا "عدم اجزاء" یا "عدم صحت" وغیرہ کے جو الفاظ نقل فرمائے ہیں اس سے مراد ان کے علاوہ دیگر جنسیں ہیں، مثلاً وحشی گائے، وحشی گدھا اور ہرن وغیرہ، جیسا کہ انہوں نے دیگر اجناس کی مثالیں پیش کی ہیں اور جواز کے قائلین پر تبصرہ بھی فرمایا ہے۔ بغرض اختصار ایک دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ علامہ ابن رشد القرطبی الحفید المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وكلهم متفقون على أنه لا تجوز الضحية بغير بهيمة الأنعام، إلا ما حكي عن الحسن بن صالح أنه قال: تجوز التضحية ببقرة الوحش عن سبعة، والظبي عن واحد"۔ (۲)

---

(۱) الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی (13/76-77)۔

(۲) بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (2/193)۔

سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھیمۃ الانعام کے علاوہ سے قربانی جائز نہیں ہے، سوائے جو حسن بن صالح سے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وحشی گائے کی قربانی سات لوگوں کی طرف سے اور ہرن کی قربانی ایک کی طرف سے جائز ہے۔

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وأجمع العلماء على أنه لا تجزي الضحية بغير الإبل والبقر والغنم إلا ما حكاه ابن المنذر عن الحسن بن صالح أنه قال تجوز التضحية ببقرة الوحش عن سبعة وبالظبي عن واحد وبه قال داود في بقرة الوحش والله أعلم"۔(۱)

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اونٹ، گائے اور بکرے کے علاوہ کی قربانی کافی نہ ہوگی، سوائے اس کے جو امام ابن المنذر نے حسن بن صالح کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وحشی گائے کی قربانی سات لوگوں کی طرف سے اور ہرن کی قربانی ایک کی طرف سے جائز ہے۔ اور یہ بات داود ظاہری نے وحشی گائے کے بارے میں بھی کہی ہے، واللہ اعلم۔

ان دونوں اقتباسات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اہل علم نے ابل، بقر اور غنم سے ان کے انواع واصناف اور نسلوں کا استثناء نہیں کیا ہے بلکہ ان کے علاوہ دیگر اجناس کا استثناء کیا ہے، جیسا کہ بقرۃ الوحش اور ہرن کی مثال سے نمایاں ہے۔

اسی طرح اس بات کی حتمیت کی نہایت روشن دلیل امام نووی رحمہ اللہ کی وہ دو ٹوک تصریح ہے جو انہوں نے ابل، بقر اور غنم کی اپنی کتاب "المجموع شرح المہذب" میں فرمائی

---

(۱) شرح النووی علی مسلم (13/117) المجموع شرح المہذب (8/394) والمغنی 8/623 نیز دیکھئے: صحیح فقہ السنۃ وادلتہ وتوضیح مذاہب الائمۃ (2/369)۔

ہے، بایں طور کہ ان کی انواع بلکہ انواع کی انواع کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر بہیمۃ الانعام کے علاوہ مثلاً بقر الوحش، گدھوں اور ہرنوں وغیرہ کی قربانی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"أَمَّا الْأَحْكَامُ فَشَرْطُ الْمُجْزِئِ فِي الْأُضْحِيَةِ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْأَنْعَامِ وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ سَوَاءٌ فِي ذَلِكَ جَمِيعُ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ مِنَ الْبَخَاتِيِّ وَالْعِرَابِ وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ مِنَ الْجَوَامِيسِ وَالْعِرَابِ وَالدَّرْبَانِيَّةِ وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْغَنَمِ مِنَ الضَّأْنِ وَالْمَعْزِ وَأَنْوَاعِهِمَا وَلَا يُجْزِئُ غَيْرُ الْأَنْعَامِ مِنْ بَقَرِ الْوَحْشِ وَحَمِيرِهِ وَالظَّبْيِ وَغَيْرِهَا بِلَا خِلَافٍ"۔(1)

رہا مسئلہ احکام کا تو قربانی ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جانور بہیمۃ الانعام میں سے ہو یعنی: اونٹ، گائے اور بکرا۔ اور اس میں بخاتی اور عراب وغیرہ اونٹ کی تمام قسمیں برابر ہیں، اور بھینس، دربانیہ اور عراب وغیرہ گائے کی تمام قسمیں برابر ہیں۔ اسی طرح مینڈھا اور بکرا وغیرہ بکرے کی تمام قسمیں اور ان کی قسمیں برابر ہیں۔ اور انعام کے علاوہ جیسے وحشی گائے اور وحشی گدھے اور ہرن وغیرہ کی قربانی بلا اختلاف کافی نہ ہوگی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

چوتھی بات:

یہ ہے کہ مذکورہ توضیح وتصریح کی روشنی میں وہ بات بھی الجھن کا باعث نہیں رہ جاتی جو اہل علم نے متعدد تعبیرات میں رسول گرامی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اور صحابہ سے ابل، بقر اور غنم کے علاوہ سے قربانی ثابت نہیں ہے، مثلاً:

(1) المجموع شرح المہذب (393/8)۔

۱۔ علامہ ابو الحسن علی مرغینانی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والأضحية من الإبل والبقر والغنم" لأنها عرفت شرعا، ولم تنقل التضحية بغيرها من النبي ﷺ ولا من الصحابة رضي الله عنهم"۔(۱)

اور قربانی اونٹ، گائے اور بکرے کی ہوگی کیونکہ شرعاً یہی جانور معروف ہیں، اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہ سے ان کے علاوہ کی قربانی کرنا منقول نہیں ہے۔

۲۔ علامہ عبدالکریم ابو القاسم الرافعی فرماتے ہیں:

"والأنعام: هي الإبل والبقر والغنم، ولم تنقل عن النبي ﷺ، ولا عن أصحابه -رضي الله عنهم- التضحية بغيرها"۔(۲)

انعام: اونٹ، گائے اور بکرے ہیں، نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہ سے ان کے علاوہ سے قربانی کرنا منقول نہیں ہے۔

۳۔ حافظ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولم يُعرف عنه ﷺ، ولا عن الصحابة هديٌ، ولا أضحيةٌ، ولا عقيقةٌ من غيرها"۔(۳)

نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے علاوہ سے ھدی قربانی یا عقیقہ معروف نہیں ہے۔

---

(۱) الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی (4/359)، دیکھئے الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی (4/2719)۔

(۲) العزیز شرح الوجیز المعروف بالشرح الکبیر (12/62)، دیکھئے صحیح فقہ السنۃ وادلتہ وتوضیح مذاہب الائمۃ (2/369)۔

(۳) زاد المعاد فی ہدی خیر العباد (2/285)۔

کہ اس سے مراد و مقصود بھی اجناس ہیں کہ ان کے علاوہ دیگر اجناس بقرة الوحش، گدھے اور ہرن وغیرہ کی قربانی ثابت، منقول اور معلوم نہیں ہے، نہ کہ مذکورہ اجناس کے انواع واصناف کی نفی، ہاں اتنا ضرور ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے عملاً ان اجناس کی انہی انواع کی قربانی فرمائی ہے جو حجاز میں اس وقت موجود ومعروف تھیں، تمام انواع کا وجود اور عملاً قربانی کا ثبوت ضروری نہیں۔

چنانچہ ﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزۡوَٰجٖ﴾ کی تفسیر میں محمد متولی شعراوی لکھتے ہیں:

"الأنعام: يُراد بها الإبل والبقر، وألحق بالبقر الجاموس، ولم يذكر لأنه لم يكن موجوداً بالبيئة العربية، والغنم ويشمل الضأن والمعز، وفي سورة الأنعام يقول تعالى: ﴿ثَمَٰنِيَةَ أَزۡوَٰجٖۖ مِّنَ ٱلضَّأۡنِ ٱثۡنَيۡنِ وَمِنَ ٱلۡمَعۡزِ ٱثۡنَيۡنِۗ﴾" (۱)

انعام سے مراد اونٹ اور گائے ہے، اور بھینس گائے سے ملحق ہے، اور اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا ہے کہ وہ عرب کے ماحول میں موجود نہ تھی، اسی طرح بکری مراد ہے، وہ مینڈھے اور بال والی بکری دونوں کو شامل ہے، اور سورۃ الانعام میں اللہ کا ارشاد ہے: (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم)۔

واللہ تعالیٰ اعلم واحکم۔

(۱) تفسیر الشعراوی (16 / 9992).

دوسری فصل:

گائے اور بھینس کی حقیقت

اولاً: گائے۔

چونکہ بھینس گائے ہی کی نوع ہے اس لئے پہلے یہ جاننا مناسب ہے کہ گائے کی حقیقت وماہیت کیا ہے تاکہ بھینس کی حقیقت وماہیت اور دونوں میں یکسانیت سمجھنے میں آسانی ہو۔

گائے: اردو، ہندی اور فارسی زبان میں:

گائے : اردو اور ہندی زبان کا لفظ ہے، جو دنیا میں پائے جانے والے مشہور مادہ چوپائے پر بولا جاتا ہے۔[1] اور اس کے نر کو بیل کہتے ہیں۔[2] اسی طرح سنسکرت میں اسے گھو یا گو کہا جاتا ہے۔[3]

جبکہ فارسی زبان میں نر و مادہ دونوں کو "گاؤ" کہا جاتا ہے۔[4]

گائے: عربی زبان میں:

گائے کو عربی زبان میں "بقر" کہتے ہیں، اس کے معنی ومفہوم کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

---

(۱) دیکھئے، جامع فیروز اللغات، ص1080

(۲) جامع فیروز اللغات ص 257

(۳) جامع فیروز اللغات ص1135۔

(۴) جامع فیروز اللغات، ص1080

۱۔ بقر اسم جنس ہے، مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے اس میں سے ایک کے لئے "بقرۃ" استعمال کیا جاتا ہے، اس کی جمع "بقرات" آتی ہے پھر مذکر کے لئے "ثور" کا لفظ استعمال کیا جانے لگا۔ چنانچہ علماء لغت عرب لکھتے ہیں:

"(البقر) اسم جنس، و (البقرة) تقع على الذكر والأنثى، والهاء للإفراد، والجمع بقرات"۔(۱)

۲۔ یہ گھریلو و وحشی دونوں قسموں کے لئے بولا جاتا ہے۔(۲)

۳۔ بقرۃ کے نر کو "ثور (بیل) کہا جاتا ہے۔(۳)

۴۔ اس کے بچے کو "عجل" کہتے ہیں۔(۴)

۵۔ اس کے گوشت میں ٹھنڈک اور خشکی ہوتی ہے۔(۵)

۶۔ گائے بڑا طاقتور اور کثیر المنفعت جانور ہے۔

علامہ محمد بن موسیٰ کمال الدین دمیری فرماتے ہیں:

"والبقر حيوان شديد القوة كثير المنفعة، خلقه الله ذلولا"۔(۶)

---

(۱) المغرب في ترتيب المعرب (ص 305)، تحرير ألفاظ التنبيه (ص 102)، المطلع على ألفاظ المقنع (ص 159)، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير (1/57)، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية (2/594)، وعمدة الحفاظ في تفسير أشرف الألفاظ لأحمد بن يوسف الحلبي (216/1)۔

(۲) تهذيب اللغة (1/322)، المحكم والمحيط الأعظم (6/395)۔

(۳) كتاب العين (8/232)، وتهذيب اللغة (1/424)، وعمدة الحفاظ لأحمد بن يوسف الحلبي (1/216)

(۴) المعجم (2/273)، وتهذيب اللغة (4/113)

(۵) شمس العلوم ودواء كلام العرب من الكلوم (1/589).

(۶) حياة الحيوان الكبرى (1/214)

گائے ایک بڑا، طاقتور اور بہت نفع بخش جانور ہے، اللہ نے اسے تابع اور ماتحت بنایا ہے۔

اور علامہ ابو الفتح الابشیہی فرماتے ہیں:

"البقر هو حيوان شديد القوة خلقه الله تعالى لمنفعة الإنسان"۔ (۱)

گائے ایک بڑا طاقتور جانور ہے، اسے اللہ نے انسان کی منفعت کے لئے پیدا کیا ہے۔

۷۔ اس کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے ایک قسم بھینس ہے، جو سب سے بھاری بھرکم اور زیادہ دودھ دینے والی ہے۔

علامہ کمال الدین دمیری فرماتے ہیں:

"وهي أجناس: منها الجواميس وهي أكثرها ألبانا وأعظمها أجساما"۔ (۲)

اس کی کئی اجناس ہیں: انہی میں سے بھینسیں ہیں، جو سب سے زیادہ دودھ دینے والی اور سب سے بڑے جسم والی ہیں۔

اور علامہ ابشیہی فرماتے ہیں:

"وهو نوع من الجواميس وهي أكثر ألبانا وكل حيوان فإنه نرى أصواتا من ذكوره إلا البقر"۔ (۳)

گائے کی کئی انواع ہیں بھینسیں، جو سب سے زیادہ دودھ والی ہیں، وہ ہر جانور کے

---

(۱) المستطرف فی کل فن مستظرف (ص:353)۔

(۲) حیاۃ الحیوان الکبری (1/ 214)

(۳) المستطرف فی کل فن مستظرف (ص:353)۔

مانندوں کی آواز نروں سے باریک ہوتی ہے سوائے گائے کے۔

۸۔ اس کے رنگ بھی ہوتے ہیں۔[1]

"بقر" کی وجہ تسمیہ:

علمِ لغت، فقہ اور حدیث وتفسیر نے تصریح فرمائی ہے "بقر" کے معنی کھودنے، پھاڑنے، کھولنے اور کشادہ کرنے کے ہیں اور "بقر" اسی سے مشتق ہے۔ اور بقر کو بقر اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ زمین کو بقر کرتا یعنی ہل چلا کر پھاڑتا ہے، چنانچہ معروف لغوی علامہ ابن منظور افریقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أصل البقر الشق والفتح والتوسعة، بقرت الشيء بقرًا فتحته ووسعته"۔[2]

بقر کے اصلی معنی پھاڑنے، کھولنے اور کشادہ کرنے کے ہیں، بقرت الشی، بقرا: یعنی میں نے کسی چیز کو کھولا اور کشادہ کیا۔

اور محمد ملا خسرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"(البقر) وسميت بقرًا لأنها تبقر الأرض بحوافرها أي تشقها والبقر هو الشق"۔[3]

بقر:۔۔۔کو بقر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کو اپنے کھروں سے بقر کرتی ہے، یعنی

---

(۱) گائے کی لغت کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب المخصص (2 266)۔

(۲) لسان العرب (4 74)۔

(۳) درر الحکام شرح غرر الاحکام (1/ 176)۔

پھاڑتی ہے۔ بقر کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''والبقر یقع علی الذکر والانثی سمیت بقرۃ لانھا تبقر الارض ای تشقھا بحرثھا، والبقر الشق''۔ (۱)

بقر: مذکر ومونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس کو بقرۃ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہل چلا کے زمین کو پھاڑتی ہے۔ بقر کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔ (۲)

اور اسی طرح بھی علماء نے اس بات کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ حضرت محمد بن علی بن حسین کو بھی ''باقر'' اسی سے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے علم کو کھول دیا تھا، اور اس کی گہرائی میں اتر گئے تھے۔

چنانچہ علامہ محمد احمد ہروی فرماتے ہیں:

''وکان یقال لمحمد بن علی بن الحسین (الباقر) لانہ بقر العلم وعرف اصلہ واستنبط فرعہ، واصل البقر الشق والفتح''۔ (۳)

حضرت محمد بن علی بن حسین کو بھی ''باقر'' اسی سے کہا جاتا تھا کہ انہوں نے علم کو کھول دیا تھا، اور اس کے اصل کو جان کر اس سے فرع مستنبط کرلیا تھا۔ اور ''بقر'' کا اصلی معنی پھاڑنا اور

---

(۱) مجموع شرح المہذب (4/ 539)، وشرح النووی علی مسلم (6/ 137)

(۲) دیکھئے التوضیح لشرح الجامع الصحیح (10/ 414)، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (6/ 172)، ومرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (6/ 140)، وفیض القدیر (1/ 422)، وذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (16/ 154) و (22/ 108)، والکوکب الدراری فی شرح صحیح البخاری (6/ 7)، وکشف المعانی فی شرح صحیح بخاری (12/ 351)۔

(۳) تہذیب اللغۃ (9/ 118)۔

کھودتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ومنها قيل محمد بن علي بن الحُسَيْن بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهم الباقر لأنّه بقر العلم فدخل فيه مدخلًا بليغا''۔(۱)

بقر ہی کے لفظ سے محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ''باقر'' کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے علم کو پھاڑ دیا تھا اور اس کی گہرائی میں اتر گئے تھے۔(۲)

گائے کی جامع تعریف:

متعدد اہل علم نے ''بقرۃ'' کی اصطلاحی تعریف فرمائی ہے، بطور مثال جدید عربی زبان کی لغت کی تعریف ملاحظہ فرمائیں:

بقرة: وهو جنس حيوانات من ذوات الظِّلف، من الفصيلة البقريّة، ويشمل البقر والجاموس، ويطلق على الذكر والأنثى، منه المستأنس الذي يُتَّخذ للَّبن واللَّحم ويستخدم للحرث، ومنه الوحشي، أنثى ثور {إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً}۔(۳)

گائے:... بقریات (زمین پھاڑنے والے جانوروں) کے گروہ سے کھر والے حیوانات

---

(۱) تحریر الفاظ التنبیہ (ص 102)

(۲) دیکھئے: غریب الحدیث لابن الجوزی (1/ 81)، معجم دیوان الادب (1/ 348) والصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ (2/ 595)، ولسان العرب (4/ 74)

(۳) معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ (1/ 230)

کی جنس کا نام ہے، جو گائے اور بھینس دونوں کو شامل ہے، اور مذکر و مونث دونوں پہ بولا جاتا ہے. اس میں دو مانوس قسم بھی ہے جسے دودھ اور گوشت کے لئے رکھا جاتا ہے اور کھیتی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور ایک قسم وحشی بھی ہے، یہ بیل کی مانند ہے، اللہ کا ارشاد ہے: (اللہ تعالی تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے)۔

ثانیاً: بھینس

بھینس اردو، ہندی اور فارسی زبان میں:

بھینس بھینسا، اردو، ہندی زبان میں مستعمل لفظ ہے جو برصغیر اور دیگر ممالک میں پائے جانے والے مشہور چوپائے پر بولا جاتا ہے، اور وہ عموماً سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کے مادہ کو بھینس اور نر کو بھینسا کہا جاتا ہے۔ (۱)

اسی طرح اردو و ہندی زبان میں بھینس کے بچے کو "کٹا" کہتے ہیں۔ (۲)

اور فارسی زبان میں بھینس کو "گاؤ میش" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (۳)

واضح رہے کہ "گاؤ میش" دو الفاظ کا مرکب ہے، "گاؤ" اور "میش"۔

اور "گاؤ" فارسی زبان کا مونث لفظ ہے جس کے معنی ہندی زبان میں مستعمل لفظ گائے اور بیل کے ہیں۔ (۴)

---

(۱) دیکھئے جامع فیروز اللغات، ص ۲۴۳

(۲) جامع فیروز اللغات، ص:992

(۳) دیکھئے جامع فیروز اللغات ص ۱۰۹۰۔

(۴) دیکھئے جامع فیروز اللغات ص ۱۰۹۰۔ نیز دیکھئے تاج العروس (23 382) و تکملۃ المعاجم العربیۃ (9 16)

جبکہ سنسکرت زبان میں گائے کو "گئو" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (۱)

اور "میش" فارسی لفظ ہے جس کے معنی بھیڑ، بھیڑی، گوسفند یا گوسپند، مینڈھا، دنبہ کے ہیں۔ (۲)

مذکورہ مختلف زبانوں کی تفصیلات سے معلوم ہوا کہ مرکب لفظ "گاؤمیش" میں گائے اور بھیڑ کا مرکب معنی شامل ہے، مزید وضاحت عربی لغات کی روشنی میں آگے آرہی ہے۔

بھینس عربی زبان میں:

چونکہ گاؤمیش بھینس (یعنی بھیڑ، بھیڑی جیسی سیاہ نسل گائے) عجم فارس وغیرہ میں پائی جاتی تھی، عرب میں یہ نسل متعارف نہ تھی اس لئے اہل عرب اس سے واقف اور مانوس نہ تھے (۳) -بلکہ ایک عرصہ بعد یہ نسل عرب میں پہنچی اور لوگ اس سے متعارف و مانوس ہوئے- اس لئے عرب کے لوگوں نے اس بھیڑ شکل یا بھیڑ حلیہ گائے (۴) کو جب دیکھا تو اُسے "جاموس" کا نام دیا اسی طرح بسا اوقات "گاومیش" اور "گاوماش" وغیرہ ناموں سے بھی اسے موسوم کیا۔ (۵) البتہ "جاموس" کا لفظ بکثرت استعمال ہوا۔

---

(۱) جامع فیروز اللغات ص ۱۱۳۵۔

(۲) دیکھئے جامع فیروز اللغات ص ۱۳۳۰ و ۱۱۱۴۔

(۳) چنانچہ شیخ محمد متولی شعراوی لکھتے ہیں بھینس گائے سے ملحق ہے، اور اس کا [illegible] اس سے ملحق کیا گیا ہے کہ وہ عرب کے ماحول میں موجود نہ تھی۔ [دیکھئے تفسیر الشعراوی (9992/16)]۔

(۴) دیکھئے ابو محمد ابن قتیبہ دینوری (2 253)

(۵) دیکھئے تہذیب اللغۃ 10 317، والمخصص 4 224، وکتاب الحیوان 1 100، و 5 244، و 7 144، نیز دیکھئے التنبیہ والاشراف (1 307)

"جاموس" کی وجہ تسمیہ:

مستند عربی قوامیس اور ڈکشنریوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فارسی النسل گاؤمیش (بھینس) کو اہل عرب کے "جاموس" نام دینے کی دو بنیادوں میں سے کوئی ایک بنیاد ہے: ۱۔ تعریب یا ۲۔ اشتقاق

۱۔ تعریب:

تعریب کا معنی یہ ہے کہ چونکہ یہ لفظ اصلاً عربی زبان کا نہیں ہے بلکہ دخیل ہے اس لئے اہل عرب نے اس کے فارسی نام کو عربی حروف اور الفاظ کے معروف اوزان کی مدد سے اپنی عربی زبان میں کھپ لیا اور اس کا نام بنالیا، چنانچہ "گ" کو "جیم" اور "شین" کو "سین" سے بدل کر قابل نطق تسہیل کرتے ہوئے "فاعول" کے وزن پر "جاموس" بنادیا[۱]، جس کی جمع فواعیل کے وزن پر "جوامیس" آتی ہے۔ اس سلسلہ میں اہل لغت کے اقوال اور ان کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علامہ لیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجَامُوسُ دخيلٌ، ويُجمعُ جواميس، تُسمِّيه العَرَبُ كاوميش"۔[۲]

"الجاموس" دخیل ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، اسے فارسی "گاؤمیش" کہتے ہیں۔

(۲) علامہ صاحب "العین" خلیل فراہیدی فرماتے ہیں:

---

(۱) دیکھئے: البصائر و الذخائر: 6/ 128۔

(۲) تہذیب اللغۃ: 10/ 317۔

"الجاموس دخیل تسمّیه العجم کاؤمیش".[1]

جاموس دخیل ہے، عجمی لوگ اسے کاؤمیش کہتے ہیں۔

(۳) علامہ ابونصر جوہری فارابی فرماتے ہیں:

"جاموس: واحد جوامیس، فارسي معرب".[2]

جاموس جوامیس کی واحد، فارسی معرب ہے۔

(۴) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جوامیس معروفة واحدها جاموس فارسي معرب".[3]

جوامیس (بھینسیں) معروف ہیں، اس کا واحد جاموس آتا ہے، جو کہ فارسی لفظ ہے اسے عربی بنایا گیا ہے۔

(۵) علامہ محمد بن محمد زبیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجاموس: معروف، معرّب کاؤمیش، وهي فارسیّة، ج جوامیس، وقد تکلّمت به العرب".[4]

جاموس: معروف ہے، جو کاؤمیش کا معرب ہے، اور وہ فارسی لفظ ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، اہل عرب نے بھی اس لفظ کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

(۶) علامہ حسن بن محمد عدوی قرشی حنفی فرماتے ہیں:

---

(۱) العین (6 60)، نیز دیکھئے: المخصص (4 224)، شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم (2 1164)۔

(۲) الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ (3 915)۔

(۳) تحریر الفاظ التنبیہ ص: 106۔

(۴) تاج العروس (15 513)۔

"الجاموس: واحد من الجواميس، فارسيٌّ معرّب، وهو بالفارسية كَوْمِيش، وقد تكلّمت به العرب"۔(۱)

جاموس: جوامیس کی واحد ہے۔ فارسی معرب ہے۔ اسے فارسی میں "گاؤمیش" کہتے ہیں، عربوں نے اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

(۷) علامہ محمد بن ابو بکر رازی فرماتے ہیں:

"(جَامُوسٌ) واحدُ (جَوَامِيسَ) فارسيٌّ مُعرَّبٌ"۔(۲)

جاموس جوامیس کی واحد، فارسی معرب ہے۔

(۸) علامہ فیروز آبادی فرماتے ہیں:

"الجاموسُ: مُعرَّبُ كَاوْمِيش، ج: الجواميسُ، وهي جاموسةٌ"۔(۳)

جاموس (بھینس)، "گاؤمیش" کا معرب ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، مؤنث کو جاموسہ کہتے ہیں۔

(۹) علامہ ابو ہلال عسکری فرماتے ہیں:

"والجاموسُ فارسيٌّ معرّبٌ، وقد تكلّمت به العرب"۔(۴)

جاموس فارسی معرب ہے، عربوں نے اپنی گفتگو میں استعمال کیا ہے۔

---

(۱) المعرب ۱/۷۱ (1 78)

(۲) مختار الصحاح (ص:60)

(۳) القاموس المحیط (ص:536)۔

(۴) التلخیص فی معرفۃ أسماء الأشیاء (ص:370)۔

۲۔اشتقاق:

اشتقاق کا معنی یہ ہے کہ جاموس کا لفظ عربی ہے اور کسی عربی زبان کے اصول و مادہ سے نکالا گیا ہے۔اور وہ یہ ہے کہ" جاموس" (ج م س) جمس سے مشتق ہے۔اور عربی زبان میں جمس کا لفظ کسی چیز کے جمود اور ٹھوس پن پر دلالت کرتا ہے،چنانچہ جب اہل عرب اس چوپائے سے متعارف ہوئے تو اس کی ہیئت، جسامت، مضبوطی اور کیفیت کو دیکھ کر اسے" جاموس" کا نام دے دیا۔اس سلسلہ میں اہل لغت وغیرہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علامہ احمد بن محمد فیومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جمس الودك جموسا، من باب قعد جمد، والجاموس نوع من البقر، كأنه مشتق من ذلك لأنه ليس فيه لين البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة"(۱)

"جمس الودک جموسا" کا معنی ہے گوشت کی چکنائی جم گئی، "قعد" کے باب سے "جمد" کے معنی میں ہے۔اور" جاموس" گائے کی ایک قسم ہے،گویا یہ لفظ اسی سے مشتق ہے،کیونکہ ہل چلانے،کاشت کرنے اور دانے نکلنے وغیرہ استعمال میں اس میں گائے والی نرمی نہیں ہوتی۔

(۲) امام اسحاق بن منصور الکوسج فرماتے ہیں:

"الجاموس نوع من البقر، كأنه مشتق من ذلك، لأنه ليس فيه لين البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة"(۲)۔

"جاموس" گائے کی ایک قسم ہے،گویا وہ "جمس" ہی سے مشتق ہے،کیونکہ ہل چلانے،

(۱) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (1/ 108)۔

(۲) مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ 8/ 4027

کاشت کرنے اور دانے کچلنے وغیرہ استعمال میں اس میں گائے والی نرمی نہیں ہوتی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوا کہ جاموس (بھینس) خواہ "گاؤ میش" کا معرب ہو یا پھر "ج م س" سے مشتق ہو، دونوں صورتوں میں وہ گائے سے خارج نہیں ہے، بلکہ وہ بھیڑ نما گائے ہے، جیسا کہ "گاؤ" اور "میش" کی وضاحت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

اور بعینہ اسی بات کی صراحت معروف معتزلی عالم ابو عثمان جاحظ بصری (وفات: ۲۵۵ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "الحیوان" میں کئی جگہوں پر فرمائی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"والجواميس هي ضأن البقر، يقال للجاموس بالفارسية كاوماش"۔[1]

جوامیس (بھینسیں) بھیڑ گائیں ہیں، جاموس کو فارسی زبان میں "گاؤ میش" کہا جاتا ہے۔

"بھیڑ گائے" کہنے سے کسی کے ذہن میں یہ شبہ نہ پیدا ہو کہ بھینس بھیڑ اور گائے کی مخلوط نسل ہے بلکہ یہ بات محض ظاہری مشابہت اور یکسانیت کی بنا پر ہے اس لیے مزید وضاحت کرتے ہوئے اور اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فالجاموس بالفارسية كاوماش، وتأويله ضأني بقري، لأنهم وجدوا فيه مشابهة الكبش وكثيرا من مشابهة الثور، وليس أن الكباش ضربت في البقر فجاءت بالجواميس"۔[2]

"جاموس" (بھینس) فارسی میں گاؤ میش کہلاتا ہے، جس کا معنی بھیڑ نما گائے جیسا ہے، کیونکہ انہیں اس میں مینڈھے اور بہت کچھ بیل کی مشابہت نظر آئی، یہ معنی نہیں ہے کہ

(۱) کتاب الحیوان 5/ 244۔

(۲) کتاب الحیوان 1/ 100۔

مینڈھے اور گائے کے اختلاط سے جوامیس (بھینسیں) پیدا ہوئیں۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ویقولون "اشتر مرغ" للنعامة، علی التشبیه بالبعیر والطائر، یریدون تشابه الخلق، لا علی الولادة، ویقولون للجاموس "کاوماش" علی أن الجاموس یشبه الکبش والثور، لا علی الولادة، لأن کاو بقرة، وماش ضأن... فقالوا کاومش علی شبه الجوامیس بالضأن، لأن البقر والضأن لا یقع بینهما تلاقح"۔ (۱)

"نعامۃ" کو اشتر مرغ (یا شتر مرغ) اونٹ اور پرندہ سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں، اس سے ظاہری تخلیق میں مشابہت مراد لیتے ہیں، نہ کہ ولادت کی بنیاد پر۔ اور جاموس (بھینس) کو گاؤمیش محض اس لیے کہتے تھے کہ بھینس مینڈھے اور بیل کے مشابہ ہوتی ہے، نہ کہ پیدائش کی بنا پر، کیونکہ "گاؤ" گائے کو اور "ماش" مینڈھے کو کہتے ہیں... چنانچہ بھینسوں کی مینڈھوں سے محض ظاہری شباہت کی بنا پر انہیں "گاؤمیش" کہتے تھے، کیونکہ گائے اور مینڈھے میں جفتی واقع نہیں ہوتی۔

علامہ ابن قتیبہ دینوری فرماتے ہیں:

"وقد قالوا: اشتر مرغ علی التشبیه بالبعیر والطائر، لا علی الولادة، کما قالوا للجاموس: کاومش أي بقر وضأن ولیس بین البقر والضأن سفاد"۔ (۲)

(۱) کتاب الحیوان 7/144

(۲) [illegible] (2/247)، (2/253)

"عربوں نے اشتر مرغ (یا شتر مرغ) اونٹ اور پرندوں سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا ہے، نہ کہ ولادت کی بنیاد پر۔ اسی طرح گاؤمیش کو "جاموس" (گائے اور مینڈھے) کی ظاہری شباہت کی بنا پر کہا ہے، کیونکہ گائے اور مینڈھے میں تخلیق نہیں ہوتی۔

خلاصہ کلام اینکہ بھینس اور مینڈھے میں محض ظاہری مشابہت ہے۔

"جاموس" (بھینس) کی جامع تعریف:

(۱) معجم اللغة العربية المعاصرة کی تعریف:

"جاموس: حيوان أهليّ من جنس البقر من مزدوجات الأصابع مجترّة، ضخم جثّة، قرونه منحنية إلى الخلف، يربى للحمل، يُربّى للحرث ودرّ اللبن"۔(۱)

بھینس: دوہری انگلیوں (کھر) والے جگالی کرنے والے جانوروں میں سے گائے کی جنس کا ایک گھریلو جانور ہے، جس کا جسم بھاری بھرکم ہوتا ہے، سینگیں پیچھے اور اندر کی طرف ٹیڑھی گھومی ہوئی ہوتی ہیں، اسے کھیتی کرنے اور دودھ دوہنے کے لئے پالا جاتا ہے۔

(۲) علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی کی تعریف:

"الجاموس ضرب من كبار البقر يحب الماء والتمرغ في الأوحال معرب گاوميش فارسية، والواحدة بهاء، ج جواميس"۔(۲)

بھینس: بڑی گایوں کی ایک قسم ہے، جو پانی اور کیچڑ میں لوٹنا پسند کرتی ہے، فارسی لفظ

---

(۱) معجم اللغة العربية المعاصرة (1/ 392)۔

(۲) أقرب الموارد في فصح العربية والشوارد، علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی (1/ 137)۔

منہ میں ہوتا ہے سر آگے کی طرف اٹھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ سست رفتار لیکن بہت مضبوط اور طاقتور ہوتی ہیں[1]۔ پانی سے کبھی جدا ہوتی ہیں، بلکہ زیادہ تر پانی ہی میں سوتی ہیں۔ دیکھا جاتا ہے کہ اگر یہ ایک دن یا اس سے زیادہ پانی سے علیحدہ ہوتی ہیں تو دبلی ہو جاتی ہیں۔ ہم نے انہیں مصر اور اعمال مصر میں دیکھا ہے۔

خلاصہ کلام:

ساری باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ گائے اور بھینس کی تعریف کرتے ہوئے اہل علم نے گائے کی تعریف میں بھینس کو شامل کیا ہے۔ اور بھینس کی تعریف میں بصراحت کہا ہے کہ وہ گائے کی جنس سے ہے۔ اور ان تصریحات میں ان کا کوئی معارض و مخالف بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے دونوں کی یکسانیت اور اتحاد جنس میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

اطمینان کے لیے مزید چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ بقر اسم جنس ہے، جو عربی گایوں اور بھینسوں دونوں کو شامل ہے۔

علامہ ابن قاسم فرماتے ہیں:

"والبقر اسم جنس يشمل العراب والجواميس والذكور والإناث"۔[2]

بقر (گائے) اسم جنس ہے جو عربی گایوں بھینسوں اور اور مذکر و مؤنث سب کو شامل ہے۔

---

(۱) بھینس کو ... طاقتور بنایا ہے بہت کچھ تفصیلات او مثالوں سے ہے ملاحظہ فرمائیں: حیاۃ الحیوان الکبری (1/214)، (1/264) ونہایۃ الارب فی فنون الادب (1/368)، (10/124)، (10/314) نیز دیکھئے مستطرف فی کل فن مستطرف (ص:353)۔

(۲) الاحکام شرح اصول الاحکام لابن قاسم (2/136)۔

شیخ عبداللطیف عاشور فرماتے ہیں:

"البقر جنس من فصيلة البقريات، يشمل الثور والجاموس، ويصدق على الذكر والأنثى"۔(1)

بقر: بقریات کے گریڈ کی جنس ہے۔ بیل اور بھینس دونوں شامل ہے اور مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

۲۔ بھینس اور گائے کا حکم اور خاصیتیں یکساں ہیں۔

"الجاموس واحد الجواميس ... حكمه وخواصه كالبقر"۔(2)

جاموس (بھینس) جوامیس کی واحد ہے۔۔۔اس کا حکم اور خاصیتیں گائے جیسی ہیں۔

۳۔ گائے اور بھینس دونوں کے بچھڑوں کو "عجل" ہی کہا جاتا ہے۔

علامہ رشید رضا مصری فرماتے ہیں:

"والعجل: ولد البقرة سواء كانت من العراب أو الجواميس"۔(3)

عجل: (بچھڑا) گائے کے بچے کو کہتے ہیں خواہ عربی ہوں یا بھینسیں۔

(۱) موسوعة الطير والحيوان في الحديث النبوي (ص:106)

(۲) حياة الحيوان الكبرى (1/264)۔

(۳) تفسير المنار (9/173)، وتفسير المراغي (9/67)۔ دیکھیے تفسیر حدائق الروح والریحان فی روابی علوم القرآن (10/155)۔

تیسری فصل:

بھینس کی حلت اور قربانی کا حکم

بھینس کی عمومی حلت کے سلسلہ میں تو اختلاف نہیں پایا جاتا[1]، البتہ اس کی قربانی کے سلسلہ میں اہل علم کے حسب ذیل تین اقوال ہیں:

۱۔ عدم جواز: بھینس کی قربانی جائز نہیں۔ کیونکہ قربانی کے لئے جانور کا بہیمۃ الانعام میں سے ہونا شرط ہے اور وہ ثمانیۃ ازواج یعنی اونٹ، بیل، بکرا، مینڈھا اور ان کے مادہ آٹھ ہیں، اور بھینس ان میں سے نہیں ہے، لہذا بھینس قربانی کا جانور نہیں، اس لئے اس کی قربانی جائز و درست نہیں۔[2]

۲۔ احتیاط: احتیاط یہ ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے۔ کیونکہ قربانی کے لئے جانور کا بہیمۃ الانعام میں سے ہونا شرط ہے، اور بھینس ان میں سے نہیں ہے، جبکہ بعض اہل لغت نے بھینس کو گائے کی نوع قرار دیا ہے، اور بعض اہل علم نے اس پر اجماع بھی نقل فرمایا ہے،

---

(۱) دیکھیے فتاوی اصحاب الحدیث، از فضیلۃ الشیخ ابو محمد عبدالستار الحماد، ص 462، فتاوی علمائے حدیث، 13/ 73، وفتاوی ثنائیہ 1/ 809۔

(۲) عدم جواز کے قائلین میں چند علماء کے نام یہ ہیں: محبۃ العصر حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ، فتاوی اہل حدیث 2/ 426۔ وشیخ الحدیث مفتی عبید الرحمن عبید رحمہ اللہ، فتاوے لیں ص 47.158-162، ورسالہ آئینہ تحقیق، ومولانا عبدالستار الحماد، ہفت روزہ اہل حدیث شمارہ 48، 15-21 نومبر 2007، وفتاوی اصحاب الحدیث 3/ 404۔ وحافظ محمد زبیر علی زئی، فقہ الحدیث 2/ 475، مسئلہ 764، ومحمد رفیق طاہر (http://www.rafeeqtahir.com/ur/play-swal-514.html)

لیکن چونکہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عملاً اس کی قربانی نہیں کی ہے، اس لئے احتیاطاً بھینس کی قربانی نہ کی جائے۔ (۱)

۳۔ جواز: بھینس کی قربانی جائز ہے، کیونکہ وہ گائے ہی کی ایک نوع ہے جو فارس وغیرہ عجمی علاقوں میں پائی جاتی تھی، لہذا وہ بھی بھیمۃ الانعام میں داخل ہے، البتہ عہد رسالت میں یہ نسل عرب بالخصوص حجاز میں موجود ومتعارف نہ تھی اس لئے آپ ﷺ اور صحابہ سے اس نوع کی قربانی کا ثبوت نہیں ملتا، جبکہ بعد میں عرب گائے کی اس نوع ونسل سے متعارف ہوئے اور علماء لغت عرب، مفسرین، محدثین وشارحین حدیث اور فقہاء امت بالخصوص ائمہ اربعہ اور ان کے مسالک کے علماء نے اسے متفقہ طور پر گائے کی نوع قرار دیا، اور بعینہ گائے کے حکم کے مطابق اس کی قربانی کی، اس میں زکاۃ فرض رکھا، اور تاریخ کے ہر دور میں اسے بڑی تعداد میں پالا، بھینس کے گائے کی نوع ہونے اور دونوں کے حکم کی یکسانیت پر علماء امت کا اجماع منقول ہے، لہذا بھینس کی قربانی جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) یہ صاحب مرعاۃ المصابیح شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مبارکپوری اور حافظ زبیر علی زئی رحمہما اللہ وغیرہ کی رائے ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے مرعاۃ المفاتیح میں احتیاط کے ساتھ جواز کی بات لکھی ہے، جبکہ اپنے مجموعہ فتاوی میں گاؤمیش کی قربانی کے متعلق جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ دیکھیے: فتاوی شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ جمع وترتیب: فواز عبدالعزیز بن عبیداللہ مبارکپوری 2/ 400 - 402 دار الابلاغ لاہور]

(۲) یہ جمہور علماء امت سلف تا خلف، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ، مفسرین، محدثین، فقہاء وغیرہم بطور مثال امام نووی، اسی طرح معاصرین میں علامہ ابن عثیمین، سماحۃ مفتی عبدالمحسن بن حمد العباد، شیخ عبدالعزیز بن محمد السلمان اور علماء اہل حدیث برصغیر میں علامہ ثناء اللہ امرتسری، محقق العصر مولانا عبدالقادر عارف حصاری صاحب، علامہ شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مبارکپوری، میاں نذیر حسین محدث دہلوی، علامہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی، محدث کبیر عبدالجلیل سامرودی، علامہ حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد علی پشاوری، حافظ محمد اسحاق ملتانی اور حافظ صلاح الدین یوسف حفظہم اللہ وغیرہم کا موقف ہے۔

راجح: تینوں اقوال میں راجح قول یہ ہے کہ بھینس کی قربانی جائز ہے جبکہ نتیجہ کے اعتبار سے احتیاط کے قول کا مدعا بھی جواز ہے ورنہ اگر عدم جواز پر اطمینان اور شرح صدر ہو تو عدم جواز کی تصریح سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

سابقہ فصلوں کی تفصیلات سے یہ بات روشن ہے کہ بھینس فارسی النسل یا عجمی النوع گائے کی ہی ایک قسم ہے تو بدیہی طور پر بھینس کا بہیمۃ الانعام میں ہونا ثابت ہو گیا، اور قرآن کریم، ورنبی کریم ﷺ سے عموماً گائے کی قربانی ثابت ہے، جیسا کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ضحى رسول الله ﷺ عن نسائه بالبقر"[1]

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

تو بھینس کی علت کے ساتھ اس کی قربانی کے جواز میں کوئی شک باقی نہیں رہ گیا، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے بہیمۃ الانعام کے اجناس کے نام لیے ہیں[2]:

۱۔ "الإبل" (اونٹ نر و مادہ خواہ عرب و عجم کے کسی بھی نسل سے ہوں)۔

۲۔ "البقر" (گائے نر و مادہ، خواہ عرب و عجم کے کسی بھی نسل سے ہوں)۔

۳۔ "الضأن" (مینڈھا، نر و مادہ خواہ عرب و عجم کے کسی بھی نسل سے ہوں)۔

۴۔ "المعز" (بکرا نر و مادہ، خواہ عرب و عجم کے کسی بھی نسل سے ہوں)۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب کیف کان بدء الحیض، 1/ 66، حدیث 294، 5548، 5559، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان وجوہ الاحرام، حدیث 1211

(۲) علامہ ابن منظور رحمہ اللہ جنس کے معنی کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "والناس جنس، والإبل جنس، والبقر جنس، والشاء جنس" لسان العرب 6/ 43، (لوگ جنس ہیں، اونٹ جنس ہے، گائے جنس ہے اور بکریاں جنس ہیں)۔

اب اگر ایک مسلمان ان میں سے کسی بھی چوپائے کی قربانی کرے خواہ وہ کسی بھی نسل و نوع اور علاقہ و خطے کا ہو تو اس کی قربانی کی مشروعیت اور جواز کا حکم متاثر نہ ہوگا۔ اس بات کی ایک نہایت واضح دلیل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝﴾ [سورۃ البقرۃ: ۶۷-۷۳]۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے تو انہوں نے کہا ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ!

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس کی ماہیت بیان کر دے، آپ نے فرمایا سنو!
وہ گائے نہ تو بالکل بڑھیا ہو، نہ بچہ، بلکہ درمیانی عمر کی نوجوان ہو، اب جو تمہیں حکم دیا
گیا ہے بجا لاؤ۔ وہ پھر کہنے لگے کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا
ہے؟ فرمایا وہ کہتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہے، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو بھلا لگنے
والا اس کا رنگ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اپنے رب سے اور دعا کیجئے کہ ہمیں اس کی مزید
ماہیت بتلائے اس قسم کی گائے تو بہت ہیں پتہ نہیں چلتا، اگر اللہ نے چاہا تو ہم
ہدایت والے ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ وہ گائے کام
کرنے والی زمین میں ہل جوتنے والی اور کھیتوں کو پانی پلانے والی نہیں، وہ
تندرست اور بے داغ ہے۔ انہوں نے کہا، اب آپ نے حق واضح کر دیا گو وہ حکم
برداری کے قریب نہ تھے، لیکن اسے مانا اور وہ گائے ذبح کر دی۔ جب تم نے ایک
شخص کو قتل کر ڈالا پھر اس میں اختلاف کرنے لگے اور تمہاری پوشیدگی کو اللہ تعالیٰ
ظاہر کرنے والا تھا۔ ہم نے کہا کہ اس گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر لگا دو، (وہ
جی اٹھے گا) اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کر کے تمہیں تمہاری عقل مندی کے لئے اپنی
نشانیاں دکھاتا ہے۔

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوم موسیٰ کو ایک قتل کے قضیے میں قاتل کی شناخت کے لیے ایک "بقرۃ" (گائے) ذبح کرنے اور پھر اس کے کسی حصہ سے مقتول کو مارنے کا حکم دیا کہ اس سے مقتول زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کی شناخت کر دے گا۔

قوم بنی اسرائیل نے اس گائے کی رنگ ونسل، ہیئت وکیفیت اور عمر وغیرہ کے بارے میں

بنی موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بے جا سوالات کرنا شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے سختیوں میں گرفتار ہو گئے۔ حالانکہ اگر انہوں نے کوئی بھی گائے جس پر گائے کا اطلاق ہوتا ہو خواہ وہ کسی بھی نوع و جنس اور نسل و رنگ کی ہو ذبح کر دیتے تو تعمیل حکم ہو جاتا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محض "بقرۃ" یعنی گائے کی جنس کا نام لیا تھا، نوع و نسل کی کوئی تعیین نہ کی تھی۔ چنانچہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

"إنهم كانوا في مسألتهم رسول الله موسى ﷺ ذلك مخطئين، وأنهم لو كانوا استعرضوا أدنى بقرة من البقر إذ أمروا بذبحها بقوله: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ [البقرة: 67] فذبحوها كانوا للواجب عليهم من أمر الله في ذلك مؤدين، وللحق مطيعين، إذ لم يكن القوم حصروا على نوع من البقر دون نوع، وسن دون سن ... وأن اللازم كان لهم في الحالة الأولى استعمال ظاهر الأمر وذبح أي بهيمة شاءوا مما وقع عليها اسم بقرة"(1)

بنی اسرائیل اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام سے بے جا سوالات کرنے میں خطاکار تھے، کیونکہ اگر وہ کوئی ادنیٰ سی گائے بھی ڈھونڈ کر ذبح کر لیتے، جیسا کہ انہیں فرمان باری: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ (بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو) میں اسی بات کا حکم دیا گیا تھا، تو وہ اپنے اوپر واجب کردہ حکم الٰہی کے ادا کرنے والے اور حق کے فرمانبردار ٹھہرتے۔ کیونکہ قوم کے لوگوں کو گائے کی کسی خاص نوع یا عمر کا پابند نہیں کیا گیا تھا ... اور پہلی ہی حالت میں ان پر لازم یہ تھا کہ وہ ظاہری حکم پر عمل کرتے ہوئے حسب خواہش کوئی

(1) تفسیر الطبری (2/101)، نیز دیکھئے: شذرات الذہب فی اسباب والنسب (ص: 374)، والحیوان (4/292)

بھی چوپایہ ذبح کر دیتے جس پر "گائے" کے نام کا اطلاق ہوتا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ گائے کی کسی بھی نوع و نسل کے بچے کو "عجل" (بچھڑا) کہتے ہیں خواہ وہ عربی النوع والنسل ہوں یا غیر عربی لوگوں میں متعارف عام گائیں ہوں یا جوامیس (بھینسیں) جیسا کہ علمائے تفسیر نے قرآن میں وارد لفظ "عجل" کی تفسیر میں لکھا ہے۔(١)

بہیمۃ الانعام: اونٹ، گائے اور بکری کی انواع اور نسلیں:

واقع حال اور اہل علم کی توضیحات سے معلوم ہوتا ہے کہ شکلی اور علاقائی اعتبار سے اونٹ، گائے اور بکری کی متعدد انواع اور نسلیں ہیں اور ان کی اپنی شکلیں، ہیئتیں، طبیعتیں اور خصوصیات وکیفیات ہیں، اور بھینس بھی جنس "بقر" (گائے) کی ایک نہایت عمدہ قسم ہے، جس کی اپنی خاص صورت وہیئت، مزاج وطبیعت اور خصوصیات ہیں۔ ذیل میں بہیمۃ الانعام اونٹ، گائے اور بکری کی مختلف انواع ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: اونٹ کی قسمیں:

علامہ بطال بن احمد رکبی فرماتے ہیں:

"والبخاتيُّ من الإبل معروفٌ أيضًا، وهو معرَّبٌ، وبعضُهُمْ يقولُ عربيٌّ الواحدُ بُخْتِيٌّ والأنثى بُخْتِيَّةٌ، وجمعُهُ بخاتيُّ (غيرُ مصروف) وقد تُعربُ من الإبلِ، قال الجوهريُّ قال: هي جلافُ الصحاري، كالأعراب من العجمِ خلاف

(١) دیکھئے تفسیر المنار (9/ 173)، تفسیر مراغی (9/ 67)، تفسیر [illegible] روح المعانی، روائع البیان تفسیر القرآن (10/ 155)۔

أسودين وقيل في الشامل: العِرابُ جُرْدٌ مُلْسٌ حِسانُ الألوانِ كريمة"۔(۱)

اونٹ کی کئی قسمیں ہیں:

۱۔ "بخاتی": یہ معروف ہیں، یہ لفظ معرب ہے، البتہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ عربی ہے، اس کی واحد "بُختی" مونث "بُختیہ" اور جمع "بخاتی" (غیر منصرف) آتی ہے۔

اور معروف لغوی علامہ خلیل فراہیدی لکھتے ہیں:

"البُخْتُ والبُخْتِيُّ أعجميان دخيلان، الإبل الخراسانية تُنْتَجُ من بين عربية وفالج"۔(۲)

بخت اور بختی عجمی دخیل الفاظ ہیں یہ خراسانی اونٹوں کو کہا جاتا ہے جو عربی اونٹنیوں اور "فالج" نامی سندھی اونٹوں سے پیدا ہوتے تھے۔

۲۔ "عراب": عراب کے بارے میں علامہ جوہری فرماتے ہیں کہ یہ بخاتی کے برخلاف ہیں، جیسے عراب گھوڑے "براذین" (ایک مضبوط ٹھوس اور بھاری بھرکم قسم کا گھوڑا جسے حمل ونقل کے لئے استعمال کیا جاتا تھا) کے خلاف ہوتے ہیں، اور الشامل میں فرماتے ہیں کہ: عراب بغیر بالوں والے چکنے، خوبصورت رنگ والے اور بڑے پیارے ہوتے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابو منصور ازہری لکھتے ہے:

"ومهريّ من الإبل منسوبة إلى مهرة بن حيدان وهم قوم من أهل اليمن وبلادهم الشحر بين عمان وعدن وأبين، وإبلهم المهرية وفيها نجائب تسبق

---

(۱) تحفة المستعرب في تفسير غريب الفاظ المعرب 1: 146 یہ دیکھئے کتاب الامداد از امام شافعی 2: 20 والموسوعة الفقهیة الکویتیة (23: 259)

(۲) دیکھئے کتاب العین 4: 241

لحوم ولا رحمة من بين النص أيضا وكذلك المجيدية وأما العقيلية فهي جدية صلاب كرام وجمالها نجيبة ثمينة تبلغ الواحدة ثمانين دينارا إلى مائة دينار، وألوانها الصهب والأدم والعيس والقرمية إبل الترك، وهي نتوج فحول سندية ترسل في الإبل العراب فتنتج البخت الواحد بختي والأنثى بختية"۔ (۱)

۳۔ "مہاری": یہ مہرہ بن حیدان کی طرف منسوب ہیں یہ یمن کی ایک قوم ہے، ان کا علاقہ عمان اور عدن کے درمیان "شحر" نامی مقام ہے، ان کے اونٹ "مہریہ" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ اور ان میں کچھ "نجاب" (یعنی خوبصورت، چھریرے، ہلکے، تیز رفتار اور عمدہ) ہوتے ہیں جو گھوڑوں سے تیز دوڑتے ہیں۔

۴۔ "ارحبیہ": یہ بھی اونٹوں کی ایک قسم ہے جو یمن میں پائی جاتی ہے۔

۵۔ اسی طرح "مجیدیہ" نامی ایک قسم کا اونٹ اور بھی پایا جاتا ہے۔

مجیدیہ کے بارے میں دو باتیں کہی گئی ہیں:

ایک یہ کہ یہ اونٹ بھی یمن میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ مجید نامی فحل (نر) یا مجید نام کے کسی آدمی کی طرف منسوب ہے۔ (۲)

۶۔ اسی طرح "عقیلیہ" نجدی اونٹوں کی ایک قسم ہے، جو بڑے خوبصورت اور عمدہ ہوتے ہیں، اور ان میں جو نجاب یعنی عمدہ اور چھریرے ہوتے ہیں وہ بڑے نفیس مانے جاتے ہیں، ان میں ایک کی قیمت اسی سے سو دینار کے درمیان ہوتی ہے، اور ان کے رنگ سرخ سیاہی

(۱) دراسة في غريب الفاظ ... ص 101 ۔ نیز دیکھیے: ... (3 44)۔

(۲) تاج العروس (9 152)، والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (2 564)

مائل، چتکبرے اور سفید سرخی مائل ہوتے ہیں۔

۷۔ اسی طرح "قرملیہ" ترکی اونٹوں کو کہا جاتا ہے۔

۸۔ اور "فوالج" سندھی نر اونٹوں کو کہا جاتا ہے جنہیں عربی اونٹوں میں بھیجا جاتا ہے جس سے بختی اونٹ پیدا ہوتے ہیں جس کے واحد کو "بختی" اور مادہ کو "بختیہ" کہا جاتا ہے۔

علامہ محمد بن عبد الحق یفرنی فرماتے ہیں:

"و"الإبل العراب" هي العربية، و"البخت": إبل من جهة خراسان، يزعمون أنها تولدت بين الإبل العراب و"الفوالج"، و"الفوالج": إبل سندية، لكل واحد منها سنامان، واحدها فالج، وواحد البخت بختي".(۱)

"عراب" عربی اونٹ ہیں، اور "بخت" خراسان کے علاقہ کا اونٹ ہے، جس کے بارے میں لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ عربی اور فوالج اونٹوں سے پیدا ہوتے ہیں، اور "فوالج" (سندھی) اونٹ ہیں، ان میں سے ہر ایک کو دو کوہان ہوتی ہیں، اس کا واحد فالج، اور بخت کا واحد بختی آتا ہے۔

اسی طرح علامہ احمد بن محمد معروف بابن الرفعہ فرماتے ہیں:

"البختي – بتشديد الياء وتخفيفها – والعراب نوعان للإبل كما أن المهرية، والأرحبية، والمجيدية، والعضبية، والقرملية أنواع لها"(۲)

بختاتی یاء پر تشدید اور بغیر تشدید کے اور عراب اونٹ کی دو قسمیں ہیں، اسی طرح مہریہ،

(۱) الاقتضاب فی غریب الموطأ وإعرابه علی الأبواب (1/295)

(۲) کفایۃ النبیہ فی شرح التنبیہ (5/326) نیز دیکھئے [illegible] (3/44)۔

ارحبیہ، مجیدیہ، عقیلیہ اور قرملیہ بھی اونٹ کی قسمیں ہیں۔

اس طرح علاقائی طور پر اونٹوں کی مختلف قسمیں ہیں: جیسے عربی، خراسانی، سندھی، ترکی، یمنی، نجدی وغیرہ اور ان کے نام بھی الگ الگ ہیں۔

ثانیاً: گائے کی قسمیں:

علامہ عبدالرحمن بن محمد بن قاسم العاصمی النجدی الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس واحدها جاموس فارسي معرب، قال الأزهري: أنواع البقر منها الجواميس وهي أنبل البقر وأكثرها ألبانا وأعظمها أجساما قال: ومنها العراب وهي جرد ملس حسان الألوان كريمة ومنها الدربانية بدال مهملة مفتوحة ثم راء ساكنة ثم باء موحدة ثم ألف ثم نون وهي التي تنقل عليها الأحمال وقال ابن فارس: الدربانية رقاق أظلافها وجلودها ولها أسنمة"۔(۱)

جوامیس: کی واحد جاموس فارسی معرب ہے، علامہ ازہری کہتے ہیں: گائے کی کئی قسمیں ہیں:

۱۔ "الجوامیس" (بھینسیں)۔ یہ نہایت عمدہ گائیں ہوتی ہیں، بہت زیادہ دودھ دینے والی اور سب سے بھاری جسم والی ہوتی ہیں۔

۲۔ "العراب": یہ نہایت صاف ستھری بغیر بالوں والی خوب رنگ اور بڑی پیاری ہوتی ہیں۔

۳۔ "الدربانیۃ": یہ انتہائی مضبوط ہوتی ہیں، جس پر بوجھ لادا اور منتقل کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن فارس فرماتے ہیں: "دربانیۃ" کا کھر اور کھال پتلی ہوتی ہے، اور انہیں کوہان

---

(۱) حاشیۃ الروض المربع (3/ 187)۔ دیکھیے: تحریر الفاظ التنبیہ، ص: 106۔ نیز دیکھیے: بحر المذہب للرویانی (3/ 44)، ومقاییس اللغۃ (2/ 274)، والقاموس المحیط (ص: 83)، والمعجم الوسیط (1/ 277)۔

ہوتی ہے۔ (معلوم ہوا کہ بھینس گائے کی قسم ہی نہیں، بلکہ سب سے عمدہ قسم ہے)۔

علامہ احمد ابن الرفعہ نے بھی یہ قسمیں ذکر کی ہیں اور اسی بات کی وضاحت فرمائی ہے۔[1]

علامہ محمد بن عبد الحق یفرنی فرماتے ہیں:

"وأما "الجواميس" فهو نوع من البقر في ناحية مصر تعوم في النيل، وتخرج إلى البر، ولكل بقرة منها قرن واحد، والواحد منها جاموس"۔[2]

رہا "جوامیس" (بھینسیں) تو وہ گائے کی ایک قسم ہیں، جو مصر کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں، نیل میں تیرتی گھومتی رہتی ہیں اور باہر خشکی میں بھی نکلتی ہیں، اور ان میں سے ہر گائے کو ایک سینگ (کوہان) ہوتی ہے اور اس کا واحد جاموس کہلاتا ہے۔

اسی طرح معجم الغنی الزاہر کے مولف ڈاکٹر عبد الغنی ابو العزم لکھتے ہیں:

"جاموسة – ج: جواميس: من كبار البقر، وهو نوع داجن ووحشي، يوجد بإفريقيا وآسيا"۔[3]

جاموسہ جس کی جمع جوامیس آتی ہے۔۔۔ یہ بڑی گایوں میں سے ہیں اور اس کی کئی قسمیں ہیں: گھریلو اور وحشی، یہ افریقہ اور ایشیا میں پائی جاتی ہیں۔

اسی طرح علامہ ابن عاشور فرماتے ہیں:

"ومن البقر صنفٌ له سنامٌ فهو يشبه الإبل، ويوجد في بلاد فارس ودخل بلادَ العرب وهو الجاموس، والبقرُ العربيُّ لا سنام له، وثورُه يسمى

---

(١) دیکھیے کفایۃ النبیہ فی شرح التنبیہ (5/326)۔

(٢) الاقتضاب فی غریب الموطأ وإعرابہ علی الابواب (1/295)۔

(٣) معجم الغنی الزاہر، ڈاکٹر عبد الغنی ابو العزم، ناشر مؤسسۃ الغنی، دیکھیے مادہ نمبر 9119۔

تعریش۔(۱)

اور گائے کی ایک قسم ہے جسے کوہان ہوتی ہے، لہٰذا وہ اونٹ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے، اور وہ فارس کے علاقہ میں پائی جاتی ہے، عرب کے علاقوں میں داخل ہوئی ہے، اور وہ "جاموس" بھینس ہے، عربی گائے کو کوہان نہیں ہوتی اور اس کے بیل کو فریش کہا جاتا ہے۔

اس طرح علاقائی طور پر گایوں کی بھی مختلف انواع ہیں، مثلاً ایشیائی، افریقی، مصری، ہندوستانی، فارسی وغیرہ، اور ان کے نام بھی مختلف ہیں۔

ثالثاً: بکری کی قسمیں:

اونٹ اور گائے کی طرح بکری کی بھی متعدد انواع ہیں، چنانچہ علامہ احمد بن محمد ابن الرفعہ فرماتے ہیں:

"والضأن والمعز نوعان منه، وكذا العربية والمكية والسندية نوعها"۔(۲)

"غنم یعنی بکری کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مینڈھا (اون والا)

۲۔ بکرا (بال والا)

اسی طرح:

۳۔ عربیہ۔ ۴۔ مکیہ۔

۵۔ سندیہ بھی بکری کی انواع ہیں۔

---

(۱) التحریر والتنویر (8-1 129)۔ نیز دیکھیے [illegible] (ص:59)۔

(۲) کفایۃ النبیہ فی شرح التنبیہ (5 326)

اسی طرح:

۶۔ مکیہ۔

۷۔ لاریہ۔ بھی بکری کی انواع ہیں جو طبرستان کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔

جیسا کہ شافعی [illegible] امام ابو المحاسن عبد الرحمن بن اسماعیل رویانی فرماتے ہیں:

"ولو كانت له نوع مختلفة من الإبل والبقر والغنم بعضها أجود من بعض كأغنام عربية ومكية ولارية والبلدية في ناحية طبرستان"(1)

اور اگر آدمی کے پاس اونٹ، گائے اور بکری کی مختلف انواع اور قسمیں ہوں جن میں سے بعض بعض سے عمدہ ہوں، جیسے عربی، مکی، لاری اور بلدی بکریاں جو طبرستان کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔۔۔

اس طرح علاقائی طور پر بکری کی بھی متعدد انواع ہیں، عربی، ایشیائی اور طبرستانی وغیرہ اور ان کے نام بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

الحاصل یہ کہ بہیمۃ الانعام کی مختلف انواع، نسلیں اور شکلیں دنیا کے مختلف ممالک اور شہروں علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ رنگ ونسل اور علاقائی انواع کے اختلاف کی بنا پر بشرطیکہ انعام کی جنسیں متحد ہوں قربانی کی مشروعیت اور جواز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اسی طرح بہیمۃ الانعام کی مختلف انواع اور ان کی ذیلی علاقائی انواع میں زکاۃ کی مشروعیت وفرضیت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ اللہ تعالی نے اجناس کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) دیکھئے: بحر المذہب للرویانی (3/ 44)۔

اونٹ، گائے اور بکری کی بلاتفریق تمام انواع میں زکاۃ کا وجوب اور قربانی کا جواز واجزاء:

اولاً: زکاۃ:

شافعی العصر امام ابوالمحاسن عبدالرحمن بن اسماعیل رویانی کسی اشکال کے بغیر اونٹ، گائے اور بکری کی تمام انواع میں زکاۃ کی فرضیت کے مسئلہ میں فرماتے ہیں:

"ولو كانت له أنواع مختلفة من الإبل والبقر والغنم بعضها أجود من بعض كالأغنام العربية والمكية واللازية والبلدية في ناحية طبرستان، والإبل المهرية والأرحبية والمجيدية، وهي المنسوبة إلى همدان اليمن - وقيل المجيدية بطن - والمجيدية - والعقيلية، ويقال جدتها نعيمة بحيث يباع الواحد ثلاثين دينارا إلى مائة دينار، والقرملية وهي إبل الترك، وقيل المهرية منسوبة إلى قوم يقال لهم مهرة، والبقر الجواميس والعراب والدربانية، فالجاموس أكثرها ألبانا وأعظمها أجساما، والدربانية هي التي تنقل الأحمال عليها، والعرابية جرد ملس حسان الألوان كريمة فيضم بعضها إلى بعض بلا إشكال"[1]

اور اگر آدمی کے پاس اونٹ، گائے اور بکری کی مختلف انواع اور قسمیں ہوں جن میں سے بعض بعض سے عمدہ ہوں، جیسے عربی مکی، لازی اور بلدی بکریاں جو طبرستان کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں، اور مہریہ، ارحبیہ، مجیدیہ اونٹ ہوں؛ جو یمن کے شہروں کی طرف منسوب ہیں

(۱) بحر المذہب للرویانی (3/ 44) نیز دیکھیے: المقدمات الممہدات (1/ 328)

اور مجیدیہ کے بجائے مجدیہ بھی کہا گیا ہے۔ اور عقیلیہ۔ اور ان میں سے عمدہ اور چھریرے اونٹوں کو عیسیہ کہا جاتا ہے، اس طور پر کہ ایک کی قیمت تیس سے سو دینار تک پہنچ جاتی ہے اور قرملیہ ہوں، جو ترکی کے اونٹ ہیں، اور کہا گیا ہے کہ مہریہ، مہرہ نامی ایک قوم کی طرف منسوب ہیں۔ اور گائیں: بھینسیں، عراب اور دربانیہ ہوں، چنانچہ "بھینس" ان میں زیادہ دودھ دینے والی اور سب سے بھاری جسم والی ہوتی ہیں، اور "دربانیہ" وہ ہے جس پر بوجھ ڈھویا جاتا ہے، اور "عراب" نہایت صاف ستھری بغیر بالوں والی خوب رنگ اور بڑی پیاری ہوتی ہیں؛ تو کسی اشکال کے بغیر (زکاۃ میں) ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ ملایا جائے گا۔

ثانیاً: قربانی:

امام نووی رحمہ اللہ نے اونٹ کی تمام انواع، اسی طرح گائے کی تمام انواع -جس میں جاموس کی نوع بھی ہے- نیز بکری کی تمام انواع اور ان کے انواع کو بھیمۃ الانعام قرار دیا ہے، اور ان تمام انواع کی قربانی کے جواز واجزاء کی وضاحت کرتے ہوئے بڑی صراحت سے فرماتے ہیں:

"أَمَّا الْأَحْكَامُ فَشَرْطُ الْمُجْزِئِ فِي الْأُضْحِيَّةِ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْأَنْعَامِ وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ سَوَاءٌ فِي ذَلِكَ جَمِيعُ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ مِنَ الْبَخَاتِيِّ وَالْعِرَابِ وَجَمِيعُ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ مِنَ الْجَوَامِيسِ وَالْعِرَابِ وَالدَّرْبَانِيَّةِ وَجَمِيعُ أَنْوَاعِ الْغَنَمِ مِنَ الضَّأْنِ وَالْمَعْزِ وَأَنْوَاعِهِمَا وَلَا يُجْزِئُ غَيْرُ الْأَنْعَامِ مِنْ بَقَرِ الْوَحْشِ وَحَمِيرِهِ وَالظِّبَا وَغَيْرِهَا بِلَا خِلَافٍ" (۱)

---

(۱) المجموع شرح المہذب (8/393)۔

رہا مسئلہ احکام کا تو قربانی ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جانور بہیمۃ الانعام میں سے ہو یعنی: اونٹ، گائے اور بکرا اور اس میں بخاتی اور عراب وغیرہ اونٹ کی تمام قسمیں برابر ہیں، اور بھینس، دو رانیہ اور عراب وغیرہ گائے کی تمام قسمیں برابر ہیں، اسی طرح مینڈھا، دو بکرا وغیرہ بکرے کی تمام قسمیں اور ان کی قسمیں برابر ہیں، اور انعام کے علاوہ جیسے وحشی گائے اور وحشی گدھے اور ہرن وغیرہ کی قربانی بلا اختلاف کافی نہ ہوگی۔

آئندہ فصلوں میں بھینس کے گائے ہی کی ایک نوع ہونے کے سلسلہ میں علماء لغت، ائمہ وعلماء مذاہب اربعہ اور دیگر علماء فقہ، حدیث اور تفسیر رحمہم اللہ کی توضیحات وتصریحات اور فتاوی جات ملاحظہ فرمائیں۔

چوتھی فصل:

علمائے لغت عرب کی شہادت

علمائے لغت عرب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "جاموس" (گاؤمیش بھینس) گائے ہی کی جنس سے ہے اور اس کی ایک صنف، نوع اور قسم ہے، جیسا کہ ان کی کتابوں میں جا بجا اس کی صراحت موجود ہے چنانچہ "جاموس" کی تشریح میں بھینس کو گائے کی نوع قرار دیا ہے اور "بقر" کی تشریح میں بھینس کو اس کی نوع بتلایا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: "الجاموس" (بھینس):

(۱) علامہ احمد محمد فیومی فرماتے ہیں:

"الجاموس نوع من البقر"۔(۱)

جاموس (بھینس) گائے کی ایک قسم ہے۔

(۲) علامہ زبیدی فرماتے ہیں:

"الجاموس نوع من البقر، معروف، معرّب كاوميش، وهي فارسية، ج جواميس، وقد تكلّمت به العرب"۔(۲)

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے، جو معروف ہے، فارسی لفظ گاؤمیش کا معرب ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، عربوں نے بھی اس لفظ کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

---

(۱) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، 1/ 108۔

(۲) تاج العروس 15/ 513۔

(۳) علامہ ابن سیدہ مرسی فرماتے ہیں:

"الجاموس: نوع من البقر، دخيل، وهو بالعجمية كوميش"۔(۱)

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے، یہ لفظ دوسری زبان سے آیا ہے، اور جوامیس کو عربی میں گاؤمیش کہتے ہیں۔

(۴) علامہ ناصر خوارزمی مطرزی فرماتے ہیں:

"والجاموس نوع من البقر"۔(۲)

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

(۵) علامہ کمال الدین دمیری فرماتے ہیں:

"والجاموس وهو ضرب من البقر"۔(۳)

اور جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

(۶) معروف امام لغت علامہ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں:

"الجاموس: نوع من البقر، دخيل، وجمعه جواميس، فارسي معرب، وهو بالعجمية كوميش"۔(۴)

جاموس (بھینس) گائے کی ایک قسم ہے، یہ لفظ باہر سے عربی زبان میں داخل ہوا ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے۔ فارسی لفظ ہے جسے عربی بنایا ہے، جاموس کو عجمی زبان میں

---

(۱) المحکم والمحیط الاعظم، 7/283۔

(۲) المغرب فی ترتیب المعرب ص:89۔

(۳) حیاۃ الحیوان الکبری (2/275)۔

(۴) لسان العرب 6/43

گاؤمیش کہتے ہیں۔

(۷) مجمع اللغۃ العربیۃ قاہرہ کے مؤلفین لکھتے ہیں:

"(الجاموس) حيوان أهلي من جنس البقر والفصيلة البقرية ورتبة مزدوجات الأصابع المجترة يربى للحرث والدر والنسل (ج) جواميس". (۱)

جاموس (بھینس) ایک گھریلو پالتو جانور ہے جو گائے کی جنس، بقری گریڈ اور دوہری انگلیوں (کھروں) والے جگالی کرنے والے حیوانات کے رتبہ سے ہے۔ اسے کھیتی اور دودھ دوہنے کے لئے پالا جاتا ہے، اس کی جمع جوامیس ہے۔

(۸) علامہ محمد بطال رکبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الجواميس: نوع من البقر معروف، وهو معرب، يعيش في الماء". (۲)

جوامیس (بھینسیں) گائے ہی کی ایک قسم ہیں، جو معروف ہے، یہ معرب لفظ ہے، اور بھینس زیادہ تر پانی میں رہتی ہے۔

(۹) ڈاکٹر عبدالغنی ابوالعزم لکھتے ہیں:

"جاموسة ج جواميس: حيوان من فصيلة البقريات، الثدييات المجترة، المزدوجات الأصابع من كبار البقر، وهو نوعان: داجن ووحشي، يوجد بإفريقيا وآسيا". (۳)

---

(۱) المعجم الوسیط 1/134۔

(۲) النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المہذب 1/146۔

(۳) معجم الغنی الزاہر، ڈاکٹر عبدالغنی ابوالعزم، ناشر مؤسسۃ الغنی مغرب، دیکھئے مادہ جمس 9119

جاموس، جمع جوامیس: (بھینس) بڑی گایوں میں سے بقریات کے گریڈ کا ایک حیوان ہے جو تھنوں والے، جگالی کرنے والے، دوہرے کھروں والے ہوتے ہیں، اور اس کی کئی قسمیں ہیں: گھریلو اور وحشی افریقہ اور ایشیا میں پایا جاتا ہے۔

ثانیاً: "البقر" (گائے):

(۱) علامہ کمال الدین دمیری فرماتے ہیں:

"والبقر ... وهي أجناس: فمنها الجواميس"۔ [۱]

گائے...کئی جنسیں ہیں: ان میں بھینسیں بھی ہیں۔

(۲) علامہ محمد احمد ہروی فرماتے ہیں:

"وأجناس البقر منها الجواميس واحدها جاموس"۔ [۲]

گایوں کی جنسوں میں سے جوامیس (بھینسیں) بھی ہیں، جس کی واحد جاموس آتی ہے۔

(۳) مجمع اللغۃ العربیۃ قاہرہ کے مؤلفین لکھتے ہیں:

"البقر جنس من فصيلة البقريات يشمل الثور والجاموس ويطلق على الذكر والأنثى ومنه المستأنس الذي يتخذ للبن والحرث ومنه الوحشي"۔ [۳]

بقر: بقریات (گائی) گریڈ کی ایک جنس ہے جو بیل اور بھینس سب کو شامل ہے، اور مذکر و مؤنث سب پر بولا جاتا ہے، اور اس میں وہ مانوس قسم بھی ہے جسے دودھ اور کھیتی کے لئے

---

(۱) حیاۃ الحیوان الکبری (1/214)

(۲) الزاہر فی غریب الفاظ الشافعی ص 101۔

(۳) المعجم الوسیط 1/65

رکھا جاتا ہے اور ایک قسم وحشی ہے۔

(۴) کونسل برائے جدید عربی زبان نے لکھا ہے:

''البقر، وهو جنس حيوانات من ذوات الظلف، من الفصيلة البقرية، ويشمل البقر والجاموس''۔(۱)

بقر (گائے): گائی گریڈ میں سے کھر والے جانوروں کی ایک جنس ہے، اور یہ گائے، اور بھینس سب کو شامل ہے۔

(۵) شیخ عبد اللطیف عاشور فرماتے ہیں:

''البقر: جنس من الفصيلة البقريات، يشمل الثور والجاموس، ويطلق على الذكر والأنثى''۔(۲)

بقر: بقریات کے گریڈ کی جنس سے ہے، بیل اور بھینس دونوں شامل ہے اور مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

(۶) علامہ ابو الفتح الابشیہی فرماتے ہیں:

''البقر هو حيوان شديد القوة خلقه الله تعالى لمنفعة الإنسان، وهو أنواع، منها الجواميس وهي أكثر ألبانا''۔(۳)

گائے ایک بڑا طاقتور جانور ہے، اسے اللہ نے انسان کی منفعت کے لئے پیدا کیا ہے، اس کی کئی قسمیں ہیں، ان میں بھینسیں ہیں، جو سب سے زیادہ دودھ دینے والی ہیں۔

---

(۱) معجم اللغة العربية المعاصرة ج 1 230 ص 694

(۲) موسوعة الطير والحيوان في الحديث النبوي (ص:106)

(۳) المستطرف في كل فن مستظرف (ص:353)۔

پانچویں فصل:

علماءِ فقہ، حدیث اور تفسیر کی شہادت

(۱) علامہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجاموس: ضرب من البقر"۔[۱]

بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

(۲) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس نوع من البقر، والبخاتي نوع من الإبل، والضأن والمعز جنس واحد"۔[۲]

بھینسیں گائے کی ایک قسم ہیں، بختی اونٹ کی ایک قسم ہیں، اور مینڈھا بکرا (دونوں) ایک جنس ہیں۔

(۳) علامہ مجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس نوع من البقر"۔[۳]

بھینسیں گائے کی ایک قسم ہیں۔

---

(۱) المعلم بفوائد مسلم 1/ 326 نیز دیکھئے اکمال المعلم بفوائد مسلم للقاضی عیاض الیحصبی 1/ 488

(۲) الکافی فی فقہ الامام احمد 1/ 390

(۳) المحرر فی الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل 1/ 215.

(۴) علامہ محمد بن عبداللہ الزرکشی فرماتے ہیں:

قال: والجواميس كغيرها من البقر"۔ (۱)

فرمایا بھینسیں اپنے علاوہ گایوں ہی کی طرح ہے۔

(۵) نیز علامہ منصور بہوتی رحمہ اللہ "الروض المربع" میں فرماتے ہیں:

"لحم البقر والجواميس جنس"۔ (۲)

گائے اور بھینس کا گوشت ایک جنس ہے۔

(۶) علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَمِنَ الْبَقَرِ صِنْفٌ لَهُ سَنَامٌ فَهُوَ أَشْبَهُ بِالْإِبِلِ وَيُوجَدُ فِي بِلَادِ فَارِسَ وَدَخَلَ بِلَادَ الْعَرَبِ وَهُوَ الْجَامُوسُ، وَالْبَقَرُ الْعَرَبِيُّ لَا سَنَامَ لَهُ وَثَوْرُهُ يُسَمَّى الْفَرِيشَ"۔ (۳)

اور گائے کی ایک قسم ہے جسے کوہان ہوتی ہے لہذا وہ اونٹ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے، اور وہ فارس کے علاقہ میں پائی جاتی ہے عرب کے علاقوں میں داخل ہوئی ہے، اور وہ "جاموس" بھینس ہے، عربی گائے کو کوہان نہیں ہوتی اور اس کے بیل کو فریش کہا جاتا ہے۔

(۷) علامہ عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں:

"(والجواميس) جمع جاموس، نوع من البقر"۔ (۴)

---

(۱) شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی 2، 394۔

(۲) روض المربع شرح زاد المستقنع ص:342۔

(۳) التحریر والتنویر (8-1، 129)

(۴) شرح الزرقانی علی الموطا (2، 171)۔

جوامیس: جاموس کی جمع ہے، گائے کی ایک قسم ہے۔

(۸) علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

"(والجواميس والبقر سواء) لأنه نوع منه، فتناولهما النصوص الواردة باسم البقر"۔ (۱)

بھینسیں اور گائیں یکساں ہیں، کیونکہ وہ اس کی ایک قسم ہے۔ لہذا گائے کے نام سے وارد نصوص دونوں کو شامل ہیں۔

(۹) علامہ برہان الدین محمود بن احمد بخاری فرماتے ہیں،

"لأن البقر اسم جنس والجاموس اسم نوع"۔ (۲)

کیونکہ گائے جنس کا نام ہے اور بھینس نوع کا نام ہے۔

(۱۰) امام ابن مہدی، سفیان ثوری اور امام مالک فرماتے ہیں:

"إنَّ الجواميسَ مِنَ البَقَرِ"۔ (۳)

بھینسیں گائے میں سے ہیں۔

(۱۱) علامہ محمد بن محمد بابرتی فرماتے ہیں:

"ويدخل في البقرِ الجاموسُ لأنَّه من جنسه"۔ (۴)

اور گائے میں بھینس بھی داخل ہے، کیونکہ وہ اس کی جنس سے ہے۔

---

(۱) منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک (ص:227)۔

(۲) المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی (4 284)۔

(۳) المدونۃ (1 355)۔

(۴) العنایۃ شرح الہدایۃ (517/9)۔

(۱۲) علامہ فخر الدین زیلعی حنفی فرماتے ہیں:

"(والجاموس كالبقر)؛ لأنه بقر حقيقة إذ هو نوع منه فيتناولهما النصوص الواردة باسم البقر وقوله: والجاموس كالبقر ليس بجيد؛ لأنه يوهم أنه ليس ببقر"۔ [1]

بھینس گائے کی طرح ہے، کیونکہ وہ حقیقی گائے ہے، اس لیے کہ وہ اسی کی نوع ہے لہذا گائے کے نام سے وارد نصوص دونوں کو شامل ہیں۔۔۔اور مولف کا " گائے کی طرح" کہنا اچھا نہیں ہے، کیونکہ اس تعبیر سے وہم ہوتا ہے کہ بھینس گائے نہیں ہے!!

(۱۳) علامہ بدرالدین عینی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

"والجواميس والبقر سواء؛ لأن اسم البقر يتناولهما إذ هو نوع منه"۔ [2]

بھینسیں اور گائیں دونوں یکساں ہیں؛ کیونکہ گائے کا نام دونوں کو شامل ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کی نوع ہے۔

(۱۴) علامہ زین الدین المعروف بابن نجیم المصری فرماتے ہیں:

"الجواميس من البقر؛ لأنها نوع منه"۔ [3]

بھینسیں گائے میں سے ہیں، کیونکہ وہ گائے ہی کی قسم ہیں۔

(۱۵) علامہ عبدالغنی بن طالب دمشقی میدانی فرماتے ہیں:

---

(۱) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبی (1/ 263)۔

(۲) بنایۃ شرح الہدایۃ (3/ 329) و (3/ 324)۔

(۳) البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری (2/ 232)۔

"(والجواميس والبقر سواء) لاتحاد الجنسية، إذ هو نوع منه"۔(۱)

اور بھینسیں اور گائیں برابر ہیں۔ کیونکہ جنس ایک ہے، کہ وہ اسی کی قسم ہے۔

(۱۶) علامہ محمد بن عبداللہ خرشی مالکی فرماتے ہیں:

"(تنبيه) من البقر الجاموس"۔(۲)

تنبیہ: گائے ہی میں بھینس بھی ہے۔

(۱۷) علامہ محمد احمد دسوقی فرماتے ہیں:

"ومن البقر الجاموس"۔(۳)

گائے ہی میں بھینس بھی ہے۔

(۱۸) علامہ احمد محمد خلوتی صاوی مالکی فرماتے ہیں:

"الجاموس صنف من البقر"۔(۴)

بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔

(۱۹) علامہ عبدالباقی زرقانی شرح مختصر خلیل میں فرماتے ہیں:

"روي أنه - ﷺ - نحر عن أزواجه البقر، وروي ذبح عن أزواجه البقر، ومن البقر الجاموس"۔(۵)

---

(۱) اللباب في شرح الكتاب (1 142)۔

(۲) شرح مختصر خليل للخرشي (3 16)۔

(۳) الشرح الكبير للشيخ الدردير وحاشية الدسوقي (2 107)

(۴) بلغة السالك لأقرب المسالك (1 598)۔

(۵) شرح الزرقاني على مختصر خليل وحاشية البناني (3 25)

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی (اور ایک روایت میں ہے کہ ذبح کیا) اور گائے ہی میں بھینس بھی ہے۔

(۲۰) امام ابو زکریا نووی فرماتے ہیں:

"والصواب ما قدمناه أن البقر جنس ونوعاه الجواميس والعراب"۔ (۱)

صحیح بات وہ ہے جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں: کہ گائے جنس ہے اور اس کی دو قسمیں: بھینسیں اور عراب ہیں۔

(۲۱) علامہ محمد بن احمد بطال رکبی یمنی فرماتے ہیں:

"الجواميس نوع من البقر معروف"۔ (۲)

بھینسیں گائے کی یک قسم ہیں، معروف ہے۔

(۲۲) علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی مصری فرماتے ہیں:

"(والبقر) اسم جنس وهي أجناس منها جواميس"۔ (۳)

بقر: اسم جنس ہے اس کی کئی جنسیں ہیں، انہی میں بھینسیں بھی ہیں۔

(۲۳) امام اسحاق بن منصور کوسج فرماتے ہیں:

"البقر جنس والجواميس نوع من أنواعه"۔ (۴)

بقر: گائے جنس ہے اور بھینس اس کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

---

(۱) المجموع شرح المہذب (426/5)۔

(۲) النظم المستعذب فی تفسیر غریب الفاظ المہذب (1/146)۔

(۳) تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب (4/310)

(۴) مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ (3/1057)

(۲۴) علامہ ابن قدامہ مقدسی المغنی میں فرماتے ہیں:

"ولأنَّ الجواميس من أنواع البقر، كما أنَّ البخاتي من نوع الإبل"۔(۱)

اس لئے کہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ہیں جیسے بختی اونٹ کی قسموں میں سے۔

(۲۵) علامہ عبدالرحمن جزیری فرماتے ہیں:

"والمراد بالبقر ما يشمل الجاموس"۔(۲)

بقر (گائے): سے مراد وہ ہے جو بھینس کو شامل ہے۔

(۲۶) علامہ ابن حزم فرماتے ہیں:

"مسألة: الجواميس صنف من البقر"۔(۳)

مسئلہ: بھینسیں گائے کی ایک قسم ہیں۔

(۲۷) فقہ انسائیکلوپیڈیا کویت میں ہے:

"الجواميس جمع جاموس وهو نوع من البقر"۔(۴)

جوامیس: جاموس کی جمع ہے، اور وہ گائے کی ایک قسم ہے۔

(۲۸) شیخ سید سابق فرماتے ہیں:

"وبهيمة الأنعام هي: الإبل والبقر ومنه الجاموس والغنم"۔(۵)

---

(۱) المغنی لابن قدامہ(2/444)۔

(۲) الفقہ علی المذاہب الاربعۃ(1/541)۔

(۳) المحلی بالآثار(4/89)

(۴) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ(5/81 حاشیہ3)

(۵) فقہ السنۃ(3/272)۔

بہیمۃ الانعام: اونٹ، گائے اور اسی میں سے بھینس ہے، اور بکری ہے۔

(۲۹) الفقہ المیسر کے مولفین لکھتے ہیں:

"والبقر يشمل الجاموس أيضا، فهو نوع من البقر"۔(۱)

اور گائے بھینس کو بھی شامل ہے، کیونکہ وہ گائے کی ایک قسم ہے۔

(۳۰) شیخ ابو مالک کمال بن السید سالم فرماتے ہیں:

"إن الجاموس صنف من البقر بالإجماع"۔(۲)

بھینس بالاجماع گائے کی ایک قسم ہے۔

یہ بطور مثال علماء امت کی چند تصریحات ہیں، ورنہ اس قسم کی تصریحات وتوضیحات بے شمار ہیں۔

(۱) الفقہ المیسر فی ضوء الکتاب والسنۃ (1/134)۔

(۲) صحیح فقہ السنۃ وادلتہ وتوضیح مذاہب الائمۃ (2/35)۔

چھٹی فصل:

بھینس کی قربانی کے جواز پر اہل علم کے اقوال

بھینس کے گائے کی جنس سے اور اس کی نوع ہونے کے ساتھ ساتھ علماء وفقہاء امت کی ایک بڑی جماعت نے بھینس کی قربانی کے جواز کی صراحت فرمائی ہے، بطور مثال چند اقوال حسب ذیل ہیں:

(۱) علامہ مرغینانی فرماتے ہیں:

"ویدخل في البقر الجاموس لأنه من جنسه" [۱]

گائے میں بھینس بھی داخل ہے، کیونکہ وہ اس کی جنس سے ہے۔

(۲) علامہ احمد بن محمد حلبی فرماتے ہیں:

"الجاموس یجوز في الضحایا والهدایا استحسانا ثم الإبل أفضل من البقر ثم نعم أفضل من المعز" [۲]

قربانی اور ہدایا میں بھینس استحساناً جائز ہے، پھر اونٹ گائے سے افضل ہے، پھر مینڈھا بکری سے افضل ہے۔

---

(۱) البنایۃ فی شرح الہدایۃ للعینی (4 359)، نیز دیکھئے اعلاء السنن (9 517)

(۲) لسان الحکام (ص: 386)۔

(۳) علامہ ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں:

''(والجاموس) معرب كواميش (كالبقر) في الزكاة والأضحية والربا لأن اسم البقر يتناولها''۔[۱]

گاؤمیش کا معرب جاموس (بھینس) زکاۃ قربانی اور سود میں گائے کی طرح ہے، کیونکہ گائے کا نام اسے شامل ہے۔

(۴) علامہ کمال الدین ابن الہمام فرماتے ہیں:

''والثني منه ومن المعز سنة، ومن البقر ابن سنتين، ومن الإبل ابن خمس سنين، ويدخل في البقر الجاموس لأنه من جنسه''۔[۲]

اس کا اور بکرے کا ثنی ایک سال کا ہوتا ہے، اور گائے کا دو سال کا اور اونٹ کا پانچ سال کا، اور گائے میں بھینس بھی داخل ہے، کیونکہ وہ اس کی جنس سے ہے۔

(۵) علامہ ابوبکر زبیدی یمنی فرماتے ہیں:

''(والجواميس والبقر سواء) يعني في الزكاة والأضحية و[illegible] الربا''۔[۳]

بھینسیں اور گائیں یکساں ہیں یعنی زکاۃ قربانی اور سود کے اعتبار سے۔

(۶) حافظ الاندلس علامہ ابن عبد البر قرطبی فرماتے ہیں:

''خلاصة مذهب مالك في هذا الباب أن الأزواج الثمانية وهي الإبل والبقر

---

(۱) النہر الفائق شرح کنز الدقائق (1/424)۔

(۲) فتح القدیر للکمال ابن ہمام (9/517)۔

(۳) الجوہرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری (1/118)۔

والضأن والمعز وكذلك الجواميس".[۱]

اس باب میں امام مالک کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ آٹھ جوڑے اونٹ گائے، مینڈھا اور بکرا ہے، اور اسی طرح بھینسیں۔

(۷) علامہ ابو الولید سلیمان بن خلف باجی اندلسی فرماتے ہیں:

"إن أنواع الإبل كلها تجزئ في الهدايا البخت، والنجب والعرب وسائر أنواع الإبل وكذلك سائر أنواع البقر من الجواميس والبقر وكذلك سائر أنواع الغنم من الضأن والمعز وإن كانت تختلف في الأسماء والله أعلم".[۲]

اونٹ کی ساری قسمیں ہدایا (قربانی) میں کفایت کریں گی، بختی، نجائب، عراب اور دیگر قسمیں اسی طرح گائے کی ساری قسمیں: بھینسیں اور عام گائیں، اسی طرح بکرے کی ساری قسمیں: مینڈھا اور بال والی بکری یہ صرف ناموں میں مختلف ہیں، واللہ اعلم۔

(۸) علامہ محمد عربی قروی لکھتے ہیں:

س: ما هي أصناف نعم الأضحية

ج: نعم الأضحية هي: الضأن أو المعز، ومن البقر ومن الإبل ويشمل البقر الجواميس وتشمل الإبل البخت".[۳]

سوال: مویشیوں کی کن قسموں سے قربانی کی جائے گی۔

---

(۱) التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید (4 329)۔

(۲) المنتقی شرح الموطا (2 310)۔

(۳) الخلاصۃ الفقہیۃ علی مذہب السادۃ المالکیۃ (ص:262)۔

جواب: قربانی بکرے کی کی جائے گی خواہ مینڈھا ہو یا بال والا بکرا، اسی طرح گائے اور اونٹ سے کی جائے گی، اور گائے بھینس کو شامل ہے، اور اونٹ بختی کو۔

(۹) امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے لیث بن ابی سلیم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"الجاموس والبختي من الأزواج الثمانية"۔ (۱)

جاموس (بھینس) اور بختی (خراسانی اونٹ) نر و مادہ آٹھ قسموں میں سے ہیں۔

(۱۰) محمد احمد ہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس في الأضاحي كالبقر"۔ (۲)

بھینسیں قربانی میں گائے کی طرح ہیں۔

(۱۱) امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے بھی بھینس کی قربانی اور سات کی طرف سے کفایت پر موافقت فرمائی ہے:

امام اسحاق بن منصور الکوسج فرماتے ہیں:

"الجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال: لا أعرف خلاف هذا"۔ (۳)

سوال: کیا بھینسوں کی قربانی میں سات لوگ شریک ہو سکتے ہیں؟ جواب: (امام احمد نے فرمایا) میں اس کے خلاف نہیں جانتا۔

اسی طرح فرماتے ہیں:

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم تحقیق اسعد محمد الطیب 5/1403 ح 7990 (نیز دیکھیے کتاب ھذا ص 44)

(۲) الارشاد الی سبیل الرشاد ص:372۔

(۳) مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ 8/4027، دیکھیے 8/4045 نیز علی بن سعد کا قول ملاحظہ فرمائیں: العجوی فی مسائل ... اور دیکھیے 2/124 ح 2650

"قلت لسفيان: والجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال أحمد: كما قال. قال إسحاق: كما قال"۔(۱)

سفیان ثوری کہتے ہیں: ... بھینسیں سات لوگوں کی طرف سے کافی ہیں؟ (کیا صحیح ہے؟) امام احمد نے کہا: جو انہوں نے کہا وہی ہے۔ اور امام اسحاق نے کہا: جیسے انہوں نے کہا ویسے ہی ہے۔

(۱۲) علامہ موسی حجاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس فيهما كالبقر"۔(۲)

ہدی اور قربانی دونوں میں بھینسوں کا حکم گائے جیسا ہی ہے۔

(۱۳) اور اس کی شرح میں علامہ بہوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"(والجواميس فيهما) أي في الهدي والأضحية (كالبقر) في الإجزاء والسن، وإجزاء الواحدة عن سبعة؛ لأنها نوع منها"۔(۳)

یعنی ھدی اور قربانی دونوں میں کافی ہونے، عمر اور ایک میں سات لوگوں کی شرکت وغیرہ کے اعتبار سے بھینسیں گائے جیسی ہیں، کیونکہ وہ گایوں ہی کی ایک قسم ہیں۔

(۱۴) شیخ عبدالعزیز السدحان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس في الهدي والأضحية كالبقرة في الإجزاء والسن وإجزاء الواحدة

---

(۱) مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ (8/4045) مسئلہ (2882)، نیز دیکھئے مسئلہ (2865)۔

(۲) الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبل 1/402

(۳) کشاف القناع عن متن الاقناع 2/533۔

عن سبعة؛ لأنها نوع منها''۔(۱)

ھدی اور قربانی دونوں میں کافی ہونے،عمر اور ایک میں سات لوگوں کی شرکت وغیرہ کے اعتبار سے بھینسیں گائے ہی جیسی ہیں، کیونکہ وہ گائیں ہی کی ایک قسم ہیں۔

(۱۵) علامہ احمد بن عبد الرحمن الساعاتی فرماتے ہیں:

''نقل جماعة من العلماء الإجماع على أن التضحية لا تصح إلا ببهيمة الأنعام، الإبل بجميع أنواعها، والبقر ومثله الجاموس''۔(۲)

علماء کی ایک جماعت نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ قربانی صرف بہیمۃ الانعام کی صحیح ہوگی، اونٹ اپنی تمام قسموں کے ساتھ، اور گائے اور اسی کے مثل بھینس ہے۔

(۱۶) استاد دکتور وہبہ مصطفی زحیلی فرماتے ہیں:

''نوع الحيوان المضحى به اتفق العلماء على أن الأضحية لا تصح إلا من النعم: الإبل والبقر (ومنها الجاموس) والغنم (ومنها المعز) بسائر أنواعها''۔(۳)

قربانی کے جانور کی نوعیت: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی صرف انعام ہی کی صحیح ہوگی: یعنی اونٹ، اور گائے اور بھینس بھی اسی میں سے ہے، اور بکرے کی، بال والی بکری اور اس کی ساری قسمیں بھی اسی میں ہے۔

❁ ❁ ❁

---

(۱) الاسئلۃ والاجوبۃ الفقہیۃ 3/ 9

(۲) فتح الربانی بترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی (13/ 76) حاشیہ۔

(۳) الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی (4/ 2719)۔

ساتویں فصل:

بھینس کی زکاۃ

احکام و مسائل، فقہ و فتاوی اور عہد تابعین اور بعد کے ادوار کی تاریخ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعینہ گایوں کی طرح بھینسوں کی زکاۃ بھی فرض رہی ہے اور ادا اور وصول کی جاتی رہی ہے، گائے اور بھینس کا حکم یکساں رہا ہے، دونوں میں کسی مسئلہ میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے آیئے اس بارے میں سلف کے بعض آثار اور اہل علم کے چند اقوال ملاحظہ کریں:

(۱) حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس بمنزلة البقر"۔[۱]

بھینسیں گائے کے درجہ میں ہیں۔

(۲) عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لکھ بھیجا:

"أن تؤخذ صدقة الجواميس كما تؤخذ صدقة البقر"۔[۲]

جیسے گایوں کی زکاۃ لی جاتی ہے بھینسوں کی بھی زکاۃ لی جائے۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ - محقق عوامہ - (7/ 65) باب فی الجوامیس تعد فی الصدقة (137) اثر (10848)، والاموال لقاسم بن سلام (2/ 36 بر 993) محقق کتاب ابو انس سید بن رجب فرماتے ہیں: یہ معلق ہے، امام ابو عبید نے اسے اپنے اور اشعث کے درمیان کا واسطہ نہیں ذکر کیا ہے اور مجھے کہیں معلوم موصول سند سے روایت نہیں ملی۔

(۲) الاموال لقاسم بن سلام (2/ 36 بر 992) محقق کتاب ابو انس سید بن رجب فرماتے ہیں: سند ضعیف ہے، اس کی سند میں عبداللہ بن صالح نامی راوی ضعیف ہے۔ مزید دیکھئے الاموال لابن زنجویہ - ت - صدقة الجواميس (2/ 851) بر 1493 ... نے اس قول کی موافقت فرمائی ہے۔ الاموال لقاسم بن سلام (2/ 36)

(۳) یونس بن یزید الایلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وتُحسبُ الجواميسُ مع البقرِ"۔ (۱)

بھینسوں کو گایوں کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

(۴) امام دارالہجرہ مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميسُ والبقرُ سواءٌ، والبختُ من الإبلِ والعرابُ سواءٌ"۔ (۲)

بھینسیں اور گائیں یکساں ہیں، اور بختی اور عراب اونٹ یکساں ہیں۔

نیز الموطا میں فرماتے ہیں:

وكذلك البقرُ والجواميسُ، تُجمعُ في الصدقةِ على ربِّها، وقال: إنما هي بقرٌ كلُّها"۔ (۳)

سی طرح گایوں اور بھینسوں کو ان کے مالک سے زکاۃ کے لئے اکٹھا کیا جائے گا، اور فرماتے ہیں کہ: درحقیقت یہ تمام گائے ہی ہیں۔

(۵) امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وتُصدَّقُ الجواميسُ مع البقرِ والدربانيةِ"۔ (۴)

اور ہم بھینسوں کی زکاۃ گائے اور دربانیہ کے ساتھ ہی نکالتے ہیں۔

(۶) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب "المحلی" میں فرماتے ہیں۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق الصنعانی (4/24) رقم (6851)

(۲) الاموال لقاسم بن سلام (2/36) رقم (994)، والاموال لابن زنجویہ 2/851، 1495۔

(۳) موطا امام مالک تحقیق الاعظمی (2/366) رقم (895) نیز دیکھئے شرح الزرقانی علی الموطا 2/169

(۴) الام للشافعی 2/20۔

"مسألة: والجواميس صنف من البقر يضم بعضها إلى بعض"۔(۱)

مسئلہ: بھینسیں گائے ہی کی ایک صنف ہیں، زکاۃ کے لئے دونوں کو ملا یا جائے گا۔

(۷) نیز بھینسوں میں زکاۃ کی فرضیت کا سبب "قیاس" قرار دینے والوں کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذا شغب فاسد؛ لأن الجواميس نوع من أنواع البقر، وقد جاء النص بإيجاب الزكاة في البقر، والزكاة في الجواميس لأنها بقر، واسم البقر يقع عليها ولولا ذلك ما وجدت فيها زكاة"۔(۲)

یہ بہت بری بات ہے؛ کیونکہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں، اور گائے میں زکاۃ کے وجوب پر نص موجود ہے، اور بھینسوں میں زکاۃ اس لیے ہے کہ وہ گائیں ہیں؛ اور ان پر گائے کا نام صادق آتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو بھینسوں میں زکاۃ نہ ہوتی۔

(۸) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مسألة: قال: [والجواميس كغيرها من البقر] لا خلاف في هذا نعلمه؛ لأن الجواميس من نوع البقر، كما أن البخاتي من نوع الإبل"۔(۳)

مسئلہ: "بھینسیں دیگر گایوں ہی کی طرح ہیں" ہمارے علم کے مطابق اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں... وہ اس لئے بھی کہ بھینسیں گائے ہی کی قسم ہیں، جیسے بختی اونٹ کی قسم ہے۔

(۹) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ "الکافی" میں فرماتے ہیں:

---

(۱) المحلی بالآثار، 4/ 89، مسئلہ 673۔

(۲) الاحکام فی أصول الأحکام لابن حزم 7/ 132۔

(۳) المغنی لابن قدامہ 2/ 444، مسئلہ 1711۔

"الجواميس نوع من البقر، والبخاتي نوع من الإبل، والضأن والمعز جنس واحد"۔ (۱)

بھینسیں گائے کی ایک قسم ہیں، اور بختاتی اونٹ کی ایک قسم ہیں، اور مینڈھا اور بکرا ایک جنس ہیں۔

(۱۰) علامہ محمد الامین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وألحق بالبقر الجواميس، والإبل تشمل العراب والبخاتي"۔ (۲)

بھینسوں کو گائے سے ملحق کر دیا گیا ہے، اور اونٹ عربی اور خراسانی دونوں قسم کے اونٹوں کو شامل ہے۔

(۱۱) سعودی عرب کے معروف فقیہ اور مفتی علامہ وہبہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأما البقر فيشمل البقر المعتادة، والجواميس"۔ (۳)

رہا مسئلہ گائے کا: تو وہ عام گایوں اور بھینسوں دونوں کو شامل ہے۔

(۱۲) بھینسوں میں زکاۃ کے سلسلے میں علامہ البانی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

علامہ رحمہ اللہ کے شاگرد شیخ حسین بن عودۃ العوایشہ فرماتے ہیں:

"وسئل شيخنا - رحمه الله - هل في الجواميس زكاة؟ فأجاب: نعم في

---

(۱) الکافی فی فقہ الامام احمد 1/390.

(۲) اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن 8/ 271

(۳) الشرح الممتع علی زاد المستقنع 6/ 49

آٹھویں فصل:

بھینس اور گائے کے حکم کی یکسانیت پر اجماع

بہت سے علماء نے بھینس کے گائے کی قسم ہونے پر اجماع نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

"أجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر"۔[۱]

اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسوں کا حکم گائے کا حکم ہے۔

(۲) نیز فرماتے ہیں:

"أجمع كل من يحفظ عنه من أهل العلم على هذا، ولأن الجواميس من نوع البقر، كما أن البخاتي من أنواع الإبل"۔[۲]

اس بات پر ان تمام اہل علم کا اجماع ہے جن سے علم حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ بھینس گائے کی قسموں میں سے ہے، جیسے بخاتی اونٹ کی قسموں میں سے ہے۔

(۳) علامہ علی بن محمد ابن القطان الفاسی فرماتے ہیں:

"وأجمعوا أن الجواميس بمنزلة البقر، وأن اسم البقر واقع عليها"۔[۳]

---

(۱) الاجماع لابن المنذر ص 45 نمبر 91

(۲) المغنی لابن قدامہ 2 444

(۳) الاقناع فی مسائل الاجماع (1 205 1147)۔

اور اس بات پر اجماع ہے کہ بھینسیں گایوں کے درجہ میں ہیں، اور گائے کا نام اس پر واقع ہے۔

(۴) نیز امام ابن المنذر "الاشراف علی مذاہب العلماء" میں لکھتے ہیں:

"وأجمع كل من نحفظ عنه من أهل العلم على أن الجواميس بمنزلة البقر، كذلك قال الحسن البصري، والزهري، ومالك، والثوري، وإسحاق، والشافعي، وأصحاب الرأي، وكذلك نقول"۔[۱]

تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسیں گائے کے درجہ میں ہیں، یہی بات حسن بصری، زہری، مالک، ثوری، اسحاق، شافعی اور اصحاب الرائی نے کہی ہے اور یہی ہم بھی کہتے ہیں۔

(۵) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(والجواميس كغيرها من البقر) لا خلاف في هذا نعلمه"۔[۲]

بھینسیں دیگر گایوں ہی کی طرح ہیں، ہم اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں جانتے۔

(۶) علامہ یحیی بن ہبیرہ شیبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واتفقوا على أن الجواميس والبقر في ذلك سواء"۔[۳]

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس میں بھینس اور گائے دونوں یکساں ہیں۔

(۷) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(۱) الاشراف علی مذاہب العلماء لابن المنذر (3/ 12/ 929)۔

(۲) المغنی لابن قدامہ 2/ 444۔

(۳) اختلاف الائمۃ العلماء 1/ 196۔

"الجواميس بمنزلة البقر حكى ابن المنذر فيه الإجماع" ـ(۱)

بھینسیں گایوں ہی کے درجہ میں ہیں، امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے۔

(۸) دکتور وہبہ مصطفی زحیلی فرماتے ہیں:

"ولا خلاف في أن الجواميس والبقر سواء لاتحاد الجنسية، إذ هو نوع منه"(۲)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بھینسیں اور گائیں جنس ایک ہونے کے سبب یکساں ہیں، کیونکہ بھینس گائے کی ایک نوع ہے۔

(۹) شیخ محمد بن عبد العزیز السدیس لکھتے ہیں:

"وأجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر" ـ(۳)

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینسوں کا حکم گائے کا حکم ہے۔

(۱۰) فقہ انسائیکلوپیڈیا کویت میں ہے:

"الشرط الأول: وهو متفق عليه بين المذاهب: أن تكون من الأنعام، وهي الإبل عرابا كانت أو بخاتي، والبقرة الأهلية ومنها الجواميس" ـ(۴)

پہلی شرط: اور یہ تمام مذاہب میں متفق علیہ ہے: کہ قربانی کا جانور انعام میں سے ہونا چاہئے، یعنی اونٹ خواہ عربی ہو یا بختی۔ اور گھریلو گائیں اور اسی میں بھینس بھی ہے۔

---

(۱) مجموع فتاوی ابن تیمیہ 25 37

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی (3 1926)۔

(۳) [illegible] (ص 301)

(۴) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 5 81

نویں فصل:

اسلامی تاریخ میں بھینس کا ذکر

اس میں کوئی شک نہیں کہ عہد رسول ﷺ میں بھینس کا ذکر نہیں ملتا کیونکہ اس وقت تک بھینس وہاں متعارف ہی نہ ہوئی تھی۔ البتہ دوسرے ممالک اور علاقوں میں بھینس کی نسل پائی جاتی تھی جیسے افریقہ، ایشیاء اور مصر وغیرہ، چنانچہ ڈاکٹر عبد الغنی ابو العزم فرماتے ہیں:

"الجاموس: ج جواميس ... من كبار البقر، وهو نوعان: داجن ووحشي، يوجد بإفريقيا وآسيا"۔(۱)

جاموس، جوموس: جس کی جمع جوامیس آتی ہے ... یہ بڑی گایوں میں سے ہیں۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں: گھریلو اور وحشی۔ یہ افریقہ اور ایشیا میں پائی جاتی ہیں۔

علامہ محمد بن عبد الحق یفرنی لکھتے ہیں:

"وفي "الجواميس" نوع من البقر في ناحية مصر تعوم في النيل، وتخرج إلى البر، ولكل بقرة منها قرن واحد، والواحد منها جاموس"۔(۲)

رہی بھینسیں: تو وہ گائے کی ایک قسم ہیں، جو مصر کے علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ نیل میں تیرتی گھومتی رہتی ہیں۔ اور باہر خشکی میں بھی نکلتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر گائے کو ایک سینگ (کوہان) ہوتی ہے اور اس کا واحد جاموس کہلاتا ہے۔

---

(۱) معجم الغنی، د. عبد الغنی ابو العزم ... الغنی للعزم دیکھئے: مادہ نمبر 9119۔

(۲) الاقتضاب فی غریب الموطا واعرابہ علی الابواب (1/ 295)

بھینس کی قربانی سات لوگوں کی طرف سے کافی ہوگی۔

(۲) پچھلے صفحات میں تابعین تبع تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ: حسن بصری، خلیفہ عمر بن عبد العزیز، ابوعبید قاسم بن سلام اسی طرح امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور سفیان بن سعید ثوری رحمہم اللہ کا تذکرہ آچکا ہے کہ انہوں نے بھینسوں میں گائے کے نصاب کے مطابق زکاۃ واجب قرار دیا ہے۔

(۳) ابوعثمان انطاکی فرماتے ہیں: کہ انطاکیہ اور مصیصہ کا درمیانی راستہ شیر وغیرہ درندوں کی آماجگاہ تھا لوگوں کا وہاں سے گزرنا محال تھا چنانچہ ولید بن عبد الملک نے خلیفہ معتصم باللہ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے چار ہزار بھینس اور بھینسے اس طرف بھیجے، جس سے اللہ نے یہ مسئلہ حل کر دیا اور وہاں سے درندے ختم ہوگئے۔

نیز سندھ میں حجاج بن یوسف کے گورنر محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے سندھ سے کئی ہزار بھینسیں بھیجیں، جن میں سے چار ہزار بھینسیں حجاج بن یوسف نے ولید کی خدمت میں بھیجا اور بقیہ بھینسوں کو کسکر کے جنگلات میں چھوڑ دیا۔ نیز یزید بن عبد الملک نے بھی چار ہزار بھینسیں مصیصہ کے لیے بھیجیں، چنانچہ مجموعی طور پر مصیصہ میں آٹھ ہزار بھینسیں روانہ کی گئیں۔[1]

(۴) اموی خلافت کے زوال وانحطاط کے اسباب کے ضمن میں ایک سبب بیان کرتے ہوئے علی محمد محمد صلابی لکھتے ہیں:

اس دور میں حیوانات اور مویشیوں کی پیداوار بہت کم ہوگئی تھی، بالخصوص کاشت کے جانور،

---

(1) فتوح البلدان (ص 168)، وبغیۃ الطلب في تاریخ حلب (1/159)، والخراج وصناعۃ الکتابۃ، از قدامہ بن جعفر بغدادی، (ص: 309)

جس کے سبب والیِ عراق کو حالات سے نمٹنے کے لیے مجبوراً یہ حکم صادر کرنا پڑا کہ گائیں ذبح نہ کی جائیں ساتھ ہی والیِ عراق نے اقلیم سندھ سے بڑی تعداد میں بھینسیں منگوایا، تاکہ کاشت کے جانوروں کی قلت پر قابو پایا جاسکے۔

اسی طرح خلیفہ عبد الملک بن مروان کے دور میں کچھ ایسی کارروائیاں بھی کی گئیں جن سے علاقہ میں کاشتکاری کی مشکلات میں آسانی پیدا ہو سکے، مثلاً حجاج بن یوسف نے ملک سندھ سے کاشتکاروں کی ایک تعداد کو ان کے گھر بار اور بھینسوں سمیت اپنے ملک منتقل کرلیا اور انہیں ایک بنجر اور ویران سرزمین میں بسا دیا جسے انہوں نے آباد کر دیا۔[1]

(۵) عبید اللہ بن ابو بکرہ رحمہ اللہ[2] نہایت سخی اور فیاض شخص تھے۔ اپنے گھر کے چاروں سمت دائیں بائیں اور آگے پیچھے چالیس چالیس پڑوسیوں پر پورے سال، بہت خرچ کرتے تھے، اور عید کی مناسبتوں پر تحفے تحائف، کپڑے اور قربانی کے جانور دیتے۔ غریبوں کی شادیاں کراتے، مہر بھی تک ادا کرتے، اور سال بھر کے علاوہ ہر عید کے موقع پر سو غلام آزاد کرتے تھے۔

---

(۱) دیکھیے الدولۃ الامویۃ عوامل الازدہار وتداعیات الانہیار (1/ 689)۔

(۲) عبید اللہ بن ابی بکرہ کی پیدائش سن ۱۳ھ میں اور وفات سن ۷۹ھ میں ہوئی۔ دیکھیے سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ (4/ 138 نمبر 44) اور واضح رہے کہ بعض روایتوں میں یہ واقعہ عبید اللہ کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکرہ کے حوالے سے منقول ہے جس میں صراحت ہے کہ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے ان کی مدت میں آ کر عمل کیا، یہ ہے قبیلے کے ایک شخص کو غلام بیماری لگ گئی ہے۔ عبد الرحمن کی پیدائش سن ۱۴ھ میں اور وفات سن ۹۶ھ میں ہوئی۔ (دیکھیے سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ (4/ 411 نمبر 161) جبکہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی پیدائش سن ۲۰ھ میں اور وفات سن ۱۱۰ھ میں ہوئی دیکھیے سیر اعلام النبلاء مؤسسۃ الرسالۃ (4/ 606 نمبر 246)۔

ابو محروم کے واسطے سے اصمعی بیان کرتے ہیں کہ ثقیف کے ایک خوبرو شخص کو تلی کی بیماری لگ گئی، تو ان کی قوم کے کچھ لوگ عبید اللہ بن ابو بکرہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور ان سے کہا ہمارے ایک ساتھی کو تلی کی بیماری ہو گئی ہے، اور کسی حکیم نے اس کے لیے انہیں کچھ دن مسلسل بھینس کا دودھ پینے کا علاج تجویز کیا ہے، اور ہمیں معلوم ہوا کہ آپ کے پاس بھینسیں ہیں، تو انہوں نے اپنے وکیل لطف سے پوچھا کہ اپنے پاس کتنی بھینسیں ہیں؟ کہا: تین سو انہوں نے کہا یہ ساری بھینسیں انہیں دیدو، انہوں نے عرض کیا، ہم اتنی بھینسیں کیا کریں گے، ہمیں تو بس ایک بھینس بطور عاریہ چاہیے جسے ہم علاج کے بعد واپس لوٹا دیں گے، انہوں نے کہا: ہم بھینسیں ادھار نہیں دیتے بلکہ یہ ساری بھینسیں تمہارے مریض کے لیے ہدیہ ہیں۔ ( )

(۶) ملک شام میں بھینسوں کی آمد:

مشہور مورخ حسین بن علی مسعودی ملک شام میں بھینسوں کی آمد کے بارے میں دو تاریخیں بتاتی ہیں:

ا۔ سب سے پہلے یزید بن عبد الملک کے دور خلافت (101-105ھ) میں بھینسیں ملک شام اور شام کے ساحلوں پر آئیں، اور یہ بھینسیں دراصل اہل مھب کی تھیں جو بصرہ، بطائح اور طفوف وغیرہ میں رہا کرتی تھیں، لیکن جب یزید نے ابن مھب کو قتل کر دیا تو بہت ساری بھینسوں کو اپنے علاقوں میں منتقل کر دیا۔

( ) تاریخ دمشق لابن عساکر (36 13)، و(38 138)، مختصر تاریخ دمشق (15 62)، و(16 8) وسیر اعلام النبلاء، علامہ ذہبی، شیخ الرسالہ 4 138، و319، 411 وتاریخ الاسلام بتحقیق تدمری (6 410) وانساب الاشراف صبلاذری (1 499)۔

۲۔ دوسری رائے یہ ہے کہ بھینسیں سب سے پہلے معتصم کے دور خلافت (218 - 227ھ) میں ملک شام میں آئیں، جب معتصم نے زط پر قابض ہو کر انہیں وہاں سے جلا وطن کر دیا اور خراسان اور یمن زربہ کے راستے سے خانقین اور جلولاء وغیرہ میں بسا دیا۔ اس وقت سے بھینسیں ملک شام میں داخل ہوئیں، اس سے پہلے وہاں بھینسیں معروف نہ تھیں۔ (۱)

(۷) ملک یمن میں بھینسوں کی قدیم آمد:

استاذ حسن عبد اللہ قرشی اپنے مقالے میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اسلام سے پہلے عرب ممالک پر یمامہ وغیرہ کے علاقوں میں شاداب زمین اور کشادہ چراگاہوں کا انعام فرمایا تھا، چنانچہ جرمنی سیاح شوینفرت نے ملاحظہ کیا ہے کہ گندم، جو، بھینس، بکریاں، مینڈھے اور ان کے علاوہ دیگر مویشی یمن اور قدیم عرب علاقوں میں اپنی حالت میں اس وقت پائے گئے، جب مصر اور عراق میں مانوس نہ تھے۔ (۲)

(۸) بشر یا بشیر حبری یا طبرانی کے پاس تقریباً چار سو بھینسیں تھیں، رومیوں نے ان کی بھینسوں پر شبخون مار اور ہانک لے گئے، ان کے غلاموں نے انہیں اس کی اطلاع دی اور کہا: بھینسیں چلی گئیں، تو انہوں نے کہا: جاؤ تم سب بھی اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہو، ان غلاموں کی قیمت یک ہزار دینار تھی، یہ ن کر ان کے بیٹے نے کہا: ابا! آپ نے تو ہمیں فقیر اور قلاش بنا دیا! انہوں نے کہا: بیٹے چپ رہو، اللہ نے مجھے آزمایا تو میں نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں مزید

---

(۱) دیکھئے التنبیہ والاشراف از علی مسعودی (۱/ 307) نیز دیکھئے مختارات الجواہر (ص:66)

(۲) دیکھئے مجلہ مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ شمارہ 96 مقالہ "الآثار الشقیقیۃ فی اللغۃ العربیۃ الحدیثۃ" از استاذ حسن عبد اللہ القرشی)۔

قربانی دوں اور اس کا شکر بجالاؤں۔[1]

(9) سنہ ۲۷۰ھ میں احمد بن طولون رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ہوا یہ کہ وہ مصر و شام سے طرطوس تشریف لے گئے، اور جب واپسی میں انطاکیہ پہنچے تو انہیں بھینس کا دودھ پیش کیا گیا، انہوں نے زیادہ مقدار میں دودھ پی لیا، جس سے ان کا پیٹ پھول گیا اور سخت بدہضمی ہوگئی، جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ آپ کی امارت تقریبا چھبیس سال رہی اور وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے خمارویہ نے منصب امارت سنبھالا۔[2]

(10) استاذ حبیب سعید اسلامی نظام میں درآمد و برآمد کے عنوان سے اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

اسلامی نظام میں مویشیوں کی درآمد و برآمد کا سلسلہ قدیم ہے، چنانچہ مصر قربانی کرنے کے لیے بہت سارے مویشی برقہ سے درآمد کرتا تھا، جیسا کہ یہ سلسلہ آج بھی ہے، اور عراق گھوڑے عرب ممالک بالخصوص سرزمین حسا سے درآمد کرتا تھا اسی طرح چوتھی صدی ہجری میں بھینس ہندوستان سے درآمد کرتا تھا۔[3]

(11) عمر بن احمد ابن العدیم رحمہ اللہ نے حلب میں سعد الدولہ حمدانی کے دور حکومت

(1) دیکھیے: شعب الایمان (12 407) رقم (9649) حلیۃ الاولیاء (10 130)، والوافی بالوفیات (10 99) والرضا عن اللہ بقضائہ لابن ابی الدنیا (ص 55- 19)، وصفۃ الصفوۃ (2 388 762) وربیع الابرار ونصوص الاخیار (3 103 65) والتذکرۃ الحمدونیۃ (4 323 796) وحیاۃ السلف بین القول والعمل (ص 281) واصول الوصول الی اللہ تعالی (ص 188).

(2) دیکھیے المختصر فی اخبار البشر (2 53) نیز دیکھیے تاریخ ابن الوردی (1 231)۔

(3) دیکھیے: مجلۃ الرسالۃ (شمارہ 757 ص 76 بتاریخ 05 - 01 - 1948 مقالہ: الاستیراد والتصدیر فی النظم الاسلامیۃ، استاذ حبیب السعید)۔

(356ھ تا381ھ) کے بارے میں لکھا ہے: اگر کوئی رومی اسلامی حکومت میں داخل ہو جاتا تھا تو اسے اپنی ضرورت سے منع نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور اگر اسلامی ملک سے کوئی بھینس ملک روم میں چلی جاتی تھی تو اسے ضبط کر لیا جاتا تھا۔ (۱)

(۱۲) عمر بن احمد ابن العدیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچویں صدی ہجری میں لکھا ہے کہ حلب میں ایک اتنی بڑی وبا پھیلی کہ سنہ 457ھ کے صرف ماہ رجب میں چار ہزار لوگوں کی موت ہو گئی، جب کہ دیگر مہینوں کے اموات اس کے علاوہ ہیں۔

اور اسی سال ترکیوں کا ایک بہت بڑا جتھا نکلا، ان میں سے کچھ تو دوک میں رک گئے اور اور ایک ہزار کے قریب لوگ آگے بڑھے، اور انہوں نے شہر انطاکیہ کو پورے طور پر لوٹ لیا، اور تقریباً چالیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ بھینسیں لے کر چلے گئے، یہاں تک کہ بھینس ایک دینار میں بک رہی تھی، اور زیادہ سے زیادہ دو تین دینار میں۔ اور گائیں، بکریاں، گدھے اور لونڈیاں اتنی زیادہ تھیں کہ شمار نہ ہو سکیں، لونڈی دو دینار میں فروخت ہو رہی تھی اور بچے تو گھوڑے کی نعل کی بندھن کے عوض بک رہے تھے۔ (۲)

(۱۳) شاہ افضل کی وفات سنہ 515ھ میں ہوئی، انہوں نے اپنے موت کے بعد بڑی دولت چھوڑی، جس میں کروڑوں دینار و درہم، کئی ہزار ریشمی جوڑے، اور پانچ سو صندوق بھر ذاتی کپڑے تھے، غلام، گھوڑے، خچر اور خوشبو وغیرہ اتنی تھی کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے، اور بھینسیں، گائیں اور بکریاں اتنی زیادہ مقدار میں تھیں کہ بتانے میں شرم آئے، ان جانوروں

---

(۱) دیکھیے: زبدۃ الحلب فی تاریخ حلب ص: (97)

(۲) دیکھیے: زبدۃ الحلب فی تاریخ حلب (ص: 170)۔

سے دودھ کی آمدنی صرف افضل کی وفات کے سال تیس ہزار دینار تھی۔ (۱)

(۱۴) علامہ زین الدین ابن شاہین حنفی ظاہری سنہ 890ھ کے حوادث میں لکھتے ہیں:

ذی القعدہ سنہ 890ھ میں گائے، بھینس اور اونٹوں کی بہت بڑی تعداد موت کے گھاٹ اتر گئی، ایسا محسوس ہوا کہ گویا ان میں کوئی وباء داخل ہوگئی ہے، بالخصوص بھینسیں۔ (۲)

(۱۵) علامہ عبدالرحمن جبرتی رحمہ اللہ نے (سنہ ۱۱۸۸ھ) میں ایک نیک خاتون کی سیرت کے ضمن میں لکھا ہے کہ وہ: رمضان کی ہر شب دو پیالہ ثرید فقہاء، ایتام اور فقراء و مساکین کو بھیجا کرتی ہیں اور عید اضحیٰ میں انہیں تین بھینسیں دیتی تھیں۔ (۳)

اور (سنہ ۱۲۲۵ھ) میں لکھا ہے کہ حاکم وقت عید الاضحیٰ کے دن مسجد کے مدرس اور طلبہ کے لیے بھینسیں، دو مینڈھے خریدتا تھا، اور انہیں ذبح کر کے فقراء اور علماء میں تقسیم کرتا تھا۔ (۴)

خلاصہ کلام اینکہ اسلام اور اسلامی ممالک کی تاریخ کے کم و بیش ہر دور میں بھینسوں کا ذکر اور اس کے پالنے پوسنے اور اس سے مختلف انداز سے استفادہ کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ واللہ اعلم

❁ ❁ ❁

(۱) دیکھئے تاریخ الاسلام تحقیق تدمری 35 385-387، بر 92، وفیات الاعیان 2 451۔

(۲) دیکھئے نیل الامل فی ذیل الدول (431/7)۔

(۳) تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والاخبار (1 612)۔

(۴) تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والاخبار (4 265)۔

دسویں فصل:

بھینس کی قربانی سے متعلق علماء کے فتاوے

سابقہ دلائل، استدلالات اور تمام تر تفصیلات کی روشنی میں اہل علم نے بھینس کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے، اور جواز کے فتاوے صادر کئے ہیں، اہل علم کے چند فتاوے ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: علماء عرب کے فتاوے:

(۱) امام احمد و اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا فتویٰ:

امام اسحاق بن منصور الکوسج نے امام احمد سے سوال کیا:

''جوامیس تجزئ عن سبعة؟ قال: لا أعرف خلاف هذا''۔(۱)

سوال: کیا بھینسوں کی قربانی میں سات لوگ شریک ہو سکتے ہیں؟ جواب: (امام احمد نے فرمایا) میں اس کے خلاف نہیں جانتا۔

اسی طرح سوال کرتے ہیں:

''قال سفيان: والجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال أحمد: كما قال، قال إسحاق: كما قال''۔(۲)

---

(۱) مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ (8/4027)، نیز دیکھئے: (8/4045)۔

(۲) مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ (8/4045)، مسلم (2882)، نیز دیکھئے مسلم (2865)

سفیان ثوری کہتے ہیں: ۔ ۔ ۔ بھینسیں سات لوگوں کی طرف سے کافی ہیں؟ (کیا یہ صحیح ہے؟)
امام احمد نے کہا: جو انہوں نے کہا وہی ہے۔ اور امام اسحاق نے کہا: جیسے انہوں نے کہا ویسے ہی ہے۔

(۲) امام ابوزکریا نووی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

امام نووی رحمہ اللہ بھینس کی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"شرط المجزئ في الأضحية أن يكون من الأنعام وهي الإبل والبقر والغنم سواء في ذلك جميع أنواع الإبل من البخاتي والعراب وجميع أنواع البقر من الجواميس والعراب والدربانية "[1]

قربانی ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جانور بہیمۃ الانعام میں سے ہو یعنی: اونٹ، گائے اور بکرا، اور اس میں بخاتی اور عراب وغیرہ اونٹ کی تمام قسمیں برابر ہیں، اور بھینس، دربانیہ اور عراب وغیرہ گائے کی تمام قسمیں برابر ہیں۔ ۔ ۔

(۳) علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

س: سئل فضيلة الشيخ- رحمه الله- يختلف الجاموس عن البقر في كثير من الصفات كاختلاف الماعز عن الضأن، وقد فصل الله في سورة الأنعام بين الضأن والماعز، ولم يفصل بين الجاموس والبقر، فهل يدخل في ضمن الأزواج الثمانية فيجوز الأضحية بها أم لا يجوز؟

---

(۱) المجموع شرح المہذب (8 393)۔

فأجاب بقوله: الجاموس نوع من البقر، والله عز وجل ذكر في القرآن المعروف عند العرب الذين يحرمون ما يريدون، ويحلون ما يريدون، والجاموس ليس معروفاً عند العرب"(1)

سوال: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: بھینس بہت سے اوصاف میں گائے سے مختلف ہے، جیسے بکرا مینڈھے سے مختلف ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں مینڈھے اور بکرے کو تو الگ الگ بیان کیا ہے، لیکن بھینس اور گائے کو الگ نہیں کیا ہے، تو کیا بھینس نر و مادہ آٹھ قسموں کے ضمن میں داخل ہوگی اور اس کی قربانی بھی جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب: آپ نے فرمایا: بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف ان مویشیوں کو بیان کیا ہے جو عربوں کے یہاں معروف تھے، جنہیں وہ اپنی چاہت کے مطابق حرام ٹھہراتے تھے اور اپنی خواہش کے مطابق مباح اور جائز کر لیتے تھے، اور بھینس اہل عرب کے یہاں معروف نہ تھی۔

(۴) شیخ عبدالعزیز محمد السلمان رحمہ اللہ کا فتویٰ:

س: تكلم بوضوح عن أحكام ما يلي: الجواميس في الهدي والأضحية، اذكر ما تستحضره من دليل أو تعليل.

ج: والجواميس في الهدي والأضحية كالبقرة في الإجزاء والسن وتجزئ الواحدة

---

(۱) دیکھئے مجموع فتاوی ورسائل عثیمین (25/34)

عن سبعة؛ لأنها نوع منها، والله أعلم۔[1]

سوال: حسب ذیل احکام کے سلسلے میں وضاحت سے جواب دیں:... ھدی اور قربانی میں بھینس کا کیا حکم ہے؟ جو دلیل یا تعلیل مستحضر ہو وہ بھی ذکر کریں۔

جواب: ہدی اور قربانی میں بھینس کا حکم کفایت کرنے، عمر اور ایک میں سات کے شریک ہونے وغیرہ میں گائے کی طرح ہے؛ کیونکہ وہ گائے ہی کی ایک قسم ہے۔ واللہ اعلم۔

(۵) محدث العصر علامہ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ کا فتویٰ:

"السؤال: ما حكم الأضحية بالجاموس؟

الجواب: الجاموس من البقر"۔[2]

سوال: بھینس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: بھینس بھی گائے ہی میں سے ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

"والأضحي خاصة ببهيمة الأنعام: الإبل والبقر والغنم، والجاموس يعد من فصيلة البقر"۔[3]

---

(۱) الاسئلة والاجوبة الفقهية (3/ 8-9)۔

(۲) شرح سنن النسائی، کیسٹ نمبر (172)۔
http //tawheedekhaalis.com/%D8%A8%DA%BE%DB%8C%D9%86%D8%B3-%DA%A9%DB%8C-%D9%82%D8%B1%D8%A8%D8%A7%D9%86%DB%8C-%DA%A9%D8%A7-%D8%B4%D8%B1%D8%B9%DB%8C-%D8%AD%DA%A9%D9%85-%D9%85%D8%AE%D8%AA%D9%84%D9%81-%D8%B9%D9%84%D9%85%D8%A7/

(۳) شرح سنن ابی داود للعباد (درس نمبر: 329)، شرح حدیث نمبر: 2793، باب ما یستحب من الضحایا۔

قربانی بہیمۃ الانعام: یعنی اونٹ، گائے اور بکری کے ساتھ خاص ہے اور بھینس گائے کی قسم شمار ہوتی ہے۔

(۶) فضیلۃ الشیخ مصطفی العدوی کا فتوی:

س: من أي شيء تكون الأضحية؟

ج: الشيخ مصطفى العدوي: تكون الأضحية من الأنعام الثمانية، والأنعام الثمانية هي التي ذكرت في قول الله تعالى: ﴿وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ﴾ [الزمر: 6] وفي آية أخرى يقول سبحانه جل في علاه: ﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ... وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ﴾ [الأنعام: 143- 144]. فالأضحية لا تكون إلا في الأنعام الثمانية وهذا رأي جمهور العلماء: الجمل، الناقة، الثور، البقرة، الجدي، العنزة، الكبش والنعجة، والجاموس يلحق بالبقر، فهو جاموس، لا بقر أسود، فهذه الأصناف التي يجوز منها الأضحية[1]

سوال: قربانی کس چیز کی ہوگی؟

جواب: شیخ مصطفی عدوی

قربانی آٹھ ازواج کی ہوگی، اور ان کا تذکرہ فرمان باری: (اور تمہارے لیے چوپایوں میں سے (آٹھ نر و مادہ) اتارے) اور (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم) اور (اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم) میں کر دیا گیا ہے، لہذا قربانی صرف آٹھ

---

(۱) دیکھئے:

http://www.alukah.net/culture/0/61276/#ixzz4FgUvmgal

جوڑوں کی ہوسکتی ہے۔اور یہی جمہور کی رائے ہے اور وہ ہیں: اونٹ اونٹنی بیل گائے، بکرا، بکری، مینڈھا مینڈھی۔ اور بھینس گائے سے ملحق ہے، کیونکہ بھینس کالی گائے ہی ہے، لہذا ان قسموں سے قربانی جائز ہے۔

(۷) مدرس مسجد نبوی علامہ محمد مختار الشنقیطی کا فتویٰ:

قال والإبل بنوعيها: العراب، والبختية، والبقر بنوعيه: البقر، والجواميس، والغنم بنوعيه: الضأن، والمعز، فجعل الله في الإبل زوجين ونوعين، والبقر يفضل على الجاموس؛ لأن النبي ضحى عن نسائه بالبقر، وعلى هذا فإن البقر أفضل من التضحية بالجاموس، والجاموس يدخل في هذا بنوعيه"(۱)۔

علامہ محمد مختار الشنقیطی قربانی کے احکام بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

اونٹ کی دونوں قسمیں جائز ہیں: عراب اور بختی اور گائے کی دونوں قسمیں جائز ہیں، گائیں اور بھینسیں، اور بکرے کی دونوں قسمیں جائز ہیں، مینڈھا اور بکری، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اونٹ میں دو جوڑے اور دو قسمیں بنائی ہیں۔ ... اور گائے بھینس سے افضل ہے؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی تھی۔ لہذا بھینس سے گائے کی قربانی افضل ہے؛ اور بھینس اپنی دونوں قسموں (نر و مادہ) سے اس میں داخل ہے۔

---

(۱) دیکھیے

http://vb.tafsir.net/tafsir7074/#.V5myfqJuDFY

(۸) شیخ حامد بن عبداللہ العلی کا فتویٰ(۱):

السؤال: فضيلة الشيخ يشرح لنا أحكام الأضحية؟

جواب الشيخ:

الحمد لله والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وبعد

. الأضحية سنة مؤكدة . وأفضلها الإبل وتجزئ عن سبعة ، ولا يقل عمرها عن خمس سنين . . ثم البقر أو الجاموس وتجزئ عن سبعة ولا يقل عمرها عن سنتين . ثم الغنم ولا تجزئ إلا عن واحد" (۲)

سوال: فضیلۃ الشیخ ہمارے لیے قربانی کے احکام کی وضاحت فرمادیں؟

جواب: الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبعد:

قربانی سنت موکدہ ہے۔ ... سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے ایک اونٹ سات لوگوں کی طرف سے کافی ہوتا ہے. اس کی عمر پانچ سال سے کم نہیں ہونی چاہیے. پھر ترتیب کے اعتبار سے گائے یا بھینس ہے. یہ بھی سات لوگوں کی طرف سے کافی ہے. اس کی عمر دو سال سے کم نہیں ہونا چاہیے. اور پھر بکری ہے. جو صرف ایک کی طرف سے کافی ہوتی ہے۔

---

(۱) یہ فضیلۃ الشیخ حامد بن عبداللہ العلی ہیں کلیۃ التربیۃ الاساسیۃ کویت میں اسلامی ثقافت کے استاد اور مسجد ضاحیہ صباحیہ کے خطیب ہیں۔

(۲) دیکھئے

http://www.h-alali.cc/f_open.php?id=81bbc2d4-f0a9-11df-8700-df635067132c

(۹) فضیلۃ الشیخ الدکتور احمد الحجی الکردی[1] کا فتویٰ:

شيخنا الفاضل د. أحمد الكردي

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته،،،

هل تجوز الأضحية بولد الجاموس الذي تجاوز عمره سنة ووزنه مائتين كيلو جرام على أن يكون عدد من يشترك في الأضحية اثنان فقط؟

إجابة مفتي: د. أحمد الحجي الكردي:

بسم الله الرحمن الرحيم، الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، والتابعين، ومن تبع هداهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

فالجاموس في الأحكام الشرعية كالبقر، ويشترط للتضحية بالبقر أن يكون قد أتم السنتين. وأسأل الله لكم التوفيق والله تعالى أعلم.[2]

فضیلۃ الشیخ الدکتور احمد الحجی الکردی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔

کیا بھینس کے بچے (کٹے) کی قربانی جائز ہے جس کی عمر ایک سال اور وزن دوسو کلو گرام سے زیادہ ہے اس طور پر کہ قربانی میں صرف دو لوگ شریک ہوں گے؟

---

(۱) آپ اس ملک کویت کے ماہر اور کویت کے فتوی بورڈ کے ممبر ہیں۔

(۲) دیکھیے،

http://www.islamic-fatwa.com/fatwa/59899

جواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔۔۔۔ وبعد:

بھینس شرعی احکام میں گائے کی طرح ہے، اور گائے کی قربانی کے لئے شرط ہے کہ اس کے دو سال مکمل ہو چکے ہوں ۔ اور میں آپ کے لئے توفیق کا خواستگار ہوں ۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) فقہ انسائیکلوپیڈیا کویت کا فتویٰ:

قربانی کے جانور کے بارے میں فقہ انسائیکلوپیڈیا کویت میں ہے:

"الشرط الأول وهو متفق عليه بين المذاهب أن تكون من الأنعام، وهي الإبل عرابا كانت أو بخاتي، والبقرة الأهلية ومنها الجواميس"۔[۱]

پہلی شرط: اور یہ تمام مذاہب میں متفق علیہ ہے: کہ قربانی کا جانور انعام میں سے ہونا چاہیے یعنی اونٹ خواہ عربی ہو یا بخاتی، اور گھریلو گائیں اور اسی میں بھینس بھی ہے۔

(۱۱) شیخ محمد بن صالح المنجد کا فتویٰ:

160316: سؤال: حكم الأضحية المقطوعة الذيل أو الألية، وما حكم إذا لم يجد أضحية سليمة ؟

الجواب: قال الشيخ ابن عثيمين: فالضأن إذا قطعت أليته لا تجزئ،

(۱) دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 5/81

ومجرد قطع ذنبه يجزئ" انتهى، "الشرح الممتع" (435/7).

وقد سبق نقل فتوى اللجنة الدائمة في عدم جواز التضحية بمقطوع الألية، في جواب السؤال (37039).

ثانياً: يجب عليك الاجتهاد في البحث عن أضحية غير مقطوعة الألية، ولا يجزئك التضحية بشاة مقطوعة الألية ما دام بالإمكان الحصول على شاة سليمة من كل العيوب.

فإن لم تتمكن من الحصول على شاة سليمة، فالمشروع هنا أن تضحي بنوع آخر من بهيمة الأنعام التي تجزئ في الأضاحي، فتتركوا هذه الشياه المعيبة، وتضحون بالماعز، إن وجدتموه سليما من العيوب، أو تضحون بالبقر ومثله الجاموس، أو الإبل، فيشترك كل سبعة منكم في بقرة، أو ناقة. والله أعلم (1)

سوال: دم یا چمکا کٹے ہوئے جانور کی قربانی کا حکم، اور اگر صحیح سلامت قربانی میسر نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ... شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جس دنبے کی چکی کاٹ دی جائے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی، لیکن جس بھیڑ بکری کی دم کاٹ دی جائے تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔" الشرح الممتع "(7 435)۔

اور سوال نمبر: (37039) میں دائمی فتوی کمیٹی کا فتوی گزر چکا ہے جس میں چمکا کٹے

---

(1) دیکھیے، موقع اسلام سوال وجواب از شیخ محمد صالح المنجد

https://islamqa.info/ar/160316

ہوئے جانور کی قربانی درست نہ ہونے کا ذکر ہے۔

دوم: آپ کیلئے ایسی قربانی تلاش کرنا واجب ہے جس کی پچلی کٹی ہوئی نہ ہو، چنانچہ جب تک ایسے جانور کا حصول ممکن ہے جو ہر قسم کے عیوب سے پاک ہو اس وقت تک عیب والا جانور قربان کرنا قربانی کیلئے کافی نہیں ہوگا۔

اور اگر آپ کو کوئی صحیح سالم بکری بھی میسر نہ آئے تو آپ قربانی کے لائق دیگر قسم کے جانوروں کی قربانی کریں، اس لئے عیب زدہ بھیڑ کو چھوڑ کر صحیح سالم بکریوں کی قربانی کریں، یا گائے کی قربانی کریں، اور اسی کے حکم میں بھینس بھی ہے، یا اونٹ کی قربانی کریں، چنانچہ ایک گائے یا اونٹ میں قربانی کیلئے سات افراد جمع ہو سکتے ہیں۔۔۔ واللہ اعلم۔

ثانیاً: علماء اہل حدیث برصغیر کے فتاوے:

(۱) رئیس المناظرین علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: بھینس کی حلت کی قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے؟ اور اس کی قربانی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قربانی جائز ہو تو استدلال کیا ہے۔ حضور سرورکائنات ﷺ نے خود اجازت فرمائی یا عمل صحابہ ہے؟ (محمود گلی خریدار اہل حدیث)

جواب: جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں:

﴿قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا﴾ [الانعام:145]۔

(آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں

پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہو خون ہو۔۔۔)

ان چیزوں کے سوا جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے۔ بھینس ان میں نہیں اس کے علاوہ عرب کے لوگ "بھینس" کو "بقرۃ" (گائے) میں شامل سمجھتے ہیں۔ ۱۱ مئی ۳۴ء

تشریح: حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا پس اس کی قربانی نہ سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے نہ تعامل صحابہ سے۔ ہاں اگر اس کو جنس "بقر" سے مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے (کمافی الھدایۃ) یا عموم بہیمۃ الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کے لئے یہ علت کافی ہے۔ (ملخص) واللہ اعلم۔ (از مولانا ابوالعلاء نظر احمد صاحب سہسوانی (اخبار اہل حدیث ج ۱۱ دہلی یکم اکتوبر ۱۵ ستمبر ۱۹۵۲ء)۔[1]

(۲) شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کا فتویٰ:

سوال: احکام قربانی کے کیا کیا ہیں تفصیلاً بیان فرماویں؟

جواب: (اس سوال کے تفصیلی جواب کے ضمن میں قربانی کے جانور کی عمر پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:)

"۔۔۔اور سن بکری کا ایک سال، یعنی ایک سال پورا اور دوسرا شروع، اور گائے اور بھینس کا دو سال یعنی دو سال پورے اور تیسرا شروع، اور اونٹ کا پانچ سال اور چھٹا شروع ہونا چاہیے، اور بھیڑ ایک سال سے کم کی بھی جائز ہے، بشرطیکہ اس کے کہ خوب موٹی اور تازی ہو، کہ سال بھر کی معلوم ہوتی ہو۔۔۔۔۔۔اور پھر آگے "مسنۃ" کی تشریح کرتے ہوئے مزید فرماتے

(۱) دیکھیے فتاویٰ ثنائیہ 1 809-810

ہیں: ۔۔۔۔۔۔اور "مسنۃ" ہر جانور میں سے "ثنی" کو کہتے ہیں، اور ثنی کہتے ہیں بکری میں سے جو ایک سال کا ہو، اور دوسرا شروع، اور گائے بھینس میں سے جو دو سال کی ہو، تیسرا شروع، اور اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو، اور چھٹا شروع ہو۔۔۔(۱)

(۳) شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

الف: شیخ الحدیث عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ احتیاطاً اونٹ، گائے اور بکری کی قربانی پر اکتفا کرنے کی ترغیب کے ساتھ بھینس کی قربانی کے جواز اور کرنے والوں پر عدم ملامت کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والأحوط عندي أن يقتصر الرجل في الأضحية على ما ثبت بالسنة الصحيحة عملاً وقولاً وتقريراً، ولا يلتفت إلى ما لم ينقل عن النبي ﷺ ولا الصحابة والتابعين رضي الله عنهم، ومن اطمأن قلبه بما ذكره القائلون باستنان التضحية بالجاموس ذهب مذهبهم ولا لوم عليه في ذلك، هذا ما عندي والله أعلم".(۲)

میرے نزدیک زیادہ قابل احتیاط بات یہ ہے کہ آدمی قربانی میں انہی جانوروں پر اکتفا کرے جو قولی، عملی اور تقریری طور پر صحیح سنت سے ثابت ہیں، ان چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہو جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے، البتہ جس کا دل بھینس کی قربانی کے جواز کے قائلین کے ذکر کردہ دلائل سے مطمئن ہو، وہ ان کا موقف اپنا لے، اور اس بارے

(۱) دیکھیے: بالتفصیل فتاویٰ نذیریہ، شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی 3/ 255-258، ناشر: اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور، طبع دوم 1971ء۔

(۲) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح 5/ 82۔

میں اس پر کوئی مذمت نہیں۔ یہی میری رائے ہے، واللہ اعلم۔

ب: شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا بصراحت جواز کا فتویٰ:

سوال: عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ایک گاؤمیش (یعنی بھینس) جس کے دونوں سینگ کا اوپر کا حصہ یعنی: جو اوپر کا حصہ باریک ہوتا ہے کاٹا ہوا تھا۔ یعنی: موٹا حصہ باقی رہ گیا جو دور سے دیکھنے والے کو یہ نظر آتا تھا کہ اس بھینس کے دونوں سینگ کٹے ہوئے ہیں کاٹی ہوئی جگہ کی چوٹیوں پر دو تین انگل اگر رکھے جاویں تو چوٹیوں کی اتنی فراخی یعنی عرض ہے۔ عید قربان کے روز خطیب نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جس جانور کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی سے منع فرمایا ہے اس لئے یہ گاؤمیش قربانی کے لائق نہیں ہے۔ جنھوں نے گاؤمیش خریدی تھی انہوں نے کہا کہ یہ کٹے ہوئے ہیں ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں۔ گاؤمیش کا اصل مالک جس سے گاؤمیش خریدی تھی ان خریداروں کو کہنے لگا کہ یہ گاؤمیش تم مجھے واپس دے دو اور رقم لے لو اور کوئی قربانی کا جانور خرید لو۔

(۱) اس پر ایک مولوی صاحب نے جو کہ سند یافتہ ہیں فرمایا کہ یہ صورت کے سے سینگ کاٹے گئے ہیں یہ قربانی کے لئے جائز ہے۔

(۲) جو ریوڑ والے اپنی پہچان کے لئے تھوڑا سا کان نشانی کرنے کے لئے کہ اس جانور کی پہچان ہو سکے کہ یہ میرے ریوڑ کا ہے کاٹ دیتے ہیں وہ بھی جائز ہے، بنا بریں گاؤمیش کو انہوں نے قربانی کر ڈالی ہے۔ ملتمس ہوں کہ گاؤمیش قربانی کے لئے جائز تھی یا نہیں؟ جن لوگوں نے قربانی کر ڈالی ہے ان کو کوئی سزا ہے یا نہیں؟

(۳) اگر نشانی کے لئے تھوڑا سا کان چیر اجائے یا کاٹا جائے تو وہ جانور قربانی کے لئے

جائز ہے یا نہیں؟

جواب: امام ابوحنیفہ امام احمد امام شافعی امام مالک کے نزدیک اس گاؤمیش کی قربانی جائز تھی، اس لئے اس کی قربانی درست ہوگی کیونکہ اس کی سینگ آدھی سے زیادہ موجود تھی، ان لوگوں کے نزدیک آدھی سے زیادہ کٹی یا ٹوٹی ہو (تو قربانی نہیں ہوگی) اور صورت مسئولہ میں آدھی سے کم کٹی تھی اور آدھی سے زیادہ موجود تھی۔ نیز امام مالک کے نزدیک اس وقت ناجائز ہے جب ٹوٹے سینگ سے خون جاری ہو، ورنہ سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی ان کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔

... پس صورت مسئولہ میں اگر اس بھینس کی اندرونی سینگ بالکل صحیح سالم پوری کی پوری موجود تھی اور صرف خول کا کچھ حصہ کاٹ دیا گیا تھا تو قربانی جائز ہوگی۔

كتبہ عبید اللہ المبارکفوری الرحمانی المدرس

بمدرسۃ دار الحدیث الرحمانیۃ بدہلی۔ (۱)

(۴) محقق العصر مولانا عبدالقادر حصاری ساہیوال کا فتویٰ:

الف:

سوال: بھینس یا بھینسا جو مشہور جانور ہے کیا اس کی قربانی شریعت سے ثابت ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیے۔ آپ کی تحقیق مسائل سے میری تسلی ہوجاتی ہے۔

(۱) دیکھئے فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری جلد اول (علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری سے پوچھے گئے فتاویٰ اور تحریروں کا مجموعہ) جمع وترتیب: فواز عبد العزیز بن عبید اللہ مبارکپوری ج 2 ص 400-402، دار الابلاغ لاہور۔

(سائل: محمد حسین بن اسماعیل رئیس صدر شعبہ اسلامیات لارنس کالج مری پنجاب)

جواب: الحمد للہ رب العالمین، أما بعد: فأقول وباللہ التوفیق: واضح ہو کہ بھینس بھینسا جو مشہور حیوان ہے اور پنجاب وغیرہ ملک عجم میں عام پایا جاتا ہے۔ عہد نبوی وصحابہ میں ملک عرب خصوصاً حجاز میں پایا نہیں گیا۔ کتاب وسنت میں خصوصی طور پر اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ یہ ملک عجم کی پیداوار ہے اس لیے اس کا نام معرب جاموس ہے حیوۃ الحیوان ج ا ص ۲۳۲ میں ہے علامہ دمیری فرماتے ہیں: ''الْجَامُوْسُ وَاحِدُ الْجَوَامِيْسِ، فَارِسِيٌّ مُعَرَّبٌ''۔ یعنی جاموس جوامیس صیغہ جمع کا واحد ہے یہ لفظ فارسی سے معرب ہے جیسے بھیڑ، دنبہ، بکری کی جنس سے ہیں اس طرح جاموس بقر یعنی بھینس گائے کی جنس سے ہے چنانچہ حیوۃ الحیوان کے صفحہ محولہ میں لکھا "حکمه وخواصه كالبقر" یعنی بھینس کا حکم مثل گائے کے ہے یعنی اس کی جنس سے ہے۔ ھدایہ فقہ کی مشہور درسی کتاب کی جلد ۲ ص ۴۲۹ میں لکھا ہے: ''وَيَدْخُلُ فِي الْبَقَرِ الْجَامُوْسُ لِأَنَّهُ مِنْ جِنْسِهٖ'' یعنی قربانی کے بارہ میں بھینس گائے کا حکم رکھتی ہے" کیونکہ یہ اس کی جنس سے ہے۔ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے کتاب الزکوۃ میں زکوۃ کے احکام بیان فرماتے ہوئے کہا: کہ ایک اثر باسناد یوں درج کیا ہے۔

"ابوبكر قال حدثنا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ، عَنْ أَشْعَث ، عَنِ الْحَسَنِ ، أَنَّهُ كَانَ يقول الجواميس بمنزلة البقر" یعنی امام حسن بصری ؒ سے روایت ہے کہ بھینس گائے کے درجہ میں ہے یعنی جیسے تیس گایوں پر زکوۃ ہے ویسے ہی تیس بھینسوں پر ہے امام حسن بصری نے بہت سے صحابہ کرامؓ سے علم قرآن وحدیث کا حاصل کیا ہے انہوں نے بھینس کو گائے کی جنس سے ٹھہرا کر اس پر وہی حکم لگایا ہے، امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب موطا

(مع شرح مسوّٰی) کے (ص ۲۱۳) میں حیوانوں کی زکوٰۃ کا حکم بیان فرماتے ہوئے یک مقام پہ یہ لکھا ہے: قال مالک فی العراب والبخت والبقر والجوامیس نحو الخ۔ "یعنی امام مالکؒ نے فرمایا کہ جیسے گوسفند اور بکری سے زکوٰۃ لینے کی تفصیل بیان ہوئی ہے ایسے ہی عربی اونٹ اور بختی اونٹوں اور گائیوں اور بھینسوں سے زکوٰۃ لینی چاہئے" امام مالک تبع تابعینؒ سے ہیں جو جاموس کو گائے ساتھ شمار کرتے ہیں۔ پس تابعین اور تبع تابعین کے عہد میں جاموس گائے کی جنس میں شمار رہا۔ کنوز الحقائق میں ایک روایت یوں درج ہے۔"الجاموس تجزي عن سبعة في الأُضحية" "یعنی بھینس قربانی میں سات کی طرف سے شمار ہے۔ اس حدیث کی اسناد کا کچھ علم نہیں۔ (کنوز الحقائق میں فردوس دیلمی کا حوالہ ہے اور معلوم ہے کہ فردوس کی روایات عموماً کمزور ہوتی ہیں۔ کنز العمال کے مقدمہ میں بحوالہ حافظ سیوطیؒ جن چار کتابوں کی روایتوں کو علی العموم کمزور کہا ہے ان میں اس کا بھی شمار ہے۔ والديلمي في مسند الفردوس، فهو ضعيف فيستغني بالعزو إليها أو إلى بعضها عن بيان ضعفه (جلد اول، ص ۳)۔ لیکن جاموس کو گائے کے ساتھ شمار کرنے میں اکابر محدثین کا مسلک ہے۔ چنانچہ مرعاۃ المفاتیح جلد ۲، ۳۰۳ میں ہے:

"لما رأى الفقهاء مالكاً والحسن وعمر بن عبد العزيز وأبايوسف وابن مهدي ونحوهم أنهم حملوا الجاموس في الزكاة كالبقر فهم من ذلك أن الجاموس ضرب من البقر، فعبر عن ذلك بأنه نوع منه"۔

یعنی فقہاء، محدثین امام مالک امام حسن بصری، امام عمر بن عبد العزیزؒ قاضی ابو یوسف، امام ابن مہدی وغیرہ جاموس کو گائے کی ایک قسم شمار کرتے ہیں۔ اس لئے زکوٰۃ بھینس کی

گائے کے حساب سے بیان کرتے ہیں۔ نیز یہ لکھا ہے: "وعلم أنه لا تجزئ في الأضحية غير بهيمة الأنعام لقوله تعالى {ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الأنعام}، وهي الإبل والبقر والغنم، والغنم صنفان المعز والضأن"۔ یعنی یہ بات جان لینی چاہیے کہ بہیمۃ الانعام کے بغیر کوئی جانور قربانی میں کفایت نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن میں یہ ہے کہ: "اللہ تعالیٰ کا نام قربانی کے مویشیوں پر یاد کریں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیے ہیں اور وہ اونٹ، گائے اور غنم ہیں۔ غنم کی دو قسمیں ہیں: ایک بکری دوسری بھیڑ۔ ان جانوروں کے بغیر کسی جانور کی قربانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے منقول نہیں ہے۔ پھر لکھتے ہیں: "فمذهب الحنفية وغيرهم جواز التضحية به" یعنی "مذہب حنفی وغیرہ میں بھینس کی قربانی جائز لکھتے ہیں"۔ پھر یہ لکھا ہے: "قالوا لأن الجاموس نوع من البقر، ويؤيد ذلك أن الجاموس في الزكاة كالبقرة، فيكون في الأضحية أيضاً مثلها" یعنی "فقہاء حنفیہ وغیرہ یہ لکھتے ہیں کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے اور ان کی تائید یہ بات کرتی ہے کہ بھینس زکوٰۃ کے بارہ میں مثل گائے کے ہے تو قربانی میں بھی اس کی مثل ہے"۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ بھینس حلال ہے، اس کی دلیل سورہ مائدہ کی آیت ہے: (أحلت لكم بهيمة الأنعام) (تمہارے لئے چار پائے مویشی حلال کئے گئے ہیں) تفسیر خازن وغیرہ میں سب چار پائے حیوانوں کو جو مویشی ہیں، گھوڑے کی طرح سم دار نہیں اور نہ شکار کرنے والے درندے ہیں۔ سب کو بہیمۃ الانعام میں شمار کیا ہے، حتیٰ کہ ہرن اور نیل گائے جنگلی گدھا گور خر وغیرہ کو بھی بہیمۃ الانعام میں شمار کیا ہے، تو بھینس بھی بہیمۃ الانعام میں داخل ہے اس لئے یہ حلال ہے، اور بہیمۃ الانعام کی قربانی نص قرآن سے

ثابت ہے چنانچہ سورۂ حج میں یہ آیت ہے: (ولکلّ امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الأنعام) یعنی "ہم نے ہر امت کے لیے طریقہ قربانی کرنے کا مقرر کیا ہے تاکہ اللہ کا نام ذبح کے وقت ان مویشیوں پر ذکر کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیے ہیں اور انہوں نے پال رکھے ہیں۔ موضح القرآن میں بھیمۃ الانعام پر لکھا ہے: "انعام وہ جانور ہیں جن کو لوگ پالتے ہیں کھانے کو، جیسے گائے، بکری، بھیڑ، جنگل کے ہرن اور نیل گائے وغیرہ اس میں داخل ہیں کہ جنس ایک ہے"۔

بنابریں بھینس بھی بھیمۃ الانعام میں داخل ہے چنانچہ فتاویٰ ثنائیہ جلد ا ص ۵۲۰ میں سوال وجواب یوں درج ہیں:

سوال: بھینس کی حلت کی قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے اور اس کی قربانی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قربانی جائز ہو تو استدلال کیا ہے، حضور سرورِ کائنات ﷺ نے خود اجازت فرمائی ہے یا عمل صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

جواب: جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں: قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا [الانعام:145]۔ ان چیزوں کے سوا جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے بھینس ان میں نہیں (وہ حلال ہے) اس کے علاوہ عرب کے لوگ بھینس کو بقرہ (گائے) میں داخل سمجھتے ہیں (تشریح) "حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا پس اس کی قربانی نہ سنت رسول کریم ﷺ سے ثابت ہوتی ہے نہ تعامل صحابہ سے۔ ہاں اگر اس کو جنس بقر سے مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے (کمافی الہدایہ)۔ یا عموم بھیمۃ الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز

قربانی کیلئے یہ علت کافی ہے۔

میں (عبد القادر حصاری) کہتا ہوں کہ بھینس کو بہیمۃ الانعام میں شمار کرنا قیاس نہیں ہے بلکہ قرآنی نص بہیمۃ الانعام کا لفظ عام ہے۔ جس کیلئے کئی افراد ہیں۔ گائے۔ بکری وغیرہ۔ تو بھینس بھی بہیمۃ الانعام کا ایک فرد ہے۔ بہیمۃ الانعام کی قربانی منصوص ہے تو بھینس کی قربانی بھی نص قرآنی سے ثابت ہوگئی۔ باقی رہی یہ بات کہ سنت رسول سنت صحابہ نہیں ہے تو جواز کو مانع نہیں ہے۔ دیکھئے: ریل۔ جہاز۔ سائیکل۔ موٹر کار وغیرہ کا وجود عہد نبوی میں نہ تھا۔ ان کی سواری نہ سنت رسول ﷺ ہے نہ سنت صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہے! تاہم یہ سب چیزیں عموم (۱) کے تحت آجاتی ہیں۔ اور علماء اسلام ریل۔ موٹر سائیکل وغیرہ پر سوار ہوں گے یا اونٹ گھوڑے گدھے وغیرہ پر سوار ہوں گے۔ نیز نماز کی اذان عہد نبوی میں بلند مکان پر پڑھی جاتی تھی اور عہد سلف میں بلند مینار پڑھی جاتی تھی اور اس وقت لاؤڈ اسپیکر نہ تھا لیکن اب مسجدوں کے اندر لاؤڈ اسپیکر نصب ہیں اور اذان مسجد کے اندر کہی جاتی ہے۔ پہلا مسنون طریقہ ہے اور دوسرے مروجہ کو جائز کہا جائے گا۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ بکری گائے کی قربانی مسنون ہے تاہم بھینس بھینسا کی قربانی بھی جائز اور مشروع ہے۔ اور ناجائز لکھنے والے کا مسلک درست نہیں فقط۔

عبد القادر عارف الحصاری (۲)

---

(۱) عموم سے مراد یہ آیت ہے: (وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ) اس عہد کی تمام سواریوں کا ذکر کے وہ ایسی پیدا کرے گا وہ سواریاں جو تم نہیں جانتے (ڈاکٹر علی محمد سعیدی)

(۲) دیکھیے: اخبار الاعتصام لاہور جلد ۲۶ شمارہ ۱۵ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۷۴ء نیز دیکھیے فتاوی حصاریہ و مقالات علمیہ تصنیف محقق العصر حضرت مولانا عبد القادر حصاری جلد 5 ص 446-442 ناشر مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور۔ وفتاوی علماء حدیث ترتیب ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال 13 ص 71-74 ناشر مکتبہ سعیدیہ خانیوال

نوٹ: واضح رہے کہ علامہ حصاری رحمہ اللہ پہلے بھینس کی قربانی کے عدم جواز کے قائل تھے، اور اس سلسلہ میں انہوں نے عدم جواز کا فتویٰ بھی دیا تھا۔[1]

الحمد للہ پھر اس کی قربانی کے جواز کے قائل ہوئے دلائل کے واضح ہونے پر حق کی طرف رجوع کیا اور اس کے جواز کا فتویٰ دیا اور

"بھینسے (کٹے) کی قربانی پر دو متعارض فتوے اور ان کا تحقیقی حل"

کے عنوان سے عدم جواز اور جواز کے دو متعارض فتووں میں تصفیہ کے سلسلہ میں دلائل کی روشنی میں حق واضح ہونے پر متعدد اہل علم کے رجوع الی الحق کی مثالیں پیش کر کے، اپنے رجوع کا اعلان کیا، اور واضح کیا کہ پہلا فتویٰ (عدم جواز) مرفوع ومنسوخ ہے اور دوسرا فتویٰ (جواز) قابل اخذ وعمل ہے، چنانچہ اس کے بعد فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ اس تعارض کے دو جواب ہیں- ایک اصولی، دوسرا تحقیقی۔ اصولی جواب یہ ہے کہ بخاری شریف (جلد ا/ص ۹۹) میں ہے کہ امام حمیدی استاد امام بخاری اور تلمید امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعا نے فرمایا ہے کہ دو احادیث میں تعارض واقع ہو تو قاعدہ یہ ہے: إنما يوخذ بالآخر "کہ دوسرے حکم کو لیا جائے گا"۔ اور پہلا مرفوع الحکم ہوگا۔ پس اس قاعدہ کی رو سے کمترین حصاری کا دوسرا فتویٰ مندرجہ اخبار الاعتصام قابل اخذ ہے۔ پہلا فتویٰ عدم جواز مرفوع ہے۔ ہاں سنت تو ان جانوروں کی ہے، دنبہ، بکری، گائے، اونٹ۔ لیکن بھینس وغیرہ جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ جیسے اونٹ، گھوڑا، گدھا، خچر کی سواری سنت ہے اور سائیکل، موٹر

(1) دیکھئے تنظیم اہل حدیث، جلد 16 شمارہ 42، 17 اپریل 1964ء، نیز دیکھئے: فتاویٰ حصاریہ ومقالات علمیہ (5/436-441)۔

سواری، ریل، ہوائی جہاز وغیرہ کی سواری جائز ہے۔ اسی طرح کسی بلند مکان اور منار وغیرہ پر اذان کہنی سنت اور مسجدوں کے اندر لاؤڈ سپیکر پہ اذان کہنا مباح ہے۔ اسی طرح ہاتھ کی انگلیوں سے کھانا کھانا اور ان کو چاٹنا سنت ہے اور چمچوں سے کھانا مباح ہے۔ اسی طرح سنت اور جواز کا مقابلہ بہت سے کاموں اور چیزوں میں ہے۔

دوسرا تفصیلی جواب یہ ہے کہ بھینس کی قربانی سنت تو نہیں ہے کیونکہ خاص صریح ذکر اس کا کسی نص شرعی میں نہیں پایا گیا۔ البتہ جائز اور درست ہے۔ عموم ادلہ سے علماء نے استخراج اس کا کیا ہے۔ (آگے علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا فتویٰ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں)

میں کہتا ہوں کہ اشیاء کی پہچان میں محاورہ اہل عرب کا معتبر ہے کہ شریعت الٰہی ان کی زبان پر نازل ہوئی ہے۔ علماء اہل پنجاب وعجم کا نہیں کہ یہ اہل زبان نہیں ہیں۔

حیاۃ الحیوان علامہ دمیری کی مشہور کتاب ہے جو حیوانات کے بیان اور پہچان میں نہایت معتبر اور قابل اعتماد ہے۔ اس کی جلد اص ۱۳۲ میں یہ لکھا ہے کہ حرف جیم میں جاموس کا بیان ہے۔ "حکمه وخواصه كالبقر" یعنی اس کے خواص اور اس کا حکم شرعی مثل گائے کے ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اہل عرب بھینس کو گائے کی جنس سے شمار کرتے ہیں۔ اس لیے اگر تیس بھینس ہوں گی تو مثل گائے کے ان پر زکوۃ فرض ہے۔

اور حیاۃ الحیوان کے ص ۱۹۰ میں یہ لکھا ہے قال الرافعي: قياس تكميل النصاب بالجاموس في البقر في الزكوة دخولها منها۔ "یعنی امام رافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زکوۃ میں گائے کے نصاب کو پورا کرنے کے لیے بھینسوں کو گائے کے ساتھ شامل کیا جائے گا۔ قیاس یہی چاہتا ہے کیونکہ بھینس گائے کی جنس میں داخل ہے یعنی اگر بیس گائے کسی

کے پاس ہوں اور دس بھینسیں ہوں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

موطا امام مالک مع شرح زرقانی (۲/۱۱۶) میں لکھا ہے: **وقال مالک وکذلک البقر والجوامیس یجمع فی الصدقۃ وقال: إنما ھی بقر**۔ یعنی "امام الائمہ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس طرح بکریوں کا نصاب بھیڑوں کو ملا کر پورا کیا جاتا ہے، اسی طرح گایوں کے ساتھ بھینسوں کو شامل کر کے گایوں کا نصاب پورا کیا جائے گا کیونکہ یہ سب گائیں ہیں۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: **جوامیس جمع جاموس نوع من البقر**۔ یعنی: "لفظ جوامیس جو امام مالک کے قول میں مذکور ہے، جاموس کی جمع ہے اور جاموس یعنی بھینس یہ گائے کی قسم سے ہے"۔

میں کہتا ہوں: کہ جیسے دنبہ اور بھیڑ بکری کی قسم سے ہیں، اسی طرح بھینس گائے کی قسم سے ہے۔ جیسے زکوٰۃ اور قربانی میں بکری اور بھیڑ کا حکم یکساں ہے، اسی طرح بھینس اور گائے کا حکم یکساں ہے۔ حالانکہ بظاہر دنبہ، بھیڑ کو دیکھا جائے تو ان کی صورت، سیرت اور خواص بکری سے الگ الگ ہیں۔ تاہم شارع نے دنبہ، بھیڑ کو بکری کے حکم میں یکساں قرار دیا ہے، جس سے انکار کرنا مکابرہ ہے۔

فتاوی ستاریہ جو مرکزی علماء غرباء اہلحدیث کا مشہور فتاوی ہے اس کی جلد-۳/ص-۲/ میں ایک سوال وجواب میں لکھا ہے کہ کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟

(جواب) جائز ہے کیونکہ بھینس اور گائے کا ایک حکم ہے۔

الفتح الربانی شرح مسند احمد جلد-۱۳/ص-۷۶/ میں لکھا ہے: "**نقل جماعۃ من العلماء الإجماع علی التضحیۃ لا تصح إلا ببھیمۃ الأنعام الإبل بجمیع**

أنواعها، والبقر ومثله الجاموس" اس بات پر ایک جماعت علماء نے اجماع نقل کیا ہے کہ چار پایوں کے بغیر کسی جانور کی قربانی صحیح نہیں ہے، جیسے اونٹ اور اس کی سب قسمیں اور گائے اور مثل اس کی بھینس ہے"۔

نیز فتح الربانی جلد-۸ ص-۲۳ میں زکوۃ سائمہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ جانوروں کی عمریں قربانی کے بارے میں لکھی ہیں: وفي البقر والجاموس ماله سنتان۔ یعنی "گائے اور بھینس میں ثنی وہ ہے جو دو سال کا ہو"۔

نیز امام مالک کا قول یہ نقل کیا ہے: الثني من البقر والجاموس ما دخل السنة الرابعة۔ یعنی "ثنی گائے اور بھینس کا وہ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو"۔ اس تصریح سے یہ ظاہر ہوا کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں ملک عرب میں خصوصاً حجاز میں بھینس نایاب تھی، اس لیے اس کا ذکر نہ ہوا۔ جب اس کا وجود تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں پایا گیا تو اس کا ذکر اور حکم بھی ائمہ دین اور فقہاء اسلام نے بیان کر دیا۔

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ کی کتاب الزکوۃ میں ص-۶۴ پر یہ عنوان قائم کیا گیا ہے: "في الجواميس تعد في الصدقة" یعنی "بھینس بھی زکوۃ میں شمار کی جائے گی"۔ پھر اس کے ثبوت میں امام حسن بصری تابعی سے یہ نقل کیا ہے: انه كان يقول: "الجواميس بمنزلة البقر" یعنی "امام بصری فرمایا کرتے تھے کہ بھینس کا وہی حکم ہے جو گائے کا ہے"۔ ان پر بھی زکوۃ واجب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب بھینس بمنزلہ گائے ہوئے تو قربانی بھی بمنزلہ گائے ہوئی کہ اس میں اشتراک سات شخصوں کا جائز ہوگا۔ فقہ حنفیہ کی کتاب ہدایہ مشہور اور درسی کتاب ہے جو حنفیہ کی

درس گاہوں بلکہ اہل حدیث کے مدارس میں بھی پڑھائی جاتی ہے اور نصاب تعلیم میں داخل ہے اور فتاوی نذیریہ تو ہدایہ کے مسائل سے بھرپور ہے۔ اس کی جلد ۲ ص ۴۴۹ میں یہ لکھا ہے: ''ویدخل في البقر الجاموس لأنه من جنسه''۔ (کتاب الاضحیہ) یعنی ''قربانی کے بارے میں بھینس گائے میں داخل ہے۔ کیونکہ اس کی جنس سے ہے''۔

اور جلد اص ۱۹۰ میں ہے: ''والجواميس والبقر سواء لأن اسم البقر يتناولهما إذ هو نوع منه''۔ یعنی ''بھینس اور گائے احکام شرعیہ میں برابر ہیں اور بقر کا نام دونوں کو شامل ہے۔ کیونکہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے''۔

پھر لکھتے ہیں: '' إلا أن أوهام الناس لا تسبق إليه في ديارنا لقلته''۔ یعنی ''لیکن عوام کا بھینس کی طرف رجحان نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہمارے ملک عرب میں اس کی قلت ہے''۔

امام مالک نے جو موطا میں بھینسوں پر زکوۃ فرض لکھی ہے۔ اس پر (مسوی حاشیہ موطا) میں یہ لکھا ہے: وهو قول الفقهاء۔ ''کہ فقہاء کا بھی یہی قول ہے''۔ کہ بھینس گائے کی قسم سے ہے اور اس پر زکوۃ فرض ہے۔

مخفی نہ رہے کہ موطا امام مالک حدیث کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ جس میں بھینس کو گائے کی جنس شمار کیا گیا ہے اور امام الائمہ امام مالک تبع تابعی ہیں۔ جن کے اسماء الرجال میں بڑے مناقب لکھے ہیں۔ استاذ الائمہ تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ جیسے اکابر امام ان کے شاگرد تھے۔ وہ بھینس کو گائے کی جنس قرار دیتے ہیں۔ جن کے مناقب کتب اسماء الرجال میں بہت لکھے ہیں۔ جب وہ پیدا ہوئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے ان کے حلق میں شیرینی لگائی اور حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو

دودھ پلایا ہے۔(اکمال) ایسے عظیم الشان تابعی کا قول بھی اس مسئلہ میں حجت ہے۔ وہ بھینس کو گائے کی قسم میں شمار کرتے ہیں اور دیگر علماء اہل عرب ان کے مؤید ہیں۔

پس علماء اہل پنجاب کا قول ان کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

حافظ عبداللہ محدث روپڑی اور علامہ عبیداللہ محدث مبارکپوری رحمہما اللہ پر اظہار تعجب:

لکھتے ہیں: مجھے ملک پنجاب کے دو فاضلوں اور محدثوں پر تعجب ہوا کہ بھینس کے بارے میں فقہاء کے مقابلہ میں بہت الجھے ہیں۔ ایک تو مولانا حافظ عبداللہ مرحوم روپڑی اور دوسرے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب محدث مبارکپوری۔ دونوں بزرگوں نے مسئلہ زکوٰۃ میں تو گایوں کے ساتھ بھینس کو شامل کیا اور مسئلہ قربانی میں بھینس کو گائے سے الگ کر دیا۔

بندہ راقم الحروف اپنے علم اور تحقیق پر تو ان دو بزرگ عالموں کے علم اور تحقیق کو ترجیح دے سکتا ہے لیکن فقہاء متقدمین کے مقابلہ میں نہیں دے سکتا کہ وہ علم و عمل و فقاہت میں ان سے فائق تھے اور وہ اہل عرب تھے اور یہ ہر دو محققین عجمی ہیں۔

مولانا عبیداللہ صاحب محدث مبارکپوری نے مشکوٰۃ کی شرح مرعاۃ المفاتیح میں حنفیہ کا مذہب مدلل بیان فرما کر پھر تنقید اور جرح شروع کر دی۔ فرماتے ہیں: والأمر ليس عندي واضح۔ یعنی "حنفیہ کا مسلک اور استدلال واضح نہیں ہے"۔ پھر تبصرہ یوں کرتے ہیں: حنفیہ کو یہ اعتراف ہے کہ لوگوں کے عرف عام میں بھینس گائے سے غیر جنس ہے کہ بظاہر دونوں کی شکل وصورت حلیہ میں اختلاف عظیم ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ الزام حنفیہ پر غلط ہے۔ اوپر کے بیان میں ہدایہ کے حوالے سے یہ گزر چکا ہے کہ بھینس اور گائے کی ایک ہی جنس ہے اور دو حکم میں برابر ہے۔ باقی رہا مولانا کا یہ فرمان کہ گائے اور بھینس کے حلیہ اور شکل میں تفاوت ہے۔ سو یہ شبہ اہل حدیث کو بھی ہو سکتا ہے کہ بکری، بکرا اور بھیڑ، دنبہ، چھترا سب کو کھڑا کر کے انصاف کریں کہ ان کے حلیہ اور شکل میں زمین آسمان کا فرق ہے اور شرعاً بھی فرق ہے کہ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ: "الاجماع علی أنہ یجزئ الجذعۃ من الضأن وأنہ لا یجزی جذع من المعز"۔ یعنی اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ قربانی میں بھیڑ کا جذعہ کفایت کر جائے گا اور بکری کا جذعہ کفایت نہ کرے گا۔

جب ان کی شکل اور حلیہ اور حکم شرعی میں تفاوت ہے تو پھر زکوۃ اور قربانی میں ان کو برابر اور یک جنس کیوں قرار دیا گیا ہے۔ ما ھو جوابکم عن ھذا الکلام فھو جواب عن الحنفیۃ۔

پھر گائے اور بھینس کے غیر جنس ہونے پر یہ ثبوت دیا ہے کہ اگر کوئی یہ قسم کھالے کہ واللہ، باللہ، تاللہ میں گائے کا گوشت نہیں کھاؤں گا اور پھر وہ بھینس کا گوشت کھالے تو حانث نہ ہوگا۔ [۲]

(۵) محدث دوراں حافظ گوندلوی کا فتویٰ:

سوال: فتویٰ دیں کہ آیا بھینس بھینسا بھی گائے بیل کی طرح قربان ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ لوگ شک میں ہیں کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں ہے، اور ہم لوگ کہتے ہیں کہ بھینس کی قربانی جائز ہے۔

(۱) دیکھئے فتاویٰ محمدیہ وسفارت علمیہ (5 446-457)۔

جواب:

بھینس بھی "بقر" میں شامل ہے۔ اس کی قربانی جائز ہے۔[1]

(٦) محدث کبیر علامہ عبدالجلیل سامرودی کا فتویٰ:

مذاکرہ علمیہ: بھینس کی قربانی

[کہاں ہیں بھینس کی قربانی کو "خنزیر کی قربانی" سے تشبیہ دینے والے۔۔۔ مولانا۔۔۔ صاحب؟ اور کدھر ہے مجہول۔۔۔۔۔ معنوی نام بنام "اکبر عباسی" پچاس روپے انعام کا چیلنج کرنے والا؟ اب "ثمانية أزواج" سے گزارش ہے کہ "هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين" "فإن لم تفعلوا ولن تفعلوا"۔۔۔ "ولا يغتب بعضكم بعضا"۔۔۔ "توبوا إلى الله توبة نصوحا"]۔ (مدیر)

اخبار اہل حدیث مجریہ یکم و دو اکتوبر ۱۹۵۲ء میں بضمن مذاکرہ علمیہ نمبر ۱ میں مولانا ابوالعلاء نظر احمد صاحب سہوانی کا مضمون نظر سے گذرا۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ: ہاں اگر اس (جاموس) کو جنس بقر سے مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے۔۔۔ تو حکم جواز قربانی کے لئے یہ علت کافی ہے۔ مجھے کہنے دیجئے کہ حنفیہ کا نام ایک اکیلا پڑ گیا ہے، موطا امام مالک جسے ایک جم غفیر نے اصح الکتب تسلیم کیا ہوا ہے، مطبوعہ مجتبائی ص ۱۱۱ میں ہے "هي بقر" یعنی بھینس اور گائے یہ سب حقیقت میں ایک ہی جنس ہیں۔ مدونہ ۱ ص ۳۵۵ میں ہے: "[illegible]

---

(۱) دیکھیے: ہفت روزہ الاعتصام ج 20 شمارہ 10،9 ص 29، 27 ستمبر 1968ء، نیز دیکھیے بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، حافظ نعیم الحق ملتانی (ص 203)

مهديّ وسفيان ومالك: إن الجواميس من البقر" یعنی ابن مہدی، سفیان اور امام مالک کہتے ہیں: بھینس گائے سے ہی ہے۔ اور مدونہ ۱/۳۵۵ ہی میں ہے: "قال ابن وهب وقال الليث ومالك: إنّ الجواميس في السعاية وسنّة البقر سواء"۔

اور ابن ابی شیبہ ۳/۲۲۰ میں ہے: "الجواميس تعد في الصدقة، و عن الحسن أنه كان يقول: الجواميس بمنزلة البقر"۔ علامہ ابوعبید قاسم بن سلام اپنی کتاب "الاموال" کے ص ۴۷۶ میں تحریر فرماتے ہیں: "وإذا خالطت البقر الجواميس فإنها واحدة، وفي ذلك آثار عن ابن شهاب، أن عمر بن عبد العزيز كتب أن تؤخذ صدقة الجواميس كما تؤخذ صدقة البقر. وكذلك يروى عن أشعث عن الحسن، وعن مالك بن أنس قال: الجواميس والبقر سواء"۔

یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد، امام لیث، امام مالک، امام سفیان، ابن مہدی، اور دیگر ائمہ بھی جاموس کو گائے ہی سے شمار کرتے ہیں۔ "جاموس" معرب ہے گاؤ میش سے، گویا اس کا نام ہی ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک گائے ہی کی قسم ہے۔ اس بارے میں حنفیہ ہی کی انگشت نمائی کرنا انصاف سے بعید ہے، یا کوتاہ نظری اس کا باعث ہو۔

بھینس ذوات ظلف "کھر" سے ہے جیسے گائے ذوات ظلف سے ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حجاز میں بھینس کا وجود نہ تھا لیکن مصر میں یہ ضرور پائی جاتی تھی، اور اس کی موجودگی کا علم حجاز والوں کو بھی قرن اول سے قریب تر زمانہ میں ہو گیا تھا، کیا اس کی حلت کے لئے کوئی نص شارع علیہ السلام سے منقول ہے؟ کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ جب اس کا گوشت کھانے اور دودھ پینے کی تخصیص رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں تو اس کے گوشت اور دودھ کا استعمال

خلاف شرع ہے، نیز صحابہ کے عہد میں بھی اس کے دودھ اور گوشت کا وجود بطور اکل وشرب معلوم نہیں ہوتا، اس لئے ان دونوں چیزوں کے کھانے پینے سے دست برداری اختیار کر لینا چاہئے۔ حالانکہ یہ خیال غلو اور تعامل الناس کے خلاف ہے۔

تعجب کا مقام ہے کہ یوں تو بھینس کے گوشت اور دودھ کا کھانا پینا درست سمجھا جائے اور اس کی قربانی کو ناجائز قرار دیا جائے "اگر یہ جنس بقر نہیں ہے بلکہ غیر ہے تو اس کی حلت کے لئے مستقل دلیل پیش کی جائے، یا پھر اس کا جنس بقر سے ہونا تسلیم کیا جائے، اور جس طرح "ثمانیۃ ازواج" سے قربانی کرنا جائز ہے اسی طرح بھینس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ بہیمہ اور انعام کی تعریف کر کے یا حنفیہ کی طرف منسوب کر کے جواز ثابت کرنا کمزور پہلو ہے، کھانے پینے کے لئے بھینس کو جنس بقر قرار دینا اور قربانی کے لئے جدا کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ صحیح یہ ہے کہ بھینس نہ صرف حنفیہ کے نزدیک بلکہ بالاتفاق ہر دو معاملوں میں بھینس گائے کی جنس سے ہے۔ واللہ اعلم۔ (مولانا) ابو عبد المجید عبد الجلیل سامرودی (1)۔

(۷) فتاویٰ ستاریہ کا فتویٰ:

مرکزی علماء غرباء اہل حدیث کے مجموعۂ فتاویٰ "فتاویٰ ستاریہ" میں ہے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

---

(1) مجلہ توحید لکھنؤ 10 دسمبر 1952ء، (ص: 15)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جائز ہے، کیونکہ بھینس اور گائے کا ایک ہی حکم ہے (۱)۔

(۸) علامہ نواب محمد صدیق حسن خان کا فتویٰ:

علامہ نواب محمد صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی بخاری رحمہ اللہ اپنے فتاوی میں "قربانی کے جانور کی عمر" کے تحت بطور دلیل جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث رسول ﷺ:

"لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ" [صحیح مسلم (3/1555) حدیث 1963]۔

دو دانت والے کے سوا ذبح نہ کرو، مگر کہ تم پر تنگی ہو تو بھیڑ کا جذعہ (ایک سال کا) ذبح کرو۔

پیش کرنے کے بعد "مسنۃ" کی تشریح میں فرماتے ہیں:

مسنۃ: ہر جانور میں سے "ثنی" کو کہتے ہیں اور "ثنی" بکری میں سے جو ایک سال مکمل کرنے کے بعد دوسرے میں ہو، اور گائے بھینس میں سے جو دو سال مکمل ہونے کے بعد تیسرے میں ہو، اور اونٹ جو پانچ سال مکمل کرنے کے بعد چھٹے میں ہو.... (۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ رحمہ اللہ بھی بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل تھے، ورنہ

---

(۱) فتاوی ستاریہ جلد 3 ص 2 بحوالہ فتاوی علمائے حدیث 13/47 ۔ دیکھئے فتاوی حصاریہ و مقالات علمیہ تصنیف محقق العصر حضرت مولانا عبدالقادر حصاری رحمہ اللہ 5/455۔

(۲) دیکھئے فتاوی نواب محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ القنوجی البخاری ص 104 ترتیب محمد شرف جاوید ناشر مکتبہ القسیم مئو ناتھ بھنجن یوپی۔

گائے کے ساتھ بھینس کا ذکر نہ کرتے۔

(۹) محمد رفیق اثری کا فتویٰ:

استاذ العلماء شیخ محمد رفیق اثری (شیخ الحدیث دار الحدیث محمدیہ ضلع ملتان) کتاب "بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ" مولفہ حافظ نعیم الحق ملتانی (سابق مدرس جامعہ محمدیہ اہل حدیث بہاولپور) پر اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

"... یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس ذبح کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ سلف صالحین میں متنازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوا۔ چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے۔ جبکہ ایسے مسئلے میں شدت پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ... فروعی مسائل میں تحقیق حق کے لیے شخصیات سے ہٹ کر نفس دلائل کو دیکھنا، پرکھنا اور صحیح نتیجہ اخذ کرنا ہی سلفیین کا شیوہ ہے"۔(۱)

(۱۰) فضیلۃ الشیخ امین اللہ پشاوری کا فتویٰ:

علامہ شیخ امان اللہ پشاوری اپنے شہرہ آفاق فتاویٰ "الدین الخالص" میں لکھتے ہیں:

إفحام الجاسوس في أدلة حل الجاموس

(1252) وسئل مرة عن الجاموس هل يجوز أن يضحى به وما دليل حله؟

الجواب: الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله وصحبه أجمعين، أما بعد: ففيها ثلاثة أمور، الأول: مثل سؤال، الثاني: أدلة

(۱) دیکھئے بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص 35 دوسرا ایڈیشن۔

من الجاموس، الثالث: الأضحية به.

1252 - یہ سوال بار ہا ہوا ہے کہ کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟ اور اس کے حلال ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، اما بعد:

یہاں تین باتیں ہیں: ا۔ یہ سوال پیدا کہاں سے ہوا؟ ۲۔ بھینس کے حلال ہونے کے دلائل۔ ۳۔ بھینس کی قربانی۔

(پھر بھینس کی قربانی کے جواز کے دلائل پہ گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

بھینس کی قربانی کی حلت کے دلائل بکثرت ہیں:

ا۔ کتاب وسنت جنہیں اللہ تعالیٰ نے واضح عربی زبان میں نازل فرمایا ہے چنانچہ جو لفظ بھی کسی چیز پہ دلالت کرتا ہے اس کا حکم اس لفظ کے تحت شامل ہوتا ہے، یہ کہنا درست نہیں کہ یہ صریح نہیں ہے مثلاً لفظ "غنم" یعنی بکری، اس کے تحت جو بھی جانور شامل ہوگا، اس کا حکم بکری کا ہوگا۔ اسی طرح قرآن میں "بقر" یعنی گائے کا لفظ آیا ہے اب زبان عرب میں جس کو بھی بقر کہا جائے گا اس کا حکم گائے ہی کا ہوگا۔ تمام باتوں میں: اس کی حلت میں، قربانی کرنے میں اس کا گوشت کھانے، دودھ پینے اور زکاۃ کے وجوب وغیرہ میں۔

چنانچہ جس طرح بقر کا لفظ کالی، سفید اور زرد گایوں اور گائے کی تمام انواع پہ بولا جاتا ہے اسی طرح جاموس یعنی بھینس پہ بھی بولا جاتا ہے لہذا تمام باتوں میں اس کا حکم بھی گایوں کا ہوگا، اور جو یہ دعوی کرے کہ بھینس یا کالی گائیں بقر کے لفظ میں نہیں آتیں، وہ دلیل پیش کرے۔ (پھر اہل لغت کے متعدد اقوال سے بھینس کو گائے کی نوع ثابت کیا ہے)

۲۔ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ گایوں کی طرح بھینس میں بھی زکاۃ واجب ہے، اور گائے کی طرح بھینس کو گننا اور اس کی قربانی کرنا جائز ہے۔ (پھر بھینس کے گائے کی جنس ہونے پر متعدد علماء سے اجماع نقل فرمایا ہے، اور ساتھ ہی مذاہب اربعہ کے علماء کے اقوال پیش کیا ہے)

۳۔ اس سلسلہ میں علی رضی اللہ عنہ، عکرمہ بن خالد، ابن سیرین وغیرہ کے آثار پیش کیا ہے۔

۴۔ نیز ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے، جنہوں نے کہا ہے کہ بعض ایک ذکے اہل لغت نے بھینس کو گائے کی جنس قرار دیا ہے۔ اسی طرح ان کی بھی تردید کی ہے جنہوں نے بہیمۃ الانعام کو اونٹ، گائے، بکری اور مینڈھے کے ناموں میں محصور کر دیا ہے۔(۱)

(۱۱) مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد عبید اللہ عفیف کا فتوی:

سوال: بھینس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن مجید کے ظاہر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ، بکری، دنبہ اور گائے کی قربانی دینی چاہیے، جیسے کہ ارشاد ہے:

﴿ لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ﴾ [حج: ۳۴]۔

اور بظاہر بھینس گائے سے الگ دوسری قسم کا جانور معلوم ہوتا ہے۔ مگر لغت میں بھینس کو گائے کی قسم قرار دیا گیا ہے چنانچہ منجد میں ہے:

---

(۱) دیکھیے، فتاوی الدین الخالص (عربی)، از مصیب اللہ شیخ بن احمد شاہ راشدی (6/ 390-398)

"الجاموس جمعه جواميس صنف من كبار البقر، يكون داجنا منه أصناف وحشية" (ص100)۔

کہ پتہ چلا کہ بھینس بڑی گائے کی ایک قسم ہے۔اسی وجہ سے شوافع اور حنفیہ کے نزدیک بھینس کی قربانی جائز ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وجميع أنواع البقر من الجواميس والعراب والدربانية" (شرح المهذب 8/308)۔

کہ قربانی کے جانوروں میں گائے کی تمام اقسام جائز ہیں،خواہ گائے عربی ہو یا فارسی یعنی بھینس۔

اور ہدایہ حنفیہ میں بھی اس کا جواز موجود ہے۔بہرحال بھینس چونکہ حلال چوپایہ ہے،اور "من بهيمة الانعام" کے عموم میں داخل نہیں،مگر اہل لغت کے مطابق یہ گائے کی ایک بڑی قسم ہے،اس لئے اس کی قربانی کا جواز معلوم ہوتا ہے۔تاہم یہ نہ تو سنت رسول ﷺ ہے نہ سنت صحابہ"۔[1]

(۱۲) نامور محقق علامہ حافظ صلاح الدین یوسف کا فتویٰ:

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

مذکورہ (آٹھ) جانوروں میں بھینس کا ذکر نہیں ہے،کیونکہ عرب بالخصوص حجاز (مکہ ومدینہ)

(1) فتاوی محمدیہ منہج سلف صالحین کے مطابق مستند فتاویٰ پختہ حضرت العلامہ مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف ترتیب ابو الحسن مبشر احمد ربانی 1/592 ناشر مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

میں بھینس کا وجود نہیں اس لئے بھینس کے بارے میں بالخصوص قرآن و حدیث میں کوئی صراحت نہیں ہے۔ غیر عرب علاقوں میں بھینس پائی جاتی ہے تاہم بعض علمائے لغت نے اسے گائے ہی کی ایک قسم قرار دیا ہے۔

جیسا کہ (حیوۃ الحیوان،1 182۔ لسان العرب،6 43۔ المغرب فی ترتیب المعرب اور المصباح المنیر،1 134) وغیرہ میں ہے۔ اسی طرح محدثین نے بھینس کو حکم زکاۃ میں گائے کے حکم میں رکھا ہے، یعنی گائے میں زکاۃ کا جو حساب ہوگا اسی حساب سے بھینسوں میں سے زکاۃ ادا کی جائے گی۔

احناف نے (غالباً) اسی مشابہت حکم زکاۃ کی بناء پر اسے حکم قربانی میں بھی گائے کے حکم پہ محمول کیا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے:

"ویدخل فی البقر الجاموس لانہ من جنسہ" (ہدایہ، کتاب الاضحیۃ،2 433)۔
قربانی میں بھینس گائے کا حکم رکھتی ہے، کیونکہ یہ اس کی جنس سے ہے۔

علماء اہل حدیث اس بارے میں مختلف الرائے ہیں۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ بھینس کی قربانی کے قائل ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتاویٰ ثنائیہ،1 520)۔

مولانا عبد القادر عارف حصاری رحمہ اللہ، جماعت اہل حدیث کے ایک محقق عالم تھے، ان کا بھی ایک فتویٰ کئی سال قبل (الاعتصام، 8 نومبر 1974ء) میں شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے بھینس کی قربانی کے جواز میں دلائل مہیا فرمائے تھے۔

لیکن دوسری طرف بعض علماء اہل حدیث بربنائے احتیاط بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل نہیں، جیسا کہ مولانا حافظ عبد اللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ نے لکھا ہے چنانچہ وہ اس

سوال کے جواب میں کہ بھینسے (کٹے) کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ لکھتے ہیں:

''قرآن مجید پارہ 8 رکوع 4 میں بہیمۃ الانعام کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ دنبہ، بکری، اونٹ گائے۔ بھینس ان چار میں نہیں۔ اور قربانی کے متعلق حکم ہے کہ بہیمۃ الانعام سے ہو۔ اس بناء پر بھینس کی قربانی جائز نہیں۔ ہاں زکاۃ کے مسئلہ میں بھینس کا حکم گائے والا ہے۔۔۔ یاد رہے کہ بعض مسائل احتیاط کے لحاظ سے دو جہتوں والے ہوتے ہیں، وہاں عمل احتیاط پر کرنا پڑتا ہے۔۔۔ ایسا ہی بھینس کا معاملہ ہے اس میں بھی دونوں جہتوں پر عمل ہوگا۔ زکاۃ ادا کرنے میں احتیاط ہے قربانی نہ کرنے میں احتیاط ہے۔ اس بناء پر بھینسے کی قربانی جائز نہیں، اور بعض نے جو یہ لکھا ہے کہ: ''الجاموس نوع من البقر'' یعنی ''بھینس گائے کی قسم ہے''۔ یہ بھی اسی زکاۃ کے لحاظ سے صحیح ہو سکتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے۔ (فتاوی اہل حدیث، 2: 467،466)۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ علماء اہل حدیث میں دو رائیں پائی جاتی ہیں، اس لئے اس مسئلہ میں تشدد اختیار کرنا صحیح نہیں ہے، اگر کوئی شخص بر بنائے احتیاط بھینس کی قربانی کے جواز کا قائل نہ ہو تو اسے یہ رائے رکھنے اور اس پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن اگر کوئی شخص دیگر علماء کی رائے کے مطابق بھینس کی قربانی کرتا ہے تو قابل ملامت وہ بھی نہیں۔ جواز کی گنجائش بہر حال موجود ہے، کیونکہ بہت سے علماء لغت نے اسے گائے ہی کی جنس سے قرار دیا ہے۔ مولانا عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ صاحب مرعاۃ المفاتیح نے بھی یہی بات لکھی ہے۔ (مرعاۃ 2: 354 طبع اول)۔[1]

---

(1) دیکھئے فضائل عشرہ ذوالحجہ اور احکام و مسائل عیدالاضحی، از شیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ (ص 41-44)

(۱۴) معروف محقق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

عصر حاضر کے معروف محقق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کی قربانی کتاب وسنت سے ثابت ہے اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔ اس پر ائمہ اسلام کا اجماع ہے۔

امام ابن المنذر فرماتے ہیں: "وأجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر" اور اس بات پر اجماع ہے کہ بھینسوں کا وہی حکم ہے جو گایوں کا ہے۔ (الاجماع کتاب الزکاۃ، ص ۴۳)۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں: "لا خلاف في هذا نعلمه" اس مسئلے میں ہمارے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں۔ (المغنی ج ۲ ص ۲۴۰ مسئلہ: ۱۷۱۱)

زکوٰۃ کے مسئلے میں اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ بھینس گائے کی جنس میں سے ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بھینس گائے کی ہی ایک قسم ہے۔ تاہم چونکہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صراحتاً بھینس کی قربانی کا کوئی ثبوت نہیں لہذا بہتر یہی ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے بلکہ صرف گائے، اونٹ، بھیڑ اور بکری کی ہی قربانی کی جائے اور اسی میں احتیاط ہے۔ واللہ اعلم۔[1]

---

(۱) فتاویٰ علمیہ المعروف بہ توضیح الاحکام 2/181۔ نیز دیکھئے قربانی کے مسائل محدث العصر حافظ زبیر علی زئی (ص 27)

(۱۴) حافظ ابویحیی نورپوری نائب مدیر "السنۃ" جہلم کا فتویٰ:

حافظ نورپوری صاحب اپنی مفید مختصر تحریر "بھینس کی قربانی" میں دلائل، اقوال اور حوالوں کے بعد فرماتے ہیں:

"الحاصل بھینس، گائے کی ایک نسل ہے، اس کی قربانی بالکل جائز ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔" (۱)

(۱۵) حافظ نعیم الحق عبدالحق ملتانی کا فتویٰ:

ملاحظہ فرمائیں، اس موضوع پر لکھی گئی سب سے مفصل کتاب: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ۔ از حافظ نعیم الحق ملتانی۔ (۲)

نوٹ: حافظ نعیم الحق ملتانی صاحب نے اس موضوع پر اپنی نہایت مفصل کتاب "بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ" میں بھینس کی قربانی کے جواز پر مزید چند اہل علم کے فتوے نقل کیے ہیں، جو انہیں بذریعہ خط موصول ہوئے تھے، یہاں باختصار ان فتاویٰ کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱۶) مولانا ابوعمر عبدالعزیز نورستانی کا فتویٰ:

موصوف مسئلہ کی بابت مختلف دلائل، اقوال، تعلیقات اور گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت پر اجماع وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد خلاصہ لکھتے ہیں:

---

(۱) دیکھئے بھینس کی قربانی، از فضیلۃ الشیخ حافظ ابویحیی نورپوری نائب مدیر ماہنامہ السنۃ جہلم
http://ircpk.com/books/miscellenous/5488-sacrifice-of-cow.html

(۲) دیکھئے بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، از حافظ نعیم الحق ملتانی۔ (یہ کتاب ملنے کا پتہ: اسلامک سنٹر ملتان)۔

"مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر میری ناقص رائے میں ان علماء کا موقف درست اور صحیح ہے جو جواز کے قائل ہیں"۔

ھذا واللہ اعلم وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم

کتبہ: ابو عمر عبدالعزیز نورستانی

۱۲/۵/۱۹۹۸ء (۱)

(۱۷) جماعت غرباء اہلحدیث کراچی پاکستان کے مفتی مولانا عبدالقہار اور نائب مفتی مولانا محمد ادریس سلفی صاحبان کا فتویٰ:

الجواب بعون الوھاب:

صورت مسئول میں واضح ہو کہ شرعاً بھینس چوپایہ جانوروں میں سے ہے، اور اس کی قربانی کرنا درست ہے، کیونکہ گائے کی جنس سے ہے۔ گائے کی قربانی جائز ہے اس سے بھینس کی قربانی جائز و درست ہے۔ اس دلیل کو اگر نہ مانا جائے تو گائے کے ہم جنس بھینس کے دودھ اور اس کے گوشت کے حلال ہونے کی بھی دلیل مشکوک ہو جائے گی۔۔۔"

الجواب صحیح، عبدالقہار عفی عنہ۔ (۲)

(۱۸) حافظ احمد اللہ فیصل آبادی کا فتویٰ:

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

کے بعد عرض ہے کہ میری کئی سالوں کی تحقیق ہے کہ بھینسے کی قربانی جائز ہے، لہٰذا میں آپ

(۱) دیکھیے بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص: (228-235)

(۲) دیکھیے بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص: (237-239)۔

کے ساتھ بھینسے کی قربانی کرنے میں متفق ہوں۔ اور اس بات پہ بھی متفق ہوں کہ سورۃ حج میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ [الحج: ۳۴]۔

یہ لفظ عام ہے اور ہر پالتو جانور کو شامل ہے نص قرآن سے کسی حیوان کو خارج کرنا صحیح نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا "جاموس" (بھینس) کی قربانی نہ کرنا اس کے مختلف وجوہ ہو سکتے ہیں۔ مثلاً جاموس کی حجاز میں قلت کی وجہ سے قربانی نہ کی ہو یا اور کوئی وجہ ہو۔ ہذا نبی اکرم ﷺ کے فعل سے عدم جواز کی دلیل صحیح نہیں۔ بعض علماء کا یہ کہنا کہ "جاموس بقر کی جنس سے نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کی صورت میں بڑا فرق ہے۔ یہ بات صحیح نہیں۔ کیونکہ دنبہ اور مینڈھا ان کی صورتوں میں بھی فرق ہے کیونکہ دنبے کی چکی ہوتی ہے اور مینڈھے کی چکی نہیں ہوتی۔ یہ واضح فرق ہے۔ اور باتفاق اہل لغت کے یہاں اس کو "ضان" کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔"[1]

واللہ اعلم۔

(۱) دیکھئے: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، ص: (240)

گیارہویں فصل:

بھینس کی قربانی سے متعلق
بعض اشکالات اور شبہات کا ازالہ

بھینس کی قربانی کے متعلق عدم جواز کے قائلین کے یہاں بعض اشکالات وشبہات ہیں جس کی بنا پر انہیں بھینس کی قربانی کے جواز پر اطمینان نہیں ہے، ان شبہات واشکالات میں کچھ علمی ہیں، اور کچھ عوامی ذیل میں ان میں سے چند اہم اشکالات وشبہات کا ازالہ کیا جارہا ہے تاکہ مسئلہ کی بابت کسی قسم کی الجھن باقی نہ رہ جائے، وباللہ التوفیق۔

اولاً: علمی اشکالات:

پہلا اشکال: (عدم وجود نص)

بھینس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ بھینس کے سلسلہ میں کتاب وسنت میں کوئی نص موجود نہیں، اور متنازع ومختلف فیہ امر کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے، اور لوٹانے پر بھینس کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا!!

ازالہ:

۱۔ کتاب وسنت کی طرف لوٹانے پر اس میں بالفظ "الجاموس" یعنی بھینس کا ذکر نہیں ملتا۔ لیکن "ابقر" کی جنس کا ذکر بصراحت موجود ہے، اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس

گائے کی غیر عربی نسل و نوع ہے لہذا لفظ نہیں بلکہ باعتبار جنس اس کا ذکر موجود ہے اور اسی لیے دونوں کا حکم قربانی و زکاۃ میں یکساں ہے، جیسا کہ سابقہ فصول میں اس کی تفصیلات ذکر کی جا چکی ہیں۔

۲۔ کتاب و سنت کی فہم کے لئے زبان کتاب و سنت (عربی) اور اس میں وارد الفاظ وکلمات کا صحیح معنی و مدلول جاننا حد درجہ ضروری ہے، اور قرآن و سنت میں وارد لفظ "البقر" کا معنی و مدلول ماہرین لغت عرب اور علماء تفسیر، حدیث و فقہ نے بخوبی واضح کیا ہے کہ "الابل، البقر، المعز، الضان" یہ اجناس ہیں ان کی جو بھی انواع و اصناف دنیا میں پائی جاتی ہیں سب اس میں شامل ہیں اور جاموس (بھینس) بھی جنس "البقر" کی ایک غیر عربی نسل و نوع ہے، لہذا اس میں بھی زکاۃ فرض، اور اس کی قربانی جائز ہے، جیسا کہ تفصیلات گزر چکی ہیں۔

۳۔ کتاب و سنت کی فہم کے لیے سلف امت کی فہم ناگزیر ہے، جیسا کہ مخفی نہیں، اور امت کے سلف کا فہم یہ ہے کہ بھینس گائے ہی کی ایک نوع و نسل ہے، اور دونوں کا حکم اجماعی طور پر یکساں ہے۔ صحیح ہے کہ گائے کی یہ نوع عہد رسالت اور عہد صحابہ میں متعارف نہ تھی، لیکن اس کے بعد جب سے متعارف ہوئی اور سلف امت کی نگاہوں کے سامنے آئی، انہوں نے اسے گائے ہی کی ایک نوع سمجھا، اور زکاۃ و قربانی میں اس کا حکم گائے کا رکھا۔

۴۔ کتاب و سنت کے نصوص میں باسمہ تمام اشیاء کا ذکر ہونا ضروری نہیں نہ ہی اثبات و نفی اور حلال و حرام کا حکم کسی چیز کے منصوص ہونے ہی پر موقوف ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ میں تمام تر اشیاء اور ان کے انواع و اقسام کا نام ذکر نہیں کیا گیا ہے، بلکہ شریعت اسلامیہ جامع کامل شامل اور ثابت شریعت ہے۔ اس میں کلیات، مبادی اور

اصول میں خواہ ان کا حکم حلت کا ہو یا حرمت کا۔ اسی طرح بہیمۃ الانعام میں شامل لفظ "البقر" میں گائے کی جو بھی نسلیں اور قسمیں دنیا میں پائی جاتی ہیں سب شامل ہیں۔

دوسرا اشکال: (لغت عرب سے استدلال)

کتاب وسنت میں بھینس کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے۔ صرف لغت عرب سے استدلال کرکے اس کی قربانی کو جائز کہنا درست نہیں۔ لغت عرب شرعی مسئلہ میں دلیل نہیں بن سکتی!!

ازالہ:

۱۔ محض عربی زبان سے استدلال کرکے بھینس کی قربانی کو جائز نہیں قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ لغت عرب سے لفظ "البقرۃ" اور "الجاموس" کے معنی ومدلول کی تعیین کی گئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی بھی زبان کے الفاظ کے معنی ومدلول کو اس زبان کے ماہرین ہی جانتے ہیں۔ لہذا لغت عرب سے معلوم ہوا کہ جاموس بقر کی جنس سے ایک نوع ہے۔ اور یہ کسی شاذ ونادر کا قول نہیں ہے بلکہ اس پر تمام علماء لغت کا اجماع ہے۔ کسی نے بھی اس کے خلاف نہیں لکھا ہے۔

۲۔ لغت عرب سے جاموس کے معنی ومدلول کے بعد علماء شریعت، مفسرین، محدثین، فقہاء، شارحین حدیث اور علماء فتاوی کی توضیحات دیکھی گئیں تو معلوم ہوا کہ علماء شریعت نے بھی بھینس کو گائے ہی کی جنس مانا ہے بلکہ دونوں کے حکم کی یکسانیت پر اجماع امت ہے۔ یعنی لغت عرب اور مدلول شرع میں کوئی تعارض نہیں ہے لہذا اس میں گائے کے مثل زکاۃ فرض اور قربانی کو جائز قرار دیا ہے۔

۳۔ شریعت اسلامیہ قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ عربی زبان میں ہیں لہذا شریعت

میں عربی زبان کی اہم مسند ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مراد و مقصود کا فہم زبان عرب کی معرفت پر موقوف ہے۔ اس کے بغیر شریعت کے الفاظ کے معانی و مدلولات کو نہیں سمجھا جاسکتا۔ اور کتاب وسنت کے معانی بالعموم کلام عرب کے معانی کے موافق ہیں (۱)۔ چنانچہ اہل علم سے مخفی نہیں کہ علماء اسلام سلف تا خلف اپنی کتابوں میں الفاظ شریعت کی لغوی تشریح کرتے رہے ہیں (۲)۔ تاکہ لفظ کا اصل وضع اور معنی و مدلول معلوم ہوسکے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جو چاہتا کسی بھی لفظ کا کوئی بھی معنی نکال لیتا جیسا کہ اہل بدعت کا شیوہ اور وطیرہ رہا ہے۔ اہل علم کی چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وإنما بدأت بما وصفت، من أن القرآن نزل بلسان العرب دون غيره، لأنه لا يعلم من إيضاح جمل علم الكتاب أحد جهل سعة لسان العرب، وكثرة وجوهه، وجماع معانيه، وتفرقها، ومن علمه انتفت عنه الشبه التي دخلت على

---

(۱) مثال کے طور پر حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں

"فإن التهجد ما كان بعد نوم، قاله علقمة والأسود وإبراهيم النخعي وغير واحد، وهو المعروف في لغة العرب، وكذلك ثبتت الأحاديث عن رسول الله ﷺ أنه كان يتهجد بعد نومه، عن ابن عباس وعائشة وغير واحد من الصحابة رضي الله عنهم"

کیونکہ تہجد سونے کے بعد کہلاتی ہے جیسا کہ علقمہ، اسود، ابراہیم نخعی اور دیگر مفسرین سے کہا ہے اور لغت عرب میں یہی معروف ہے۔ اسی طرح ابن عباس، عائشہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطے سے نبی ﷺ کی حدیثیں بھی ثابت ہیں کہ آپ ﷺ سونے کے بعد تہجد پڑھتے تھے۔ [تفسیر ابن کثیر (5/103)] پر دیکھئے: معالم اصول الفقہ عند اہل السنۃ والجماعۃ، محمد بن حسین جیزانی ص 378 طبع دار ابن الجوزی۔

(۲) اس کی مثالوں سے تفسیر، شروح احادیث اور جملہ فقہوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں، شمار سے باہر ہیں۔

من جهل سعتها"۔(۱)

اور میں نے یہ بات اس لئے شروع کی ہے کہ قرآن کریم عرب کی زبان میں اترا ہے کسی اور کی نہیں؛ کیونکہ کوئی بھی شخص جو زبان عرب کی وسعت اس کے پہلوؤں کی کثرت اور اس کے معانی کے اتحاد وافتراق سے ناواقف ہوگا، کتاب اللہ کی عبارتوں کی وضاحت سے لاعلم ہوگا۔

اسی طرح امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تابعین کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فإن اختلفوا فلا يكون بعضهم حجة على بعض، ولا على من بعدهم، ويُرجع في ذلك إلى لغة القرآن أو السنة أو عموم لغة العرب، أو أقوال الصحابة في ذلك"۔(۲)

اگر تفسیر میں تابعین مختلف ہوں تو کوئی کسی کے خلاف حجت نہیں ہوگا، نہ ہی اپنے بعد والوں پر، اور اس مسئلہ میں قرآن یا سنت کی زبان کی طرف یا عموم زبان عرب کی طرف یا اس بارے میں اقوال صحابہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والمعرفة بمعاني كتاب الله إنما تؤخذ من هذين الطريقين: من أهل التفسير الموثوق بهم من السلف، ومن اللغة التي نزل القرآن بها وهي لغة العرب"۔(۳)

---

(۱) الرسالہ للشافعی (1/ 50)۔

(۲) تفسیر ابن کثیر ت سلامہ (1/ 10)

(۳) مجموع الفتاوی (6/ 587)۔

کتاب اللہ کے معانی کی معرفت دراصل ان دو طریقوں سے ملی جاتی ہے: سلف کے اقوال اعتقادی علماء تفسیر سے اور اس زبان سے، جس میں قرآن کریم اترا ہے یعنی زبان عرب سے۔

نیز فرماتے ہیں:

"فمعرفة العربية التي خوطبنا بها مما يعين على أن نفقه مراد الله ورسوله بكلامه، وكذلك معرفة دلالة الألفاظ على المعاني؛ فإن عامة ضلال أهل البدع كان بهذا السبب؛ فإنهم صاروا يحملون كلام الله ورسوله على ما يدعون أنه دال عليه ولا يكون الأمر كذلك"(1)

چنانچہ عربی زبان کی معرفت جس کے ذریعہ ہمیں مخاطب کیا گیا ہے ان چیزوں میں سے ہے جس سے ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام سے ان کا مراد و مقصود سمجھنے اور اسی طرح معانی پر الفاظ کی دلالت کی معرفت میں مدد ملتی ہے؛ کیونکہ بدعتیوں کی عام طور پر گمراہی کا سبب یہی تھا؛ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو اس چیز پر محمول کرتے تھے جو ان کا دعوی ہوتا تھا کہ وہ اسی چیز پر دلالت کرتا ہے، جبکہ معاملہ ویسا نہیں ہوتا تھا۔

اور یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے زبان عرب کے ذریعہ اہل بدعت وانحراف کی بہت سی گمراہیوں کا پردہ فاش کیا ہے، اس بارے میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ کلام الٰہی کے آواز ہونے پر قرآن (لفظ نداء) سے استدلال، اور لغت عرب سے اس کا معنی ومدلول واضح کرکے مخالفین کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هذه الصفة دل عليها القرآن؛ فإن الله أخبر بندائه لعباده في غير آية

(1) مجموع الفتاوی (7/ 116)

كقوله تعالى: {وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ} ... و"النِّدَاءُ" فِي لُغَةِ الْعَرَبِ هُوَ صَوْتٌ رَفِيعٌ، لَا يُطْلَقُ النِّدَاءُ عَلَى مَا لَيْسَ بِصَوْتٍ لَا حَقِيقَةً وَلَا مَجَازًا"(۱)

اس صفت "کلام" پہ قرآن کریم دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے کئی آیتوں میں اپنے بندوں کو پکارنے کی خبر دی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: (اور ہم نے انہیں طور کے دائیں جانب سے پکارا) ... اور "نداء" عربی زبان میں بلند آواز کو کہتے ہیں؛ حقیقی یا مجازی کسی بھی طرح جس میں آواز نہ ہو اسے "نداء" نہیں کہا جاتا۔

۲۔ عقل کی حقیقت وماہیت کے سلسلہ میں لغت عرب کے ذریعہ فلاسفہ کی گمراہی بے نقاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَيُرَادُ "بِالْعَقْلِ" الْغَرِيزَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي الْإِنْسَانِ يَعْقِلُ بِهَا. وَأَمَّا أُولَئِكَ فَـ"الْعَقْلُ" عِنْدَهُمْ جَوْهَرٌ قَائِمٌ بِنَفْسِهِ كَالْعَاقِلِ وَلَيْسَ هَذَا مُطَابِقًا لِلُغَةِ الرُّسُلِ وَالْقُرْآنِ"(۲)

عقل سے مراد وہ طبعی وفطری صلاحیت ہے جسے اللہ نے انسان میں رکھا ہے جس سے وہ سمجھتا ہے، لیکن فلاسفہ کے یہاں عقل ایک قائم بالذات جوہر ہے جیسے عقلمند اور یہ بات رسولوں اور قرآن کریم کی زبان (عربی) کے مطابق نہیں ہے!!

۳۔ زبان عربی کے ذریعہ صوفیوں اور وحدۃ الوجودیوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَأَمَّا قَوْلُهُ (وَهُوَ مَعَكُمْ) فَلَفْظُ (مَعَ) لَا تَقْتَضِي فِي لُغَةِ الْعَرَبِ أَنْ يَكُونَ أَحَدُ

(۱) مجموع الفتاوی (6/ 530-531)

(۲) مجموع الفتاوی (11/ 231)۔

الشيئين مختصاً بالآخر، كقوله تعالى: [اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ]"۔(۱)

یہ فرمان باری: "اور وہ تمہارے ساتھ ہے" سے استدلال، تو لفظ "مع" عربی زبان میں اس بات کا مقتضی نہیں ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک دوسرے سے ملا اور ملی ہوئی ہو، جیسا کہ ارشاد ہے: (اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)۔

۴۔ اسی طرح امامت علی رضی اللہ عنہ کی بابت رافضی ابن المطہر(۲) کی قرآنی دلیلوں میں سے تیسویں دلیل [مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۔ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ] [الرحمن 19-22] میں:

بحرین سے مراد: فاطمہ و علی، برزخ سے مراد نبی کریم ﷺ، اور لؤلؤ اور مرجان سے مراد: حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو مراد لینے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ثم تسمية هذين بحرين، وهذا لؤلؤا، وهذا مرجانا، وجعل النكاح مرجا - أمر لا تحتمله لغة العرب بوجه، لا حقيقة ولا مجازا، بل كما أنه كذب على الله وعلى القرآن، فهو كذب على اللغة"۔(۳)

---

(۱) مجموع الفتاوی (11/249)۔

(۲) یہ منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ کا مصنف حسن بن یوسف ابن المطہر جمال الدین الاسدی الحلی رافضی معتزلی ہے، جس کی اور عمومی طور پر تمام روافض کی تردید میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نو جلدوں پر مشتمل اپنی مایہ ناز بے مثال موسوعی کتاب منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ القدریۃ لکھی۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ ابن المطہر کو ابن المنجس کہتے تھے اسی طرح اس کی کتاب منہاج الکرامۃ کے بارے میں کہتے تھے کہ وہ منہاج الندامۃ کہے جانے کی مستحق ہے۔ دیکھئے منہاج السنۃ النبویۃ (1/21)، والوافی بالوفیات (7/13)، و (13/54)۔

(۳) منہاج السنۃ النبویۃ (7/247)۔

ان دونوں (علی و فاطمہ) کو سمندر، اور حسن کو موتی اور حسین کو مرجان کا نام دینا اور نکاح کو مرج قرار دینا، ایسی بات ہے کہ زبان عرب کسی بھی طرح اس کی متحمل نہیں، نہ حقیقی طور پر نہ ہی مجازی طور پر، بلکہ یہ بات جس طرح اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ ہے اسی طرح زبان عرب پر بھی جھوٹ ہے۔

اس سے اعتراض بجا اور برمحل تو اس وقت ہوتا جب کسی بات کو زبان عرب کی موافقت کے بغیر ثابت کیا جاتا، مثلاً یہ کہا جاتا کہ "جاموس" کو "بقر" کے حکم میں ماننا درست نہیں ہے، کیونکہ زبان عرب سے اس کی موافقت و تائید نہیں ہوتی ہے! جبکہ یہاں مسئلہ اس کے برعکس ہے، فلیتدبر۔

خلاصہ کلام ایں کہ زبان عرب سے استدلال نصوص شریعت کے فہم کی بنیاد اور اساس ہے جو ایک امر مطلوب ہے، نہ کہ باعث عیب۔ واللہ اعلم

تیسرا اشکال: (گائے اور بھینس میں مغایرت، قسم نہ ٹوٹنے کا مسئلہ)

ایک فقہی فرعی مسئلہ فقہاء حنفیہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ:

"من حلف أن لا يأكل لحم البقر فأكل لحم الجاموس لا يكون حانثا، وإن حلف بالطلاق لم تطلق زوجته بأكل لحم الجاموس"[۱]

جو یہ قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، پھر بھینس کا گوشت کھائے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی، اسی طرح اگر گائے کا گوشت کھانے پر بیوی کی طلاق موقوف کر دے تو بھینس کا

(۱) دیکھئے مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح (5/81)، و البحر الرائق شرح کنز الدقائق (2/232)، و آپ [illegible] تحقیق [illegible] فیض (ص 35)، و [illegible] فیض (ص 161)۔

گوشت کھانے سے بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔

ازالہ:

۱۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ نہیں ہے، بلکہ فقہاء کی ایک جماعت نے اس کے برخلاف قسم کی مذکورہ صورتوں میں حانث ہونے یعنی قسم ٹوٹ جانے کی صراحت فرمائی ہے، بطور مثال ملاحظہ فرمائیں:

الف: علامہ ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں:

"ولو حلف لا يأكل لحم بقرة فأكل لحم الجاموس حنث لا في عكسه لأنه نوع لا يتناول الأعم"۔[۱]

اگر کوئی قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، اور بھینس کا گوشت کھالے تو حانث ہوجائے گا لیکن اس کے برعکس میں نہیں، کیونکہ بھینس نوع ہے اعم کو شامل نہیں ہوگا۔

ب: علامہ داماد آفندی حنفی مزید وضاحت سے فرماتے ہیں:

"وفي الخانية لو حلف أن لا يأكل لحم البقر فأكل لحم الجاموس أو بالعكس حنث، قال بعضهم لا يكون حانثا وقال بعضهم إن حلف أن لا يأكل لحم البقر فأكل لحم الجاموس حنث، وبالعكس لا يحنث، وهذا صحيح"۔[۲]

خانیہ میں ہے کہ: اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، اور بھینس کا گوشت کھائے، یا اس کے برعکس (یعنی بھینس نہ کھانے کی قسم کھا کر گائے کا گوشت کھالے) تو دونوں صورتوں

(۱) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (3/ 79)۔

(۲) مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (1/ 559)

میں حانث ہو جائے گا، اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حانث نہیں ہوگا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ: اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا۔ اور بھینس کا گوشت کھائے تو حانث ہو جائے گا لیکن اس کے برعکس میں حانث نہیں ہوگا، اور صحیح ترین بات یہی ہے۔

ج: امام ابو محمد بغوی شافعی فرماتے ہیں:

"ولو حلف لا يأكل لحم البقر، فأكل لحم الجاموس حنث"۔(1)

اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا۔ اور بھینس کا گوشت کھائے تو حانث ہو جائے گا۔

د: امام احمد ابن الرفعہ فرماتے ہیں:

"لو حلف لا يأكل لحم البقر، فأكل لحم الجاموس، حنث"۔(2)

اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، اور بھینس کا گوشت کھائے تو حانث ہو جائے گا۔

ھ: علامہ عبد الرحمن جزیری فرماتے ہیں:

"وإذا حلف لا يأكل لحم بقر فإنه يحنث إذا أكل لحم جاموس"۔(3)

اگر گائے کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھائے تو گائے یا بھینس کا گوشت کھانے سے حانث ہو جائے گا۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن علماء و فقہاء نے عدم حنث یعنی قسم نہ ٹوٹنے کی بات کہی

(۱) التهذيب في فقه الامام الشافعي (8/127)۔

(۲) كفاية النبيه في شرح التنبيه (14/461)۔

(۳) الفقه على المذاهب الاربعة (2/97).

ہے انہوں نے گائے اور بھینس میں مغایرت نہیں بلکہ مجانست ثابت کرتے ہوئے محض قسم کے باب میں عرف و عادت کے اعتبار سے کی ہے، چنانچہ بطور مثال اہل علم کی صراحت ملاحظہ فرمائیں:

الف: علامہ مرغینانی فرماتے ہیں:

''والجواميس والبقر سواء، لأن اسم البقر يتناولهما، إذ هو نوع منه، إلا أن أوهام الناس لا تسبق إليه في ديارنا لقلته، فلذلك لا يحنث به في يمينه لا يأكل لحم بقر، والله أعلم''۔(۱)

بھینسیں اور گائیں برابر ہیں، کیونکہ گائے کا نام دونوں کو شامل ہے، اس لئے کہ بھینس اس کی نوع ہے، البتہ ہمارے علاقہ میں بھینس کی قلت کے سبب لوگوں کے ذہن اس طرف نہیں جاتے، اور اسی سے گائے کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھانے والا بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوگا، واللہ اعلم۔

ب: علامہ ابن نجیم مصری حنفی فرماتے ہیں:

''وَلَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ لَحْمَ بَقَرَةٍ لَمْ يَحْنَثْ بِأَكْلِ لَحْمِ الْجَامُوسِ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ بَقَرًا حَتَّى يُعَدُّ فِي نِصَابِ الْبَقَرِ، وَلَكِنْ خَرَجَ مِنْ الْيَمِينِ بِعُرْفِ النَّاسِ''۔(۲)

اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوگا؛

---

(۱) الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی (1/ 98)۔

(۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق مع منحۃ الخالق وتکملۃ الطوری (4/ 348)

کیونکہ اگرچہ بھینس گائے ہے حتی کہ اسے گائے کے نصاب میں شمار کیا جاتا ہے لیکن لوگوں کے تعارف کے سبب وہ قسم سے خارج ہے۔

ج: اسی طرح گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت کے خلاف قسم کے باب میں حانث ہونے کا اعتراض رفع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ولا يردُ عليه ما لو حلف لا يأكلُ لحمَ البقرِ فأكلهُ جاموسةً لا يحنثُ كما في الظهيرية؛ لأنّ أوهامَ الناسِ لا تسبقُ إليه في ديارِنا لقلّتهِ، وكذا لو حلف لا يشتري بقرًا فاشترى جاموسًا يحنثُ بخلاف البقرِ الوحشيّ''۔(۱)

اور اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا اور بھینس کھائے تو حانث نہیں ہوگا، جیسا کہ ہدایہ میں ہے، کیونکہ ہمارے ملک میں اس کی قلت کے سبب لوگوں کے خیالات اس طرف نہیں جاتے۔ ... آگے لکھتے ہیں: اسی لیے اگر کوئی قسم کھائے کہ گائے نہیں خریدے گا اور بھینس خرید لے تو حانث ہو جائے گا، برخلاف وحشی گائے کے۔

د: علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

''(والجواميس والبقر سواء) لأنه نوع منه، فتناولها النصوص الواردة باسم البقر، بخلاف ما إذا حلف لا يأكل لحم البقر، حيث لا يحنث بأكل الجاموس؛ لأن مبنى الأيمان على العرف، وفي العادة أوهام الناس لا يسبق إليه''۔(۲)

(۱) البحر الرائق شرح کنز الدقائق (2 232) نیز دیکھیے: الحکام شرح غرر الاحکام (1 176)۔

(۲) منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک (ص:227)، وتبیین الحقائق شرح کنز الدقائق (1 263)، والبنایۃ شرح الہدایۃ (3 329)۔

بھینسیں اور گائیں برابر ہیں کیونکہ بھینس اس کی نوع ہے. لہذا گائے کے نام سے وارد نصوص دونوں کو شامل ہیں، برخلاف اس مسئلہ کے کہ اگر کوئی گائے کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھائے تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوتا کیونکہ قسمیں عرف پر مبنی ہوتی ہیں، اور عام طور پر لوگوں کے ذہن بھینس کی طرف نہیں جاتے۔

۲: علامہ عبد الغنی دمشقی فرماتے ہیں:

"(والجواميس والبقر سواء) لاتحاد الجنسية إذ هو نوع منه، وإن لم يحنث بأكل الجاموس إذ حلف لا يأكل لحم البقر لعدم العرف".[1]

جنس کی یکسانیت کی وجہ سے بھینسیں اور گائیں برابر ہیں کیونکہ بھینس اس کی ایک قسم ہے، البتہ گائے کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھا کر بھینس کے گوشت کھانے سے حانث اس لئے نہیں ہوتا کہ عرف نہیں ہے۔

۳۔ قسم کا باب دیگر ابواب مثلاً عبادات وغیرہ کے ابواب سے مختلف ہوتا ہے، یہی وجہ ہے اہل علم نے گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت کے باوجود قسم کے باب میں اس مسئلہ کی علیحدہ خصوصی وضاحت فرمائی ہے کہ:

"لأن مبنى الأيمان على العرف".[2]

کیونکہ قسموں کی بنیاد (دارومدار) عرف پر ہے۔

---

(۱) اللباب في شرح الكتاب (1/ 142).

(۲) دیکھئے: منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک (ص: 227)، والاختیار لتعلیل المختار (4/ 67)، وتبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبی (1/ 263)، والعنایۃ شرح الہدایۃ (3/ 329)، وشرح السیر الکبیر (ص: 814)

چنانچہ علامہ ابوبکر زبیدی یمنی بڑی صراحت سے فرماتے ہیں:

"(والجواميس والبقر سواء) يعني في الزكاة والأضحية وعشر الربا، ثم في الأيمان إذا حلف لا يأكل لحم البقر لا يحنث بالجاموس لعدم العرف وقلته في بلادنا فلو كثر في موضع ينبغي أن يحنث"۔(۱)

بھینسیں اور گائیں برابر ہیں: یعنی زکوٰۃ قربانی اور سود کے اعتبار میں، رہا مسئلہ قسموں کا کہ اگر قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوگا، تو یہ عرف نہ ہونے اور ہمارے ملک میں بھینس کی قلت کی وجہ سے ہے، اس لئے قسم بھینسوں کو شامل نہ ہوا، ہاں اگر کسی جگہ کثرت سے پائی جائیں تو حانث ہونا ہی مناسب ہے۔

۳۔ اصول وضوابط کی روشنی میں عرف صحیح کا شریعت میں اعتبار ہے، چنانچہ استاذ دکتور محمد مصطفی الزحیلی، عرف کی حجیت وحیثیت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"اتفق الأئمة عملياً على اعتبار العرف الصحيح حجة ودليلاً شرعياً ... العرف الصحيح يعتبر دليلاً شرعياً وحجة للأحكام عند فقد النص والإجماع، وقد يقدم على القياس، ... وإن الأحكام المبنية على العرف تتغير بتغير الأعراف"۔(۲)

ائمہ عملی طور پر صحیح عرف کو حجت اور شرعی دلیل ماننے پر متفق ہیں... نص اور اجماع کے فقدان کی صورت میں صحیح عرف احکام کے لئے شرعی دلیل اور حجت مانا جاتا ہے، اور بسا اوقات اسے قیاس پر مقدم کیا جاتا ہے... اور عرف پر مبنی احکام اعراف کے تبدیل ہونے سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

---

(۱) الجوہرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری (1/118)۔

(۲) الوجیز فی اصول الفقہ الاسلامی (1/ 266-269)۔

چوتھا اشکال: (اجماع سے استدلال)

محض اجماع کی بنیاد پر بھینس کو گائے کے جنس کی نوع قرار دینا درست نہیں اور بھینس کی قربانی پر "اجماع" کا دعویٰ محل نظر بلکہ قطعی غلط ہے۔ تحقیقی بات یہ ہے کہ اس کی قربانی ناجائز ہے!!

ازالہ:

۱۔ محض اجماع کی بنیاد پر، تو بھینس کو گائے کی نوع قرار دیا گیا ہے۔ نہ ہی قربانی ثابت کی گئی ہے، بلکہ درحقیقت بھینس کے گائے کی نوع ہونے پر علماء لغت، علماء فقہ، علماء حدیث اور علماء فتاویٰ کی واضح تصریحات موجود ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے، اور انہی بنیادوں پر گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت پر علماء کا اجماع قرار پایا ہے، اور تاریخ کے ادوار میں یکساں طور پر دونوں میں زکاۃ کا وجوب اور قربانی کا جواز رہا ہے۔

۲۔ بھینس کی قربانی پر نہیں، بلکہ بھینس اور گائے دونوں کے شرعی حکم کی یکسانیت پر انہی معتبر علماء کا اجماع ثابت ہے شریعت کے دیگر مسائل میں جن کے اجماعات پر امت کا اعتماد و اعتبار رہا ہے، جیسا کہ گذر چکا ہے، اور زکاۃ و قربانی کے حکم میں تفریق کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

۳۔ اجماع کوئی غیر مستند یا ناقابل اعتبار اور معمولی امر نہیں ہے، بلکہ اجماع امت حق اور حجت شرعیہ ہے، شریعت کے متفق علیہ مصادر میں سے ایک مصدر ہے، اس کی اتباع کرنا اور اسے اپنانا واجب ہے، اور اس کی حجیت عقل و منطق سے نہیں بلکہ خود دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، جیسا کہ اہل تحقیق نے تصریح فرمائی ہے۔[1]

---

(۱) بطور مثال دیکھئے، معالم اصول الفقہ عند اہل السنۃ والجماعۃ از محمد بن حسین جیزانی، (ص 162- 184) نیز دیکھئے، الوجیز فی اصول الفقہ الاسلامی، از ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الزحیلی 1 / 227-236

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اجماع کی حجیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں[1]:

"وأما إجماع الأمة فهو في نفسه حق لا تجتمع الأمة على ضلالة"۔[2]

رہا امت کا اجماع تو وہ بذات خود حق ہے، امت گمراہی پر اکٹھا نہیں ہو سکتی۔

نیز فرماتے ہیں:

"معنى الإجماع أن تجتمع علماء المسلمين على حكم من الأحكام، وإذا ثبت إجماع الأمة على حكم من الأحكام لم يكن لأحد أن يخرج عن إجماعهم؛ فإن الأمة لا تجتمع على ضلالة"۔[3]

اجماع کا معنی یہ ہے کہ مسلمانوں کے علماء احکام میں سے کسی حکم پر اکٹھا و متفق ہو جائیں۔ اور جب احکام میں سے کسی حکم پر امت کا اجماع ثابت ہو جائے تو کسی کے لئے ان کے اجماع سے نکلنے کا اختیار نہیں؛ کیونکہ امت گمراہی پر اتفاق نہیں کر سکتی۔

اسی طرح اجماع کی حجیت بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

"وعصم الله الأمة أن تجتمع على ضلالة، وجعل فيها من تقوم به الحجة إلى يوم القيامة، ولهذا كان إجماعهم حجة كما كان الكتاب والسنة حجة"۔[4]

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی امت کو ضلالت وگمراہی پر اکٹھا ہونے سے محفوظ رکھا ہے، اور امت

---

(۱) جو ان علماء محققین میں سے ہے جنہوں نے گائے اور بھینس کا حکم یکساں بتایا ہے اور اس مسئلہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا جواب بھی نقل فرمایا ہے، دیکھیے: مجموع الفتاوی (25 37)۔

(۲) مجموع الفتاوی (19 176) و (19 267) و (19 270)

(۳) مجموع الفتاوی (20 10)۔

(۴) مجموع الفتاوی (3 368)۔

میں ایسے لوگوں کو رکھا ہے جن سے قیامت تک حجت قائم ہوتی رہے گی، اور اسی سے ان کا اجماع اسی طرح حجت ہے جس طرح کتاب وسنت حجت ہیں۔(۱)

اس لیے بھینس کے گائے کی نوع ہونے اور دونوں کے حکم کی یکسانیت پر امت کے علماء لغت عرب اور علماء شریعت: مفسرین، محدثین اور فقہاء ومجتہدین کا اجماع ناقابل تردید ہے اس کا رد وانکار ممکن نہیں۔

۴۔ بھینس اور گائے کے اتحاد جنس اور حکم کی یکسانیت پر نقل کردہ علماء امت کے اجماع کے سلسلے میں امام اہل السنہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے قول:

"مَنِ ادَّعَى الْإِجْمَاعَ فَهُوَ كَاذِبٌ" (جو اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے)۔(۲)

سے بھی کوئی تشویش نہیں ہونی چاہیے کیونکہ امام موصوف رحمہ اللہ خود اجماع کی حجیت اور

---

(۱) [illegible] فرماتے ہیں

"[illegible]" (دیکھئے مجموع الفتاوی (7/ 38))

یہ آیت کریمہ (ومن یشاقق الرسول) [illegible] اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کا اجماع اس حیثیت سے حجت ہے [illegible] کی مخالفت رسول ﷺ کی مخالفت کو مستلزم ہے [illegible] [illegible] [illegible] کا مخالف کافر ہو جائے گا!)

(۲) مسائل الامام احمد بروایۃ عبد اللہ بن احمد بن حنبل (ص 439، ج 1587)

اس کے ایک مصدر شریعت ہونے کے قائل تھے، اور متعدد مسائل میں انہوں نے اجماع نقل بھی کیا ہے، لہذا اس قول کا مقصود اجماع کی عدم حجیت، یا استبعاد وجود نہیں ہے، بلکہ اہل علم کی توضیحات کی روشنی میں اس قول کے حسب ذیل کئی محمل ہیں:

۱۔ یہ بات امام احمد رحمہ اللہ نے تورعا واحتیاطاً کہی ہے، یعنی اجماع کے سلسلہ میں محتاط ہونا چاہیے، کیونکہ ہوسکتا ہے کوئی اختلاف ہو جس سے مدعی کو واقفیت نہ ہو۔

۲۔ یہ بات ان لوگوں کے حق میں کہی ہے، جنہیں مسائل میں سلف کے اختلافات کا صحیح اور وسیع علم نہ ہو، لہذا اجماع نقل کرنے میں احتیاط وتثبت درکار ہے، جیسا کہ اگلے جملے سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ نے فرمایا:

"لعل الناس اختلفوا ما يدريه، ولم ينته إليه؟ فليقل: لا نعلم الناس اختلفوا" (شاید لوگوں نے اختلاف کیا ہو، اسے علم نہ ہو اسے وہاں تک رسائی نہ ہوسکی ہو؟ لہذا یہ کہنا چاہیے: کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس میں لوگوں کا اختلاف ہے)۔(۱)

۳۔ امام احمد اور دیگر علماء حدیث رحمہم اللہ کا سابقہ بشر، ابن علیہ اور ان جیسے دیگر اہل کلام اور عقلانیوں سے تھا جو احادیث کے خلاف لوگوں کے اجماع بیان کرکے احادیث کو رد کیا کرتے تھے لہذا انہوں نے واضح کیا کہ یہ دعوی جھوٹا ہے، اور اس قسم کی باتوں سے سنتیں رد نہیں کی جاسکتیں۔۔۔ اس کا مقصد اجماع کے وجود کا استبعاد نہیں ہے، واللہ اعلم۔(۲)

---

(۱) علامہ ابو فضیل کی رب الوسیلہ (1 24)، و (2 175)، مختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة (ص 611)، نیز دیکھئے مجموع الفتاوی (19 271)، و (33 136)، والتحقیقات بشرح معروضات الامام احمد (1 24)۔

(۲) دیکھئے مختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة (ص 612) والفتاوی الکبری لابن تیمیہ (6 286)، نیز دیکھئے: معالم اصول الفقہ عند اہل السنة والجماعة، از محمد حسین جیزانی ص 169-170۔

پانچواں اشکال: (بھینس کی عجمیت اور لغت عرب کا تعارض)

بھینس کے لئے "الجاموس" کا لفظ عربی نہیں ہے اور بھینس عرب کا جانور بھی نہیں ہے لہذا اس کی حقیقت و ماہیت کے لیے لغت عرب سے استدلال درست نہیں، عربوں کو عجمی جانور (بھینس) کے بارے میں کیا معلوم ہو سکتا ہے؟

ازالہ:

۱۔ بلاشبہہ لفظ "الجاموس" عربی لفظ نہیں بلکہ فارسی معرب ہے اور قرآن و سنت میں کہیں وارد نہیں ہوا ہے، لیکن اس کے علاوہ دیگر متعدد الفاظ جو اصلاً غیر عربی ہیں، لیکن قرآن کریم میں استعمال ہوتے ہیں۔[1] ان الفاظ کے معانی و مفاہیم کے لئے لغت عرب ہی سے استدلال کیا جاتا ہے، تو لفظ "الجاموس" ہی سے آخر کیا بیر ہے کہ اس کی ماہیت کے لئے لغت عرب سے احتجاج درست نہیں ہے؟

اختصار کے پیش نظر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں:

معرب فارسی لفظ "الجاموس" کی طرح قرآن کریم میں وارد لفظ "سجیل" بھی فارسی زبان کا لفظ ہے اور "گاؤمیش" کی طرح دو فارسی الفاظ کا ایک معرب لفظ ہے، جیسا کہ مفسرین نے علماء لغت عرب سے نقل کیا ہے، چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(۱) چنانچہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے سلف سے نقل کیا ہے کہ قرآن میں متعدد زبانوں کے غیر عربی الاصل الفاظ بھی ہیں اور یہی بات واقع کے مطابق بھی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"عن أبي ميسرة، [illegible]" [تفسیر الطبری (1/ 14)]

ابو میسرہ کہتے ہیں کہ قرآن میں ہر زبان کے الفاظ ہیں

سجِّيلٍ وهي بالفارسية: حجارةٌ من طين، قاله ابن عباس وغيرُه، وقال بعضُهم: أي من "سنك" وهو الحجر، و"كل" وهو الطين"۔(۱)

"سجیل فارسی لفظ ہے، جس کے معنی گارے کے پتھر کے ہیں، یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے کہی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ فارسی لفظ "سنگ وگل" یعنی "سنگ وگل" (پتھر اور گیلی مٹی، گارا) سے معرب ہے۔

اور ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"هما كلمتان بالفارسية، جعلتهما العرب كلمةً واحدة، وإنما هو سنج وجل يعني بالسنج: الحجر، والجل: الطين"۔(۲)

یہ دونوں فارسی الفاظ ہیں، جنہیں عربوں نے ایک لفظ بنا دیا ہے، دراصل یہ "سنگ اور گل" ہے، سنگ کے معنی پتھر اور گل کے معنی گارا اور گیلی مٹی ہے۔

اور "سجیل" کے بارے میں یہ ساری باتیں تمام علماء لغت کے یہاں موجود ہیں، جہاں سے علماء مفسرین نے اخذ فرمایا ہے، چنانچہ ابن منظور دمشقی لکھتے ہیں:

"مُعرّب دخيل، وهو سنك وكل، أي حجارة وطين۔ وقال أهل اللغة: هذا فارسيٌّ والعربُ لا تعرف هذا۔ ومن كلام الفرس ما لا يُحصى مما قد أعربته العربُ نحو جاموس وديباج"۔(۳)

---

(۱) تفسیر ابن کثیر (4/340)، تفسیر طبری (1/14)؛ نیز دیکھیے جامع فیروز اللغات، ص: (813،1100)۔

(۲) تفسیر ابن شیخ محقق سانی سلامت (8/487)

(۳) دیکھیے لسان العرب (11/327)؛ نیز دیکھیے تہذیب اللغۃ (10/309)، المعرب من کلام العرب

"سجیل" غیر عربی لفظ ہے، جسے عربی زبان میں ڈھالا گیا، اور وہ ہے سنگ اور گل یعنی پتھر اور گارا۔۔۔ اور اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے۔ عرب اسے سجیل جانتے ہیں۔۔۔ اور فارسیوں کے بے شمار الفاظ ہیں جنہیں عربوں نے عربی زبان میں ڈھالا ہے جیسے "جاموس" (بھینس) اور "دیباج" (ریشم)۔

اسی طرح "مقالید" بھی فارسی لفظ ہے، جس کے معنی کنجی کے ہیں[1] نیز "المرجان" بھی فارسی لفظ ہے، جس کے معنی سرخ منکے کے ہیں۔[2]

اسی طرح قرآن کریم میں دیگر زبانوں کے متعدد معرب الفاظ مستعمل ہیں، مثلاً: مشکاۃ، الیم، اطعوا، اباریق، استبرق، القسطاس، الغساق وغیرہ۔[3]

۲۔ رہا مسئلہ یہ کہ عربوں کو کسی جانور (بھینس) کے بارے میں کیا معلوم ہوگا؟ تو واضح رہے کہ عرب یا عربی ہونا الگ بات ہے اور ماہر لغت عرب ہونا الگ بات ہے، چنانچہ علم لغت عرب کی مہارت اور اصول لغت میں گیرائی ایک غیر عربی یعنی عجمی کو بھی ہو سکتی ہے، ضروری نہیں کہ لغت عرب کا ماہر عربی الاصل والنسل ہی ہو، اور الحمد للہ علماء لغت کی ایک تعداد ایسی بھی

(ص: 600)، ومجمل اللغۃ لابن فارس (ص: 487)، والمحکم والمحیط الاعظم (7/ 274)، والکلیات (ص: 520) و(ص: 959)، وتاج العروس (29/ 179)، والمعجم الوسیط العربیۃ (1/ 102)۔

(۱) تفسیر ابن کثیر (7/ 112)

(۲) تفسیر ابن کثیر (7/ 493)۔

(۳) دیکھئے فی التعریب والمعرب معروف بحاشیۃ ابن بری (ص: 20) نیز دیکھئے: دراسات فی فقہ اللغۃ (ص: 316) اور عجمی زبانوں کے الفاظ کی تعریب اور اس کی مزید مثالوں کی وضاحت کے لئے ملاحظہ فرمائیں: المخصص (4/ 221-224)۔

ہے جو اصل ونسل کے اعتبار سے عجمی ہونے کے باوصف زبان عرب میں ماہر فن ہی نہیں بلکہ امامت کا درجہ رکھتی ہے، لہٰذا ایک طرف وہ عجمی ہونے کے سبب "گاؤمیش" (بھینس) کی اصلیت و ماہیت سے بھی اچھی طرح واقف ہیں اور دوسری طرف لغت عرب میں امامت کے سبب "گاؤمیش" کی تعریب "الجاموس" اور اس کے جنس "بقر" (گائے) کی نوع اور نسل ہونے سے بھی آگاہ ہیں، بطور مثال بعض اہل لغت عرب کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں، جو عجمی الاصل والنسل ہیں، اور عرب وعجم سے خوب واقف ہیں:

۱۔ ادیب، لغوی علامہ ابو منصور محمد بن احمد بن الازہر بن طلحہ بن نوح بن الازہر بن نوح بن حاتم الازہری الہروی، الشافعی رحمہ اللہ (282-370ھ) مطابق (895-980ء)

ان کی ولادت خراسان کے علاقہ ہرات میں ہوئی، آغاز میں فقہ کی طرف توجہ تھی، پھر عربی زبان وادب کے علم کا شوق غالب ہوا، چنانچہ اس کے حصول میں کئی سفر کیے، قبائل اور ان کے احوال کے مسلہ میں وسیع علم حاصل کیا، تاریخ الاآخر میں ہرات ہی میں ان کی وفات ہوئی۔

ان کی مشہور تصانیف میں تہذیب اللغۃ ہے جو دس زیادہ جلدوں پر محیط ہے، اسی طرح التقریب فی التفسیر، الزاہر فی غرائب الالفاظ، علل القراءات، وکتاب فی اخبار یزید بن معاویۃ وغیرہ کتابیں ہیں۔[1]

۲۔ نحو لغت، اشعار عرب کے حادثات و وقائع اور ان سے متعلقہ امور کے عالم، علامہ ابو الحسن علی بن اسماعیل اندلسی، مرسی معروف بہ ابن سیدہ (نابینا) رحمہ اللہ (398 - 458ھ) مطابق (1007-1066ء)۔

---

(۱) دیکھئے معجم مؤلفین از عمر رضا کحالہ (8/ 230)۔

آپ کی ولادت (اسپین کے شہر) مرسیہ میں ہوئی، اور چھبیس ربیع الآخر کو دانیہ میں وفات پائے۔

آپ کی مشہور تصانیف میں "المحکم والمحیط الاعظم فی لغۃ العرب" جو حروف معجم کی ترتیب سے بارہ جلدوں پر محیط ہے، اسی طرح الانیق فی شرح الحماسۃ، الوافی فی علم القوافی، شرح اصلاح المنطق، وکتاب العالم فی اللغۃ، وغیرہ ہیں۔ (۱)

۳۔ معروف لغوی اور دیگر علوم کے ماہر علامہ ابو الطاہر مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم فیروزآبادی، شیرازی شافعی رحمہ اللہ (729 - 817 ھ) (1329 - 1414ء)۔

آپ کی ولادت (ایران کے شہر) کازرون میں ہوئی اور وہیں پرورش پائے، پھر شیراز (ایران کے صوبہ فارس کا ایک شہر) منتقل ہوئے اور وہاں اپنے والد اور شیراز کے دیگر علماء سے عربی زبان وادب کا علم حاصل کیا، اور پھر عراق جا کر وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا، پھر قاہرہ تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا، اسی طرح روم، ہندوستان وغیرہ بھی تشریف لے گئے، پھر زبید گئے اور وہاں بیس سال گزار دیا، اور بیس شوال کی شب میں وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ کی مشہور تصانیف میں القاموس المحیط والقابوس الوسیط اور البلغۃ فی تراجم ائمۃ النحو واللغۃ وغیرہ ہیں۔ (۲)

---

(۱) معجم المؤلفین (7/ 36)

(۲) معجم المؤلفین (12/ 118)۔

۳۔ معروف ادیب، لغوی، خوشخط علامہ ابونصر اسماعیل بن حماد جوہری فارابی رحمہ اللہ (وفات 393ھ مطابق 1003ء)۔

یہ اصلاً ملک ترک کے علاقہ فاراب (موجودہ کزاخستان کا ایک شہر) کے ہیں، پھر عراق کا سفر کیا اور وہاں ابوعلی فارسی اور ابوسعید سیرافی سے عربی پڑھا، پھر حجاز کا سفر کیا، وہاں ربیعہ اور مضر وغیرہ کے علاقوں کی سیر کی، اور حصول علم میں سخت جانفشانی کا ثبوت دیا، اور خراسان واپس لوٹ آئے پھر وہاں سے نیشاپور چلے گئے، اور عمر کے آخری مرحلہ تک وہیں تدریس، تصنیف اور کتابت وغیرہ میں مشغول رہے یہاں تک کہ وہیں وفات پائے۔

آپ کی مشہور تصنیفات میں: تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، کتاب المقدمۃ فی النحو، اور کتاب فی العروض وغیرہ ہیں۔[1]

الحاصل ایکہ یہ لغت عرب کے ماہرین ہیں جو غیر عرب ہیں، اور ان علاقوں کے ہیں جہاں بھینسیں پائی جاتی تھیں، لہذا انہیں جاموس اور بقر میں یکسانیت اور اتحاد جنس کا بخوبی علم ہے اور ان کی تصریحات بلاشبہ معتبر ہیں، بالخصوص جب کہ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ و ہو، علم

چھٹا اشکال: (تعارض بین اللغۃ والشرع)

علماء لغت نے بھینس کو گائے کی جنس کی ایک نوع کہا ہے، لیکن شریعت میں بھینس کا ذکر نہیں ہے، لہذا لغت اور شریعت میں تعارض ہے، اور ایسی صورت میں شریعت کو مقدم کیا جائے گا اور لغت کے مدلول کو رد کردیا جائے گا"

(۱) معجم المولفین (2/ 267)۔

ازالہ:

۱۔ شریعت میں بھینس کے لفظ کا ذکر نہیں ہے، البتہ البقر یعنی گائے کا ذکر موجود ہے اور اس میں کسی بھی نوع ونسل، رنگ وشکل اور نام ولقب کی تحدید نہیں ہے، بلکہ بقر عام ہے، اب باعتبار لغت وشرع جس پر بھی بقر کا اطلاق ہو وہ اس حکم میں داخل ہے۔

۲۔ "لغت وشرع کے مابین اختلاف وتعارض اور ترجیح وتقدیم" کا مذکورہ قاعدہ مسلم ہے، اس سے ادنیٰ اختلاف نہیں، لیکن زیر بحث مسئلہ میں صورت حال بالکل برعکس ہے، یعنی لغت وشرع میں اختلاف وتعارض نہیں بلکہ بالکلیہ مطابقت اور یکسانیت ہے، اور بھینس کے گائے کی نوع ہونے کے سلسلہ میں جو تصریحات بلا اختلاف علماء لغت نے کی ہیں بعینہٖ وہی تصریحات علماء شرع مفسرین، محدثین، فقہاء امت اور ائمہ اجتہاد وفتاوی نے کی ہیں، اور سلف امت کی تاریخ کے ادوار میں بھینس اور گائے کا حکم شرعی مسائل زکاۃ وقربانی میں یکساں رہا ہے۔ اگر واقعی کہیں لغت وشرع کا تعارض ہوتا تو ائمہ شریعت سے کہیں نہ کہیں ضرور نقل کیا جاتا اور کتابوں میں مندرج ومحفوظ ہوتا۔ واللہ اعلم

ساتواں اشکال: (بقر کا اطلاق وتقیید)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، کیونکہ بھینس مطلق گائے نہیں ہے، بلکہ اسے عربی میں "ضان البقر" اور فارسی میں گاؤمیش کہتے ہیں، جس کی تعریب "جاموس" سے کی گئی ہے، جبکہ قربانی کے لئے بلا قید مطلق گائے ہونا ضروری ہے!!

ازالہ:

۱۔ شرعی احکام میں الفاظ ومبانی سے زیادہ مدلولات ومعانی کا اعتبار ہے، گائے کی نوع

بھینس کا انکشاف ہونے کے بعد اسے دیکھ کر عربوں نے ظاہری شباہت کے اعتبار سے جو نام دیا وہ مطلق ہے یا مقید شریعت کو اس سے بحث نہیں ہے، یہ تو تسمیہ وتلقیب سے تعلق رکھتا ہے، اصل مطلوب تو مسمی ہے، اس کی حقیقت اور حکم ہے۔ بحث اس امر سے ہے کہ اس جانور پر علماء شریعت نے جو حکم منطبق کیا وہ کیا ہے؟ اور تمام مباحث گزر چکی ہیں کہ علماء امت نے مطلق اور مقید دونوں ناموں کی گایوں کا حکم یکساں رکھا ہے۔

۲۔ نام کے اطلاق وتقیید کا یہ نکتہ سلف امت کے سامنے بھی تھا کیونکہ انہوں نے اس مقید نام کی خود صراحت کی ہے اور ساتھ ہی گائے اور بھینس کا حکم یکساں قرار دیا ہے، کما تقدم۔ لہذا نام کے مطلق ومقید ہونے کا اعتبار نہیں، اس سے حکم متاثر نہیں ہوتا۔

۳۔ جس طرح گائے کی نوع بھینس کو عربوں نے "ضأن البقر" کا مقید نام دیا ہے، اسی طرح اونٹ وغیرہ دیگر انواع کو بھی انھوں نے "ضأن" سے مقید نام دیا ہے، مثلاً بختی اونٹ کو "ضأن الابل" کہا کرتے تھے، جیسا اہل علم نے صراحت کی ہے۔ حیوانات کی حقیقت وماہیت اور ان کے انواع واقسام اور نسلوں کے ماہر علامہ جاحظ بصری فرماتے ہیں:

"والجواميس عندهم ضأن البقر، والبخت عندهم ضأن الإبل، والبراذين عندهم ضأن الخيل"۔(۱)

بھینسیں ان کے یہاں گائے مینڈھا، بختی ان کے یہاں اونٹ مینڈھا اور ٹٹو ان کے یہاں گھوڑا مینڈھا ہیں۔

اسی طرح علامہ عبداللہ بن قتیبہ دینوری عیون الاخبار میں لکھتے ہیں:

(۱) الحیوان (1/ 100) و(5/ 244)۔

"ویقال: الجوامیس ضأن البقر، والبخت ضأن الإبل، والبراذین ضأن الخیل"۔(۱)

بھینسوں کو گائے مینڈھا، بختی (خراسانی) اونٹوں کو اونٹ مینڈھا اور ٹٹوؤں کو گھوڑا مینڈھا کہا جاتا ہے۔۔۔

بعینہ یہی بات "العقد الفرید" میں علامہ محمد احمد المعروف بابن عبد ربہ نے بھی کہی ہے۔(۲)

علامہ ابوالفضل احمد بن محمد میدانی نیسابوری فرماتے ہیں:

"والفرس عند العرب معز الخیل، والبراذین ضأنها، کما أن البخت ضأن الإبل، والجوامیس ضأن البقر"۔(۳)

عربوں کے یہاں فرس "گھوڑا بکری" اور ٹٹو "گھوڑا مینڈھا" ہیں، جس طرح بختی اونٹ "اونٹ مینڈھا" اور بھینسیں "گائے مینڈھا" ہیں۔

علامہ شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب النویری فرماتے ہیں:

"والبختی کالبغل، ویقال البخت ضأن الإبل، وھی متولدۃ عن فساد مني العراب"۔(۴)

بختی اونٹ خچر کی طرح ہوتے ہیں، اور بختی اونٹوں کو "اونٹ مینڈھا" کہا جاتا ہے، جو عربی نسل اونٹ کی فاسد منی سے پیدا ہوتے ہیں۔

---

(۱) عیون الاخبار (2 87)۔

(۲) دیکھیے العقد الفرید (7 263)

(۳) مجمع الامثال (2 48)

(۴) نہایۃ الارب فی فنون الادب (10 109)، دیکھیے الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم (7 133)۔

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ بختی اونٹ بھی نام کے اعتبار سے مطلق ابل (اونٹ) نہیں ہیں، بلکہ مقید اونٹ ہیں جنہیں عرب "ضان الابل" کہتے ہیں۔ اور بختی کی زکاۃ اور قربانی میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، تو بھینس بھی ضان البقر ہے اس میں بھی زکاۃ اور قربانی میں کسی طرح کا کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیے!!

جس طرح ناموں کی تقیید اونٹ کی انواع میں زکاۃ اور قربانی کے حکم کو متاثر نہیں کرتی اسی طرح بھینس کا مقید نام بھی زکاۃ و قربانی کی مشروعیت پہ اثر انداز نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

آٹھواں اشکال: (نبی ﷺ اور صحابہ سے بھینس کی قربانی کا عدم ثبوت)

بھینس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھینس کی قربانی نہیں کی ہے۔

ازالہ:

۱۔ کیا بھینس کی قربانی کے جواز کے لیے نبی کریم ﷺ کا اسے عملاً انجام دینا ضروری ہے، خواہ اس کے اسباب میسر ہوں یا نہ ہوں؟ کیا شریعت کے نصوص اور ان کے بارے میں شرعی اصولوں کی روشنی میں سلف امت کا فہم اور عمل کافی نہیں؟ اگر کافی ہے تو اشکال زائل ہو جاتا ہے، اور اگر کافی نہیں، تو کیا بھینس کا گوشت نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے کھانا ثابت ہے؟ یا اس کی زکاۃ لینا ثابت ہے؟ کیا قربانی کے جانوروں کی دنیا میں پائی جانے والی تمام قسموں اور نسلوں کی قربانی نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے؟ یا اونٹ، گائے اور بکریوں کی تمام انواع کی زکاۃ لینا نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے؟ یا ان کا گوشت کھانا ثابت ہے؟ ظاہر ہے کہ ان سوالات کے جوابات نفی میں ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھینس کی قربانی کو جائز کہتے ہیں, مسنون نہیں کہتے, اور دونوں باتوں میں نمایاں فرق ہے, جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

۲۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھینس کی قربانی نہ کرنے یا زکاۃ نہ لینے یا اس کا گوشت نہ کھانے کے عدم ثبوت کا سبب یہ نہیں ہے کہ وہ ان کے یہاں موجود اور فراہم تھی, لیکن ناجائز ہونے کے سبب آپ ﷺ اور صحابہ نے اس کی قربانی نہیں کی, بلکہ معاملہ یہ تھا کہ وہ نسل ہی ان کے یہاں موجود ومتعارف نہ تھی, اور جب موجود ہوئی تو ہمارے سلف جو موجود تھے انہوں نے اسے گائے ہی سمجھا, کسی کا اختلاف بھی منقول نہیں, جس کا اس بات سے اتفاق نہ ہو, بلکہ اجماعی طور پر گائے اور بھینس دونوں سے یکساں واجب زکاۃ لی گئی اور قربانی کی گئی۔

یہی وجہ ہے کہ جب علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے بھینس کی قربانی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے, اور اللہ تعالی نے قرآن کریم میں صرف ان چیزوں کو بیان کیا ہے جو عربوں کے یہاں معروف تھیں... اور بھینس اہل عرب کے یہاں معروف نہ تھی"۔[1] واللہ اعلم۔

نواں اشکال: (بھینس کی قربانی عبادات میں اضافہ ہے)

قربانی عبادت ہے, اس کے جانور متعین ہیں, اس میں بھینس کا نام نہیں ہے, لہذا بھینس کا اضافہ کرنا عبادت میں اضافہ کرنا ہے, اور یہ جائز نہیں, اس کی مثال ویسی ہی ہے جیسے کوئی نماز کی متعینہ رکعات میں اضافہ کردے وغیرہ, جس کی گنجائش نہیں۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

(1) مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین (25/ 34)

"بابُ القُرُباتِ يُقْتَصرُ فيه على النُّصُوصِ، ولا يُتَصرَّفُ فيه بأنْواعِ الأقْيِسةِ والآراءِ"۔ (۱)

قربتوں (عبادات) کے باب میں نصوص پر اکتفا کیا جائے گا مختلف قیاسات اور آراء کے ذریعہ اس میں تصرف نہیں کیا جائے گا۔

نیز اس بات کو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ سے علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔ (۲)

ازالہ:

۱۔ قربانی بلاشبہ عبادت ہے اور اس کے جانور طے شدہ ہیں جو آٹھ ازواج ہیں، اونٹ گائے، بکرا، اور مینڈھا (مذکر و مونث) اور بھینس بھی گائے ہے جو عرب کے علاوہ دوسرے علاقوں میں پائی جاتی تھی اور گائے منصوص ہے، اسی طرح بختی اور دیگر قسمیں بھی اونٹ میں داخل ہیں، نیز بکریوں کی دیگر نسلیں بھی بکری میں شامل ہیں۔ یہ قربانی کے جانور میں اضافہ نہیں بلکہ دنیا میں پائی جانے والی انہی جانوروں کی نسلیں ہیں انہیں اضافہ کہنا زیادتی اور بے جا شدت ہے۔ کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ صرف حجاز مقدس مکہ و مدینہ ہی کی نسلوں کی قربانی جائز ہے، دیگر علاقوں کی نہیں شریعت اسلامیہ میں اس تحدید اور پابندی کی کوئی دلیل نہیں"

قربانی کے جانوروں میں اضافہ اس وقت ہوتا اور کہا جاتا جب مذکورہ چوپایوں کے علاوہ کسی پانچویں جنس کے جانور کو قربانی میں شامل کیا جاتا"

۲۔ قربانی کے مسئلہ میں بہیمۃ الانعام کی تفسیر میں مفسرین، شارحین حدیث، اور فقہاء

(۱) تفسیر ابن کثیر (7 465)۔

(۲) موسوعة الالبانی فی العقیدة (9 42) نیز دیکھئے۔ احکام الجنائز (ص: 173 174)

و مجتہدین نے آٹھ ازواج کی وضاحت فرمائی ہے اور اس کے سوا دیگر جانوروں کی قربانی کے عدم جواز و اجزاء کی تصریح فرمائی ہے اور دیگر جانوروں کی مثال میں انہوں نے وحشی گائے، گدھے اور ہرن وغیرہ کا نام بتلایا ہے۔ ہمارے محدود علم کے مطابق کسی نے بھی مثال میں بھینس کو پیش نہیں کیا ہے اسی طرح گائے کی دیگر قسموں اور اونٹ کے دیگر انواع بختاتی وغیرہ کو پیش نہیں کیا ہے، کہ یہ ثمانیۃ ازواج پر اضافہ ہیں اور قربانی عبادت ہے اس میں اضافہ کرنا جائز نہیں لہذا بھینس اور بختاتی وغیرہ کی قربانی ناجائز ہے!!

یہ اس بات کی دوٹوک دلیل ہے کہ ان چاروں کے علاوہ کسی پانچویں جنس کا اضافہ قربانی جیسی عبادت میں رائے پرستی اور من مانی اضافہ ہوگا۔ رہیں ان کی قسمیں اور نسلیں تو وہ بدیہی طور پر ان میں داخل ہیں الا یہ کہ استثناء کی کوئی مستند دلیل ہو۔ واللہ اعلم۔

3۔ جنس و نوع کا حکم یکساں ہے، بھینس کو گائے کی جنس سے ماننا عبادت میں من مانی اضافہ نہیں چنانچہ علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ جنہوں نے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول "ذات القرناء بغضر" الخ نقل فرمایا ہے، انہوں نے خود بھینسوں میں زکاۃ کا فتویٰ دیا ہے، چنانچہ علامہ رحمہ اللہ کے شاگرد شیخ حسین بن عودۃ العوایشہ نقل فرماتے ہیں:

"وسئل شيخنا – رحمه الله – هل في الجاموس زكاة؟ فأجاب: نعم في الجاموس زكاة؛ لأنه نوع من أنواع البقر"۔ (1)

ہمارے شیخ – علامہ البانی رحمہ اللہ – سے سوال کیا گیا: کیا بھینس میں زکاۃ ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: جی ہاں بھینس میں زکاۃ ہے؛ کیونکہ وہ گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

(1) دیکھیے: الموسوعۃ الفقہیۃ المیسرۃ فی فقہ الکتاب والسنۃ المطہرۃ حسین عوایشہ (3/ 76)

مولف کتاب شاگرد رشید شیخ حسین عوایشہ نے مقدمہ میں وضاحت کیا ہے کہ "شیخنا" (ہمارے شیخ) سے مراد علامہ البانی رحمہ اللہ ہیں، لکھتے ہیں:

"وقد رجعتُ لشيخنا الألباني -شفاه الله تعالى وعافاه- في كثير من المسائل، فاستفدتُ منه، وسُررتُ برأيه، فجزاه الله عني وعن المسلمين خيراً"[1]۔

میں نے شیخ البانی - اللہ انہیں شفا اور عافیت دے - سے بکثرت مسائل میں رجوع کیا، آپ سے استفادہ کیا اور آپ کی رائے سے خوش ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کو میری اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

دسواں اشکال: (بعض اہل علم کے احتیاطی فتاوے)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، یہی وجہ ہے کہ علماء اہل حدیث نے اس مسئلہ میں احتیاط کا فتوی دیا ہے۔

ازالہ:

۱۔ جمہور علماء امت نے بھینس کو گائے کی نوع قرار دیا ہے، بلکہ دونوں کے اتحاد حکم پہ امت کا اجماع منقول ہے اور گائے کی طرح بھینس میں بھی زکاۃ واجب اور قربانی جائز ہے، احتیاط کی بات ہمارے علم کے مطابق سب سے پہلے شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ الرحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے "مرعاۃ المفاتیح" میں کہی ہے، اور پھر اسی بنیاد محقق کبیر حافظ زبیر علیزئی اور دیگر لوگوں نے احتیاط کے فتوے صادر کیے ہیں۔

لیکن واضح رہے کہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے "احتیاط" کا معنی عدم جواز نہیں، بلکہ جواز ہے،

---

(1) دیکھیے: الموسوعة الفقهية الميسرة في فقه الكتاب والسنة المطهرة (1/ 6).

جیسا کہ آپ نے آگے قربانی کرنے والوں پر عدم ملامت کی صراحت فرمائی ہے۔ نیز جواز کی وضاحت اور تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ رحمہ اللہ نے دوسری جگہ گاؤمیش (بھینس) کی قربانی کے متعلق جواز کا فتوی دیا ہے۔[1]

۲۔ احتیاط کا فتوی قدرے محل نظر ہے۔ کیونکہ نقطہ بحث یہی ہے کہ بھینس گائے کی جنس سے ہے یا نہیں؟ اب اگر ہے تو جائز ہے، ورنہ ناجائز، درمیان میں احتیاط کا کوئی محل نہیں ہے۔

چنانچہ حافظ ابو یحیی نورپوری لکھتے ہیں:

"پھر یہ احتیاط والی اس لئے بھی عجیب سی ہے کہ اگر بھینس گائے نہیں تو اس کی قربانی سرے سے جائز ہی نہیں، اور اگر یہ گائے ہے تو اس کی قربانی بالکل جائز ہے اس میں کوئی درمیانی راستہ تو ہے ہی نہیں"۔[2]

۳۔ احتیاط کہنا بذات خود عدم جواز سے عدم اطمینان کا غماز ہے، ورنہ اطمینان ہو تو عدم جواز کی صراحت سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) جیسا کہ دوسری فصل میں ذکر ہو چکا ہے دیکھئے: فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوری رحمہ اللہ، جمع و ترتیب: محمد عبید العزیز عبید اللہ مبارکپوری، 2/ 400-402، دار الابلاغ لاہور، نیز دیکھئے: فتوی حافظ صلاح الدین یوسف ص 161

(۲) دیکھئے: بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، از: شیخ حافظ ابو یحیی نورپوری صاحب مدیر ماہنامہ السنہ جہلم، ص 7۔

ثانیاً: عوامی شبہات:

پہلا شبہہ: (قربانی کے جانور آٹھ ازواج ہیں دس نہیں!)

بھینس کی قربانی جائز نہیں۔ کیوں قربانی کے مشروع جانور آٹھ ازواج ہیں اگر بھینس کو شامل کیا جائے گا تو یہ تعداد دس ہو جائے گی۔ لہذا بھینس کو قربانی کا جانور شمار کرنا کتاب اللہ پہ زیادتی کرنا ہے، جو امر باطل اور غلط ہے۔

ازالہ:

۱۔ ان آٹھ ازواج سے ان کی جنسیں مراد ہیں، جیسا کہ ائمہ لغت، مفسرین قرآن، شارحین حدیث اور فقہ و اجتہاد اور فتاوی کے علماء کی تصریحات کی روشنی میں یہ بات گزر چکی ہے۔ لہذا ان اجناس کی قسمیں اور نسلیں اس میں شامل ہیں، اس سے تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا، بلکہ وہ انہی آٹھ ازواج میں شامل ہوں گی، جیسا کہ اونٹ کی بختی اور عراب وغیرہ قسموں اور اسی طرح گائے کی عراب جوامیس اور دربانیہ وغیرہ قسموں اور نسلوں میں سلف امت کا طریقہ رہا ہے، کہ بلا تفریق تمام انواع اور نسلوں میں زکاۃ اور قربانی کرتے رہے ہیں، کسی نے اسے اضافہ نہیں سمجھا۔

۲۔ ہاں اگر ان چار جنس کے جانوروں (مونث سمیت آٹھ ازواج) کے علاوہ کوئی پانچویں جنس کی قربانی کی جائے گی تو تعداد آٹھ کے بجائے دس ہو جائے گی، جو ناجائز ہوگی، مثلاً ہرن، جنگلی گائے، اور گدھے وغیرہ، جیسا کہ علماء مفسرین ومحدثین نے مثالوں سے واضح کیا ہے۔

دوسرا شبہہ: (جفتی کا مسئلہ)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، اور بھینس گائے کی جنس سے بھی نہیں، کیونکہ گائے بیل کی جفتی

سے بھینس پیدا نہیں ہوتی!!

ازالہ:

۱۔ بارہا یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم اور ایک عجمی نسل ہے جو فارس اور افریقہ وغیرہ میں پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ظاہری حلیہ بھی عام گایوں سے مختلف ہے۔ تو ظاہر ہے کہ جس نوع کے نر و مادہ میں جفتی کرائی جائے گی اسی نوع کا بچہ پیدا ہوگا۔ اسی سے عام گائے بیل کی جفتی سے عام گائے بیل پیدا ہوں گے، اور بھینس بھینسے کی جفتی سے کٹے پیدا ہوں گے، نہ اس جفتی سے کٹے پیدا ہوں گے، نہ ہی اس جفتی سے عام گائے کا بچہ پیدا ہوگا۔ ہاں اگر دونوں کی مختلط جفتی کرائی جائے تو بختی اونٹوں کی طرح ایک تیسری نسل مخلوط پیدا ہوگی۔ اس کی واضح مثال نوع انسان ہے کہ انسان ہونے میں ساری دنیا کے انسان مشترک ہیں، لیکن علاقائی اور نسلی طور پر قد و قامت، حلیہ اور رنگت وغیرہ مختلف ہے۔ اب ظاہر ہے کہ عربی النسل یا سفید فام مرد و عورت سے افریقی حلیہ وہیکل، شکل و صورت، قد و قامت اور رنگت کے سیاہ فام بچے پیدا نہیں ہوں گے، بلکہ عربی شکل وحلیہ ہی کے پیدا ہوں گے، اسی طرح اس کے برعکس۔ [1] لیکن اس اختلاف کے باوصف سب نوع انسانی کا حصہ ہیں کسی کو انسانی نوع سے خارج نہیں کیا جا سکتا!!

۲۔ جفتی کے اس مسئلہ سے شرعی حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جب تک کہ جانور آٹھ ازواج سے خارج نہ ہو، اس کی عمدہ وضاحت کے لیے امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول بغور ملاحظہ فرمائیں:

"وَلَوْ نَزَا كَبْشٌ مَاعِزَةً أَوْ تَيْسٌ ضَائِنَةً فَنُتِجَتْ كَانَ فِي نِتَاجِهَا الصَّدَقَةُ،

---

(۱) الا یہ کہ رگ عرق کا کوئی معاملہ ہو جیسا کہ حدیث آگے آرہی ہے۔

لأنها غنم كلها وهكذا لو نزا جاموس بقرة، أو ثور جاموسة، أو بختي عربية، أو عربي بختية كانت الصدقات في نتاجها كلها؛ لأنها بقر كلها، ألا ترى أن الصدقة تؤخذ من العراب واختلاف الإبل كلها، وهي مختلفة الخلق والصدقة في الجواميس مع البقر والدربانية مع العراب وتختلف البقر كلها وهي مختلفة، والصدقة في الضأن واختلاف الضأن، والمعز كلها؛ لأن كلها غنم وبقر وإبل"(1)

اگر مینڈھا بکری کو جفتی کرے، یا بکرا مینڈھی کو، اور بچے پیدا ہوں تو اس میں زکاۃ ہوگی کیونکہ یہ سب بکرے ہیں، اسی طرح اگر بھینسا گائے کو جفتی کرے یا بیل بھینس کو، یا بختی عربیہ کو، یا عربی بختیہ کو تو ان تمام کی پیداوار میں زکاۃ ہوگی؛ کیونکہ یہ سب گائیں ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم عربی اونٹوں اور اونٹ کی تمام انواع کے ساتھ بختی اونٹوں کی بھی زکاۃ ادا کرتے ہیں حالانکہ وہ ساخت اور حلیہ وشکل میں مختلف ہوتے ہیں، اور عربی، دربانیہ اور گائے کی دیگر تمام قسموں کے ساتھ بھینسوں کی بھی زکاۃ دیتے ہیں، حالانکہ وہ مختلف ہوتے ہیں، اور مینڈھا جس سے بکری اور بکریوں کی بہت سی قسمیں پیدا ہوتی ہیں، سارے مینڈھوں کی زکاۃ نکالتے ہیں، کیونکہ یہ سب کے سب بکریاں گائیں اور اونٹ ہی ہیں۔

اس سے جفتی کے پہلو سے مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ واللہ اعلم

---

(1) دیکھئے: الام للشافعی (2/ 20)۔

تیسرا شبہہ: (بھینس کی قربانی اور مقلدین کی مشابہت)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، مقلدین احناف کے یہاں بھینس کی قربانی جائز ہے، اسے جائز قرار دینے سے ان مقلدین کی موافقت لازم آتی ہے۔

ازالہ:

۱۔ بھینس کی قربانی کا مسئلہ صرف مقلدین احناف کا نہیں بلکہ مسالک اربعہ کے علماء وائمہ سمیت سلفاً وخلفاً تمام ائمہ مجتہدین، وعلماء فقہ وفتاوی اور جمہور امت کا ہے، جنہوں نے متفقہ طور پر بھینس کو گائے کی جنس سے مانا ہے، اور ہر دور میں گائے کے نصاب اور شرائط کے مطابق اس کی زکاۃ لی جاتی رہی ہے، اور قربانی ہوتی رہی ہے، اور یہی بات دلائل، اقوال اور تعلیمات کی روشنی راجح اور درست ہے، اس مسئلہ میں اختلاف محض کم وبیش ایک دو صدی پیشتر سے رونما ہوا ہے۔

۲۔ رہا مسئلہ احناف یا دیگر مقلدین کی موافقت یا مشابہت کا، تو ظاہر ہے کہ یہ منہج اہل حدیث کے سراسر خلاف ہے، ہمارا منہج یہ ہے کہ ہم دلیل کے ساتھ رہیں، اور حق کے سوا کسی کے لئے تعصب نہ کریں، اور الحمد للہ سلفیت واہل حدیثیت محض حنفیت یا مقلدین کی مخالفت کا نام نہیں ہے۔ چنانچہ محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"ندور مع الدليل حيث دار، ولا نتعصب للرجال، ولا نتحيز لأحد إلا للحق كما نراه ونعتقده"[1]

ہم دلیل کے ساتھ چلتے ہیں وہ جہاں بھی جائے، ہم لوگوں کے لئے تعصب نہیں کرتے نہ کسی

(۱) التوسل أنواعه وأحكامه (ص:43)، موسوعة الألباني في العقيدة (3/ 606)۔

کسی کے لئے ادھر ادھر مائل ہوتے ہیں سوائے حق کے جیسا ہم اسے دیکھتے یا اس کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اسی طرح سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أما مسائل الخلاف فمنهجي فيها هو ترجيح ما يقتضي الدليل ترجيحه والفتوى بذلك سواء وافق ذلك مذهب الحنابلة أم خالفه؛ لأن الحق أحق بالاتباع"۔(1)

اختلافی مسائل میں میرا منہج یہ ہے کہ بمقتضائے دلیل جو بات ترجیح کی مستحق ہو اسے ترجیح دوں، اور اسی کا فتوی دوں؛ خواہ وہ حنابلہ کے مسلک کے موافق ہو یا مخالف؛ کیونکہ حق اپنی پیروی کا زیادہ سزاوار ہے۔ واللہ اعلم

چوتھا شبہہ: (بھینس اور گائے کی شکل وصورت اور مزاج میں فرق)

بھینس کی قربانی جائز نہیں، اور وہ گائے کی جنس سے نہیں ہو سکتی، کیونکہ دونوں میں ظاہری ومعنوی طور پر کئی فروق ہیں، مثلاً اس کا رنگ، شکل وصورت، مزاج وطبیعت وغیرہ کہ گائے پانی سے بھاگتی ہے جبکہ بھینس پانی اور کیچڑ میں رہنا پسند کرتی ہے۔

ازالہ:

1۔ جب لغوی وشرعی طور پر بھینس کا گائے کی جنس سے ہونا، اور شرعی مسائل میں پوری امت کے اجماع سے دونوں کے حکم کی یکسانیت متحقق ہے تو ان ظاہری ومعنوی فروق سے اس کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ اصل مسئلہ اجناس تحت الانعام میں سے

(1) مجموع فتاوی ابن باز (4/166)۔

ہونے نہ ہونے کا ہے۔

۲۔ سلف امت کے تمام علوم وفنون کے علماء جنہوں نے دونوں کے اتحاد جنس اور شرعی حکم میں یکسانیت کا فیصلہ کیا ہے وہ دونوں کے ظاہری وطبعی فروق سے بخوبی واقف ہیں، اور اس کے باوجود انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے جیسا کہ ان کی کتابیں اور تحریریں دلالت کناں ہیں، اور اس فیصلہ میں کسی کا اختلاف واعتراض منقول نہیں ہے۔ لہذا ان تمام پہلوؤں کے واضح ہونے کے بعد ظاہری فروق کا مسئلہ باعث تشویش نہیں رہ جاتا۔

۳۔ اتحاد جنس محقق ہو جانے کے بعد ظاہری فروق قربانی سے مانع نہیں ورنہ بکری کی جنس کے تحت بھیڑ، دنبہ وغیرہ بھی ہیں اور ان کی شکلوں میں نمایاں فرق ہے، اسی طرح خود گایوں اور بھینسوں کے بکثرت رنگ اور شکلیں ہیں جو حصر سے باہر ہیں،[۱] چنانچہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ اس شبہہ کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"... وقد قال بعض الناس البخت ضأن الإبل والجواميس ضأن البقر، وقد رأينا الحمر المريسية وحمر الصحاري وحمر الأعراب مصامدة نوع واحد وبينها من الاختلاف أكثر مما بين الجواميس وسائر البقر وكذلك جميع الأنواع"۔[۲]

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بختی "اونٹ مینڈھا" ہیں اور بھینسیں "گائے مینڈھا" ہیں، حالانکہ ہم نے مریسی گدھوں، فجیوں کے گدھوں اور مصمدی (بربری) قبائل کے دیہاتیوں کے گدھوں کو ایک ہی نوع شمار کیا ہے، جبکہ ان کے درمیان جو اختلاف ہے وہ بھینسوں اور بقیہ

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: المخصص (2 266) وتاج العروس (13 58) ولسان العرب (4 575)

(۲) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم (7 132)۔

گایوں کے مابین اختلاف اور اسی طرح تمام قسموں سے کہیں زیادہ ہے۔

نیز محدث العصر علامہ عبد القادر حصاروی شیخ الحدیث مبارکپوری رحمہما اللہ کی تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"۔۔۔رہا مولانا کا یہ فرمان کہ گائے اور بھینس کے حلیہ اور شکل میں تفاوت ہے، سو یہ شبہ اہل حدیث کو بھی ہوسکتا ہے کہ بکری، بکرا اور بھیڑ دنبہ، چھترا سب کو کھڑا کر کے انصاف کریں کہ ان کے حلیہ اور شکل میں زمین آسمان کا فرق ہے اور شرعاً بھی فرق ہے کہ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ: "الاجماع علی انه یجزئ الجذع من الضأن وانه لا یجزئ جذع من المعز" یعنی "اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ قربانی میں بھیڑ کا جذعہ کفایت کر جائے گا اور بکری کا جذعہ کفایت نہ کرے گا"۔

جب ان کی شکل اور حلیہ اور حکم شرعی میں تفاوت ہے تو پھر زکوٰۃ اور قربانی میں ان کو برابر اور یک جنس کیوں قرار دیا گیا ہے۔"[1] واللہ اعلم

۴۔ اگر بالفرض گائے بیل کی جفتی سے بھینس کی شکل و ہیکل اور رنگت کا بچہ پیدا ہو جائے تو کیا اس کی قربانی بھی محض اس لئے جائز نہیں ہوگی کہ اس کی شکل و صورت گائے بیل جیسی نہیں ہے، بلکہ کٹے (بھینس کے بچے) کی ہے؟؟

ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہوگا کیونکہ ظاہری فرق سے حکم نہیں بدلے گا، اس لئے کہ وہ گائے بیل ہی کا بچہ ہے، گرچہ شکل و صورت مختلف ہے۔ اس بات کو بلا تبصرہ نبی کریم ﷺ کی حسب ذیل ایک حدیث سے سمجھیں:

---

(۱) دیکھئے فتاویٰ حصاریہ و مقالات علمیہ از محقق العصر عبد القادر حصاروی (457 /5)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **"هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟"** قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: **"فَمَا أَلْوَانُهَا؟"** قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: **"هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟"** قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: **"فَأَنَّى أَتَاهَا ذَلِكَ؟"** قَالَ: عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ: **"وَهَذَا عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ"**۔(1)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو فزارہ کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا، میری بیوی نے سیاہ فام بچہ جنا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟" اس نے کہا، ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا "ان کے رنگ کیا ہیں؟" کہا: سرخ، آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا اس میں کوئی اونٹ مٹیالا سیاہ بھی ہے؟" اس نے جواب دیا: اس میں بہت سے سیاہ ہیں، آپ نے پوچھا: "سرخ اونٹوں میں یہ سیاہ کہاں سے آ گئے؟" اس نے کہا: شاید کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ہو سکتا ہے اس بچے کو بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو"۔!!

پانچواں شبہہ: (بھینس کو گائے پر قیاس کیا گیا ہے)

بھینس کی قربانی کے جواز کی بنیاد گائے پر قیاس ہے، جو احناف کی دلیل ہے، جبکہ بھینس کو گائے پر قیاس کرنا درست نہیں۔

---

(1) صحیح البخاری کتاب الطلاق باب اذا عرض بنفی الولد (7/53) حدیث (5305) وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب انقضاء عدۃ المتوفی عنہا زوجہا وغیرہا بوضع الحمل (2/1137)، حدیث (1500) الفاظ مسلم کے ہیں۔

ازالہ:

۱۔ بھینس کو گائے پر قیاس نہیں کیا گیا ہے، علماء احناف نے بھی قیاس نہیں کیا ہے، بلکہ بھینس متفقہ طور پر جنس گائے کی ایک نوع ہے، جیسا کہ تفصیلات گزر چکی ہیں، اور علماء احناف نے بھی بھینس کو گائے کی جنس سے کہا ہے، جیسا کہ کتابوں میں جا بجا اس کی صراحت موجود ہے۔

۲۔ دراصل گائے اور بھینس کے سلسلہ میں اہل علم کی کتابوں میں متعدد الفاظ اور تعبیرات استعمال کی گئی ہیں، مثال کے طور پر:

۱۔ نوع من البقر ۲۔ جنس من البقر ۳۔ صنف من البقر ۴۔ ضرب من البقر

۵۔ ومن البقر الجاموس ۶۔ ومنه الجاموس ۷۔ کالبقر ۸۔ الحق بالبقر

۹۔ بمنزلۃ البقر ۱۰۔ قیاساً علی البقر یا بالقیاس علی البقر وغیرہ

لیکن سب سے زیادہ جو تعبیر استعمال کی گئی ہے وہ نوع، اور اس کے ہم معنی الفاظ جنس، صنف ضرب، وغیرہ ہیں، اس کے برخلاف الحاق، بمنزلہ اور قیاس کا لفظ نادر ہی استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل تعبیر کے مطابق بھینس گائے کی نوع ہے، البتہ تساہل یا تعبیر کا اختلاف ان سے ہوا ہے جنہوں نے "قیاس" کا لفظ استعمال کیا ہے، اور یہی بات قابل اعتماد ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ بھینس میں زکاۃ کی فرضیت کا سبب "قیاس" قرار دینے والوں کی تردید فرماتے ہوئے اور گائے کی نوع ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذا شغب فاسد؛ لأن الجواميس نوع من أنواع البقر، وقد جاء النص بإيجاب الزكاة في البقر، والزكاة في الجواميس لأنها بقر، واسم البقر يقع عليها

ولولا ذلك ما وجبت فيها زكاة"۔ (۱)

یہ بہت بڑی بات ہے؛ کیونکہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں، اور گائے میں زکاۃ کے وجوب پر نص موجود ہے، اور بھینسوں میں زکاۃ اس لیے ہے کہ وہ گائیں ہیں؛ اور ان پر گائے کا نام واقع ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو بھینسوں میں زکاۃ نہ ہوتی۔

اسی طرح محدث العصر عبدالقادر حصاروی فرماتے ہیں:

"بھینس کو بہیمۃ الانعام میں شمار کرنا قیاس نہیں ہے قرآنی نص بہیمۃ الانعام کا لفظ عام ہے جس کے لئے کئی افراد ہیں، گائے بکری وغیرہ، تو بھینس بھی بہیمۃ الانعام کا ایک فرد ہے بہیمۃ الانعام کی قربانی منصوص ہے تو بھینس کی قربانی بھی نص قرآنی سے ثابت ہوگئی"۔ (۲)

واللہ اعلم۔

(۱) الاستذکار لمعرفۃ الاحکام لابن عبد 7 132.

(۲) فتاویٰ حصاریہ ومقالات علمیہ تصنیف محقق العصر حضرت مولانا عبدالقادر حصاروی رحمہ اللہ 5 446 ناشر مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور۔

بارہویں فصل:

عدم جواز کے بعض استدلالات کا سرسری جائزہ

یوں تو اشکالات اور شبہات کے ازالہ کے ضمن میں عدم جواز سے متعلق بہت کچھ باتیں آگئی ہیں، لیکن اہمیت کے پیش نظر یہاں مزید چند باتیں عرض خدمت ہیں:

[1] قرآن مجید میں بہیمۃ الانعام کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں، دنبہ، بکری، اونٹ، گائے۔ بھینس ان چار میں نہیں، اور قربانی کے متعلق حکم ہے بہیمۃ الانعام سے ہو۔ اس بنا پر بھینس کی قربانی جائز نہیں، ہاں زکاۃ کے مسئلہ میں بھینس کا حکم گائے والا ہے۔ ... یاد رہے بعض مسائل احتیاط کے لحاظ سے دو جہتوں والے ہوتے ہیں اور عمل احتیاط پر کرنا پڑتا ہے۔

ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے والد زمعہ کی لونڈی سے زمانہ جاہلیت میں عتبہ بن ابی وقاص نے زنا کیا۔ لڑکا پیدا ہوا جو اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا۔ زانی مرگیا، اور اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کرگیا کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرا ہے اس کو اپنے قبضہ میں کرلینا۔ فتح مکہ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے اس لڑکے کو پکڑ لیا اور کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ زمعہ کے بیٹے نے کہا یہ میرے باپ کا بیٹا ہے۔ لہذا میرا بھائی ہے، اس کو میں لوں گا۔

مقدمہ دربار نبوی میں پیش ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الولدُ للفراشِ وللعاهرِ الحجرُ (مشکوۃ باب اللعان فصل اول)

یعنی اولاد بیوی والے کی ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ یعنی وہ ناکام ہے اور اس کا حکم سنگسار کیا جانا ہے۔

بچہ سودہ کے بھائی کے حوالہ کر دیا جو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھی بھائی بن گیا۔ لیکن سودہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا اس سے پردہ کرے، کیونکہ اس کی شکل و صورت زانی سے ملتی جلتی تھی جس سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ زانی کے نطفہ سے ہے اس مسئلہ میں شکل و صورت کے لحاظ سے تو پردہ کا حکم ہوا اور جس کے گھر میں پیدا ہوا، اس کے لحاظ سے اس کا بیٹا بنا دیا۔ گویا احتیاط کی جانب کو ملحوظ رکھا۔ ایسا ہی بھینس کا معاملہ ہے اس میں بھی دونوں جہتوں میں احتیاط پر عمل ہوگا۔ زکاۃ دینے میں احتیاط ہے اور قربانی نہ کرنے میں احتیاط ہے۔ اس بنا پر بھینسے کی قربانی جائز نہیں اور بعض نے جو یہ لکھا ہے کہ "الجاموس نوع من البقر" یعنی بھینس گائے کی قسم ہے یہ بھی اسی زکوۃ کے لحاظ سے صحیح ہو سکتا ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے۔ (۱)

عبداللہ امرتسری روپڑی (۴ر ذی الحجہ ۸۳ ۱۳ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۴ء)

جائزہ:

ا۔ بھینس میں زکاۃ کے وجوب اور اس کی قربانی کے جواز کا پورا مسئلہ صرف اسی نکتہ پر موقوف ہے کہ آیا وہ گائے کی جنس سے ہے یا نہیں؟ اور زکاۃ اور قربانی دونوں ہی مسائل عبادت کے ہیں، اب اگر جنس سے ہے تو اس کا حکم گائے جیسا ہے، خواہ مسئلہ زکاۃ کا ہو یا قربانی کا، اور اگر بھینس گائے کی جنس سے نہیں ہے تو اس کا حکم گائے جیسا نہیں ہے، خواہ مسئلہ زکاۃ کا ہو یا قربانی کا۔ اس لیے زکاۃ اور قربانی میں تفریق یعنی زکاۃ میں بھینس کو گائے کی جنس سے ماننا اور قربانی میں نفی کرنا محتاج دلیل اور ناقابل تسلیم ہے تا آنکہ دلیل آ جائے۔ (۲)

---

(۱) دیکھیے فتاویٰ اہل حدیث مجتہد عصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ 2/ 426

(۲) دیکھیے فتاویٰ حصاریہ 5/ 456، 457، دیکھیے فتاویٰ محمدیہ حافظ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ (ص 152)

۲۔ بھینس گائے کی جنس سے اس کی نوع ہے۔ جیسا کہ علماء لغت اور فقہ و فتاویٰ کا اجماع نقل کیا جا چکا ہے لہذا اسے گائے کی جنس سے خارج کرنا مستند دلیل کا متقاضی ہے۔ (۱)

۳۔ بھینس اگر گائے کی قسم نہیں بلکہ دوسری جنس ہے، تو زکاۃ کے لحاظ سے اس کا گائے کی جنس سے ہونا کیونکر صحیح ہے؟ بالفاظ دیگر "نوع من البقر" کی صحت کو عبادات ہی کے دو ابواب زکاۃ اور قربانی میں سے صرف زکاۃ کے باب میں محدود کرنا مستقل دلیل کا متقاضی ہے۔ کیونکہ بھینس کے گائے کی نوع ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں کے حکم کی یکسانیت پر اجماع ثابت ہو چکا ہے۔

۴۔ اس دو جہتی احتیاط کے پہلو میں قربانی کے عدم جواز میں بظاہر یہ اندیشہ ملحوظ ہے کہ اگر بھینس بھیمۃ الانعام میں سے نہ ہوئی تو قربانی ہی نہ ہوگی، اور زکاۃ کے وجوب میں یہ نظریہ ملحوظ ہے کہ اگر بھینس بھیمۃ الانعام میں سے نہ بھی ہوئی تو اللہ کی راہ میں بطور مال صرف ہوگی اور اس پر بھی اجر مرتب ہوگا۔

لیکن گائے اور بھینس کے متحد الجنس والحکم ہونے کے ساتھ ساتھ یہاں یہ پہلو بھی اوجھل نہ ہونے پائے کہ مذکورہ احتیاط میں قربانی کا مسئلہ علی الراجح زیادہ سے زیادہ سنت مؤکدہ ہے جبکہ زکاۃ بلا اختلاف فرض ہے، لہذا قربانی کے عدم جواز و اجزاء سے کہیں زیادہ اس بات کی فکرمندی کی ضرورت ہے کہ انسان کہیں ایک غیر واجب کو بلا دلیل واجب قرار دینے کا مرتکب نہ ہو، کیونکہ یہ شارع کا حق ہے۔ فلیتدبر واللہ اعلم۔

۵۔ زمعہ کی لونڈی سے زنا والے واقعہ میں جس احتیاط کا پہلو ذکر کیا گیا ہے، وہ بظاہر زیر

---

(۱) دیکھئے فتاوی الدین الخالص از ابو محمد امین اللہ پشاوری 6، 394)

بحث موضوع کی نوعیت سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ گائے اور بھینس کا ہم جنس ہونا اور دونوں کا حکم یکساں ہونا علماء امت یہاں نہایت واضح اور یقینی ہے۔ جبکہ زمعہ کی لونڈی کے واقعہ کی نوعیت مختلف ہے۔ اسی طرح یہاں معاملہ عبادات کا ہے اور وہاں دیگر۔

۴۔ بالفرض اگر اسے دو جہتی احتیاط کی مثال کے طور پر تسلیم بھی کیا جائے، تو زمعہ کی لونڈی کے فیصلہ میں بھائی ثابت قرار دینے کے باوجود مائی سودہ کو نبی کریم ﷺ نے جو پردہ کرنے کا حکم دیا تھا، اس کا زانی کے بھائی سعد کی مشابہت کی بناء پر احتیاطی ہونا حتمی اور یقینی نہیں بلکہ محتمل ہے، کیونکہ سنن نسائی کی صحیح روایت میں واقعہ اس طرح مروی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَتْ لِزَمْعَةَ جَارِيَةٌ يَطَؤُهَا هُوَ، وَكَانَ يَظُنُّ بِآخَرَ يَقَعُ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ شِبْهِ الَّذِي كَانَ يَظُنُّ بِهِ، فَمَاتَ زَمْعَةُ وَهِيَ حُبْلَى، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ سَوْدَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "**الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ فَلَيْسَ لَكِ بِأَخٍ**"۔ (۱)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زمعہ کی ایک لونڈی تھی جس سے وہ خود مباشرت کرتے تھے، اور کسی دوسرے کے بارے میں بھی گمان تھا کہ وہ اس سے صحبت کرتا ہے، جب بچہ پیدا ہوا تو اسی شخص کے مشابہ تھا جس کے بارے میں گمان کیا جا رہا تھا، اور لونڈی ابھی حالت حمل میں ہی تھی کہ زمعہ کی وفات ہوگئی، بالآخر معاملہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے

---

(۱) سنن النسائی کتاب الطلاق باب الحاق الولد بالفراش اذا لم ینفہ صاحب الفراش (6 180) حدیث (3485) نیز دیکھیے سنن الکبری نسائی (5 288) حدیث (5649)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ (فتح الباری لابن حجر (12 37))۔ اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی (3484) میں صحیح قرار دیا ہے۔ نیز دیکھیے: جامع الاصول (10 732)، و جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد (2 172) حدیث (445†)

پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بچہ تو بستر والے کا ہے، اور سودہ تم اس سے پردہ کرو، کیونکہ یہ تمہارا بھائی نہیں ہے"۔

چنانچہ اس روایت میں صراحت ہے کہ بچہ سودہ کا بھائی نہیں ہے، اور ایسی صورت میں رسول اللہ ﷺ کا سودہ کو پردہ کا حکم دینا بطور احتیاط نہیں بلکہ بطور وجوب ہوگا۔

اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهي هذه فيتعين تأويله وإذا ثبتت هذه الزيادة تعين تأويل نفي الأخوة عن سودة" (1)

اور اس بنیاد پر اس کی توجیہ کرنا طے ہے اور جب یہ اضافہ ثابت ہوگیا تو سودہ سے بھائی ہونے کی نفی یقینی ہوگی۔

اس کے علاوہ محدثین نے اور بھی توجیہات کی ہیں۔ خلاصہ کلام ایسے مسئلہ میں احتمالات میں احتیاط کی بات حتمی نہیں۔ واللہ اعلم

۲۔ "بعض نے جو یہ لکھا ہے کہ "الجاموس نوع من البقر" یعنی بھینس گائے کی قسم ہے یہ بھی اسی زکوۃ کے لحاظ سے صحیح ہو سکتا ہے"۔ یہ تعبیر اس بات کی غماز ہے کہ بھینس کو نوع من البقر کہنے والا کوئی شاذ و نادر یا اکا دکا لوگ ہیں، جبکہ معاملہ ایسا نہیں بلکہ اس پر تمام علم لغت کا اجماع ہے، اسی طرح مسالک اربعہ کے علماء و فقہاء اور دیگر علماء امت نے بھی اسی بات کی صراحت کی ہے کہ بھینس گائے کی نوع ہے۔ واللہ اعلم

۳ بھینس نہ بقر میں داخل ہے نہ ضان میں بلکہ اطلاقاً و عرفاً ہر طرح سے مطلق بقر، وہ مطلق

---

(1) فتح الباری لابن حجر (12/ 37)۔

خیال سے متضاد ہے، ماہر اصول فقہ صاحب نور الانوار ملاجیون رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب تفسیر احمدی (ص 402،401) میں لکھتے ہیں:

"لا ينبغي أن يتوهم أنه (الجاموس) داخل في البقر، لأنه حينئذ لا يظهر وجه إدخال الجاموس في البقر وذكر البقر على حدة من الضأن على أن البقر مغاير للجاموس إطلاقاً كما أن الضأن مغاير للمعز كما ثبت وإنما لم يذكر بعض النعم مع أنه كان عاماً حينئذ وكان أحصر في البيان زيادة رد على الكفار المعتقدين حرمتهما، ولم أصناف الإبل من البخت والعراب فإنما هي داخلة تحت الإبل مصنفة لأنها من أصنافها فلا احتياج إلى ذكرها على حدة فتأمل"(1)

فاضل مفسر اپنی اس تفسیر سے ان تمام لوگوں کے وہم کا ازالہ کر رہے ہیں جو بھینس کو گائے کی نوع کہہ کر گائے میں داخل کر رہے ہیں اور یہ وہم بھی دور کر رہے ہیں کہ بخت اور عراب کو اونٹ میں داخل کرتے ہیں تو کیوں بھینس کو گائے میں داخل نہیں مانتے ہیں۔ اس تفسیر میں فاضل اصولی ملاجیون رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی اور ہدی کے لیے صرف آٹھ بهیمة الانعام کو شمار کیا ہے، دو اونٹ، دو گائے، دو بھیڑ، دو بکری (کیونکہ) انعام کی انواع صرف یہی چار ہیں، پھر اس کے بعد لوگوں کے وہم کی وجہ سے اگر بھینس کو گائے کی نوع کہہ کر قربانی کا جانور شمار کریں تو کل نر اور مادہ دس جانور ہوں گے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کل آٹھ ہی جانور شمار کرایا ہے، معلوم ہوا کہ یہ وہم بالکل غلط اور باطل ہے۔ اور اس وہم کے بطلان کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے غنم کی دو نوع (بھیڑ، بکری) کو علحدہ بیان فرما کر

---

(1) دیکھیے التفسیرات الاحمدیہ ص: 276، 277 طبع مطبع کریمی بمبئی 1904ء۔

دونوں کو قربانی کا جانور شمار کرایا ہے، اگر بھینس بھی گائے کی نوع ہوتی تو اس کی بھی علاحدہ صراحت کر کے قربانی کے جانور کو دس جوڑا شمار کرایا جاتا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شمار نہیں کیا تو معلوم ہو کہ اس کو قربانی کا جانور شمار کرنا، کتاب اللہ پر زیادتی کرتا ہے، جو سراسر باطل اور غلط ہے۔ (۱)

جائزہ:

۱۔ ملا جیون رحمہ اللہ (1130ھ مطابق 1718ء) کی یہ تفسیر سلف کی تفسیر کے خلاف ہے، کیونکہ ان کی اس تفسیر سے پیشتر ماثور تفاسیر میں یہ تفسیر کسی نے نہیں کی ہے، اس لئے یہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔

۲۔ اس کے برخلاف مفسرین سلف میں سے امام ابن ابی حاتم نے لیث بن ابی سلیم سے نقل کیا ہے کہ بھینس ازواج ثمانیہ میں سے ہے۔ (۲)

اور اس بات کو ابن ابی حاتم سے امام سیوطی نے بھی نقل کیا ہے۔ (۳)

اسی طرح علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر میں نقل فرمایا ہے۔ (۴)

۳۔ ملا جیون کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بھینس نبی کریم ﷺ کے دور میں نزول قرآن کے وقت حجاز میں موجود و متعارف تھی، جبکہ بات ایسی نہیں ہے۔

۴۔ ملا جیون نے جو کچھ لکھا ہے اس بارے میں سلف سے کوئی مستند ذکر نہیں کیا ہے۔

---

(۱) آئینہ تحقیق ص: (24.23)۔

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم (5 1403) نمبر (7990)

(۳) الدر المنثور فی تفسیر بالماثور (3 371)

(۴) فتح البیان فی مقاصد القرآن (4 260)۔

۵۔ سابقہ صفحات میں ائمہ تفسیر کے حوالہ سے یہ بات نقل کی جاچکی ہے کہ آیات کا سیاق مذکورہ جانوروں میں قربانی کے احکام بتانے کا نہیں ہے، بلکہ مشرکین کی بدعقیدگی کی تردید کرنے کا ہے لہذا مذکورہ جانوروں کا تعلق ان کے باطل عقیدہ سے ہے، اور چونکہ بھینس موجود ہی نہ تھی اس لئے اس کا نام لینے نہ لینے کا کوئی محل ہی نہیں ہے۔

۶۔ اس تفسیر سے سلف امت تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور عمومی طور پر دیگر اعیان اسلام کی تغلیط لازم آتی ہے جبکہ بات دلیل وبرہان سے عاری ہے۔

۷۔ علماء لغت عرب، علماء تفسیر، اور علماء حدیث وفقہ کی روشنی میں بھینس اور گائے میں مغایرت نہیں بلکہ جنس کا اتحاد ہے اور بھینس گائے کی ایک نوع ہے، جیسا کہ تصریحات بالتفصیل گزر چکی ہیں۔

۸۔ مینڈھا بھی بکری کی نوع ہے اور اس میں داخل ہے۔

۹۔ جس طرح بختاتی اور عراب اونٹ کے اصناف ہیں، اسی طرح بھینس بھی گائے کی نوع ہے، دونوں کی دلیل علماء لغت، تفسیر، حدیث اور فقہ کی تصریحات اور امت کا اجماع ہے۔ کتاب وسنت کے نصوص میں جاموس سمیت بختی اور عراب وغیرہ کسی کا ذکر نہیں ہے، اس لئے بھینس اور بختی وغیرہ میں تفریق بے دلیل ہے۔

۱۰۔ تفسیرات احمدیہ میں ملاجیون امیٹھوی حنفی کے اساسی مراجع: تفسیر بیضاوی (أنوار التنزيل وأسرار التأويل)، تفسیر نسفی (مدارك التنزيل وحقائق التأويل)، تفسیر ابو السعود (إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم)، تفسیر زمخشری (الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل)، تفسیر غوری، تفسیر کاشفی، اور تفسیر زاہد وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے مقدمہ میں اس کی

وضاحت کی ہے۔(۱)

انکے علاوہ معتبر ومتداول ماثور تفاسیر سلف مثلا تفسیر طبری (جامع البیان عن تاویل آی القرآن)،تفسیر ابن ابی حاتم (تفسیر القرآن العظیم) تفسیر حافظ ابن کثیر (تفسیر القرآن العظیم) تفسیر بغوی (معالم التنزیل فی تفسیر القرآن) اور آیات احکام کی جامع کتاب تفسیر قرطبی (الجامع لاحکام القرآن) وغیرہ سے استفادہ نہیں کیا گیا ہے؟؟!!

۱۱۔ ملاجیون کون ہیں؟ان کے عقائد ونظریات کیا تھے؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں التفسیرات الاحمدیہ کے مولف ملاجیون رحمہ اللہ کی سیرت اور عقیدہ ومنہج پر مختصر روشنی ڈالی جائے،جس سے ان کی تفسیر کا منہج سمجھنے میں مدد ملے گی:

یہ فقیہ اصولی مفسر علامہ احمد بن ابوسعید بن عبیداللہ بن عبدالرزاق ابن خاصۃ خدا،حنفی صالحی امیٹھوی رحمہ اللہ ہیں،شیخ جیون یا ملا جیون سے مشہور تھے۔ان کی پیدائش 25 شعبان 1047ھ مطابق 1637ء کو امیٹھی میں ہوئی۔انہوں نے امیٹھی کے علاوہ اجمیر،دہلی وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیا،کئی سال تک سلطان عالمگیر بن شاہجہاں کے معسکر میں دکن میں بھی رہے،اسی طرح ایک طویل عرصہ لاہور میں قیام کیا،پھر حجاز مقدس مکہ مکرمہ ومدینہ کا سفر کیا اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔آپ کا حافظہ غضب کا تھا۔

آپ کی مشہور تصنیفات ہیں:التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیۃ،نور الانوار فی شرح المنار،اشراق الابصار فی تخریج احادیث نور الانوار،مناقب الاولیاء فی اخبار المشائخ، اور آداب احمدی وغیرہ ہیں۔

---

(۱) دیکھئے:التفسیرات الاحمدیہ(ص54)

آپ کی وفات 9 ذی القعدہ 1637ھ مطابق 1718ء کو دہلی میں ہوئی۔ اور میر محمد شفیع دہلوی کے پہلو میں دفنایا گیا پھر پچیس دنوں کے بعد آپ کے جسم کو امیٹھی منتقل کرکے آپ کے مدرسہ میں دفن کیا گیا۔(۱)

عقیدہ ومنہج: احمد ملا جیون کی کتابوں میں ان کی تحریروں اور ان کی سیرت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عقیدہ ومنہج کے اعتبار سے متعصب حنفی، صوفی جہمی، ماتریدی، قبوری، چشتی، خرافی تھے۔

چنانچہ نزہۃ الخواطر کے محولہ صفحات پر ان کی سیرت میں ان کی کتاب مناقب الاولیاء کے حوالے سے لکھا ہے:

"وقرأت فاتحة الفراغ ما بلغت اثنتين وعشرين سنة، ثم تصديت للدرس والإفادة، وأخذت الطريقة الجشتية عن الشيخ الأستاذ محمد صادق الستركهي، ولما بلغت الأربعين رحلت إلى دهلي وأجمير، واعتراني العشق في هذا الزمان فأنشأت في تلك الحالة مزدوجة على نهج المثنوي المعنوي بلغ خمسة وعشرين ألفاً من الأبيات، وأنشأت ديوان شعر كديوان الخواجه فيه خمسة آلاف بيت، ولما سافرت إلى الحجاز أنشأت قصيدة على نهج البردة فيها مائتان وعشرون بيتاً بالعربية، ولما وصلت إلى بندر سورت شرحت تلك القصيدة، واعتراني العشق مرة

(۱) دیکھئے: نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر (6/691)، والاعلام للزرکلی (1/108)، معجم المؤلفین (1/233) ومعجم المفسرین من صدر الاسلام حتی العصر الحاضر (1/39)، الموسوعة الميسرة في تراجم أئمة التفسير والإقراء والنحو واللغة، ص 205 نمبر (334)۔

ثانية فأنشأت تسعاً وعشرين قصيدة بالعربية"۔( )

جب میں بائیس سال کا ہوا تو فراغت کا فاتحہ پڑھا، پھر درس وتدریس کا آغاز کیا اور شیخ محمد صادق ستر کھی سے چشتی سلسلہ لیا، اور چالیس سال کا ہوا تو دہلی اور اجمیر کا سفر کیا، اور اس زمانے میں مجھ پر عشق چھایا تو عشق کی حالت میں میں نے مثنوی کے نہج پر پچیس ہزار اشعار پر مشتمل ایک مجموعہ لکھا، اور پانچ ہزار اشعار کا ایک دوسرا دیوان بھی لکھا، اور جب حجاز گیا تو بردہ (بوصیری) کے نہج پر عربی میں ۲۲۰ اشعار کا ایک قصیدہ لکھا، اور مدینہ منورہ پہنچ کر اس قصیدہ کی شرح کیا پھر دوسری مرتبہ مجھ پر عشق سوار ہوا تو ۲۹ قصیدے عربی میں لکھا""

اسی طرح ان کی سیرت میں ہے:

"وصلت إليه الخرقة من الشيخ ليس بن عبد الرزاق القادري صحبة السيد قادري بن ضياء الله البلكرامي"۔(۲)

سید قادری بن ضیاء اللہ بلگرامی کی صحبت میں شیخ لیس بن عبد الرزاق قادری کا خرقہ (پھٹے ہوئے کپڑے کا ٹکڑا، جیتحزا جسے صوفی پیر اپنے مرید کو ایک طویل مدت کے بعد دیتا ہے) ان کے پاس پہنچا۔

اسی طرح اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھا ہے:

"فطفقت أتفحص بعض الآيات وأحسنها في العمدة والصفات، فلم أجد عليها ظفراً ولم أقف منه أثراً، فأمرت بلسان الإلهام، لا كوهم من الأوهام،

( ) دیکھئے نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر (6 691).

(۲) نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر (691, 6)

أن أستنبطها بعون الله تعالى وتوفيقه، وأستخرجها بهداية طريقه"(۱)

میں ان آیات کو تلاش کرتا رہا اور قصد و وقت میں اس کی جستجو میں رہا لیکن کوئی کامیابی مل نہ اس کا کوئی سراغ لگ سکا چنانچہ الہام کی زبان سے مجھے حکم دیا گیا جو کوئی وہم و گمان نہ تھا، کہ میں اللہ کی مدد اور توفیق اور اس کی رہنمائی سے ان کا استنباط و استخراج کروں"

انہی بنیادوں پر اور دیگر تحریروں کی روشنی میں علامہ شمس الدین افغانی رحمہ اللہ جہود علماء الحنفیة فی إبطال عقائد القبوریة میں لکھتے ہیں:

"وقال ملا جيون الهندي الحنفي الجهمي الصوفي الخرافي (1130):

(ومن ههنا علم أن البقرة المنذورة للأولياء كما هو الرسم في زماننا، حلال طيب، لأنه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح، وإن كانوا ينذرونه له [أي لغير الله] ....."(۲)(۳)

ملا جیون ہندی حنفی جہمی صوفی خرافی (1130ھ) نے کہا:

"اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کے لیے نذر مانی گئی گائے جیسا کہ ہمارے دور کی رسم ہے، حلال اور اچھی چیز ہے، کیونکہ ذبح کرتے وقت اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہے گرچہ کہ وہ لوگ وہ نذر غیر اللہ ہی کے لیے مانتے تھے۔

اور حاشیہ میں خلاصہ لکھتے ہیں:

"قلت: كان مع عمه حنفياً متعصباً، وجهمياً جلداً، مريديا صبا صوفيا

(۱) التفسیرات الاحمدیہ (ص:4)۔

(۲) دیکھئے: التفسیرات الاحمدیہ ص 36

(۳) جہود علماء الحنفیۃ فی إبطال عقائد القبوریۃ (3/1546) نیز دیکھئے (3/1560)۔

قبوریا خرافیا قحاً"۔(1)

میں کہتا ہوں: ملاجیون اپنے علم کے باوجود متعصب حنفی، متشدد جہمی، سخت ماتریدی، پکے صوفی، قبوری اور خرافی تھے۔

۱۲۔ یہ ہے تفسیرات احمدیہ اور نور الانوار وغیرہ کے مصنف احمد ملاجیون حنفی کی حقیقت۔ تو بھلا جمہور علماء لغت کی تصریح، جمہور مفسرین سلف کی تفسیر اور فقہاء امت کی فقہ وفہم کے خلاف ملاجیون حنفی صاحب کی بلادلیل ومستند تفسیر اور قول کیونکر قابل اعتبار ہوسکتا ہے؟

۱۳۔ امت کے مفسرین قرآن اور مختلف فنون کے علماء کی متفقہ تفسیر وتشریح کو نظر انداز کرکے اس کے خلاف صرف ملاجیون کے بے برہان قول سے استدلال محل نظر ہے۔

۱۴۔ یہ پہلو بھی حیرت واستعجاب کی انتہاء کا ہے کہ جامعہ دار الحدیث الاثریہ، مئو کے سابق شیخ الجامعہ اور مفتی مولانا فیض الرحمن فیض رحمہ اللہ نے بھینس کی قربانی کے اس مسئلہ میں اپنے رسالہ "آئینۂ تحقیق" اور "فتاوائے فیض" میں معتبر علماء لغت، سلف کی ماثور تفاسیر، شروح احادیث، اور فقہ واجتہاد اور فتاوی وغیرہ کے سیکڑوں معتبر مصادر ومراجع کو یکسر نظر انداز کرکے محض ملاجیون جیسے بدعقیدہ اور غیر متخصص کے قول سے استدلال کیوں کیا؟؟

اس سلسلہ میں ایک مجتہد کے لئے جو متوقع اعذار ہوسکتے ہیں ان میں: مراجع کی عدم فراہمی اور وقت کی تنگ دامانی وغیرہ ہیں ورنہ یہ بذات خود مولانا موصوف رحمہ اللہ کی ایک اجتہادی خطا ہے، جس پہ وہ وعدہ رسول ﷺ کے مطابق بہرحال ایک اجر کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالی اعلم۔

---

(۱) دیکھئے: جہود علماء الحنفیۃ فی إبطال عقائد القبوریۃ (3/1546، حاشیہ 1)۔

۳ (بھینس میں زکاۃ کا وجوب قیاسی فتویٰ اور اجتہادی خطا)

”بھینس میں زکاۃ اور نصاب زکاۃ قرآن اور حدیث میں کہیں مذکور نہیں ہے، بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھینس کو گائے پر قیاس کرکے یہ فتویٰ دیا ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قیاسی فتویٰ صحیح نہیں ہے، بلکہ امام مالک کے بعض قیاسی فتاوی کی طرح اس مسئلہ میں بھی ان سے چوک ہوگئی ہے۔ کیونکہ بھینس ایک الگ چوپایہ ہے، اس کا کوئی لگاؤ اور تعلق گائے سے نہیں ہے، اس لئے گائے کی زکاۃ اور نصاب زکاۃ پر قیاس کرکے بھینس میں زکاۃ اور نصاب مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔ (آئینہ تحقیق ص:31)۔

جائزہ:

۱۔ بارہا یہ بات ذکر کی جاچکی ہے کہ بھینس گائے پر قیاس نہیں ہے۔ بلکہ گائے کی جنس سے ایک بھی نسل ونوع ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھینس میں زکاۃ کا فتویٰ قیاس کی بنیاد پر نہیں دیا ہے، بلکہ اس لئے کہ بھینس بھی گائے ہے، ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ مَالِكٌ: ”وَكَذَلِكَ الْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ، تُجْمَعُ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى رَبِّهَا وَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا“۔ (۱)

امام مالک فرماتے ہیں: اسی طرح زکاۃ میں گایوں اور بھینسوں کو ان کے مالکان کے یہاں جمع کیا جائے گا، اور فرماتے ہیں: یہ سب گائیں ہی ہیں۔

اس لئے ”بھینس گائے پر قیاس ہے“ کہنا درست نہیں، علامہ ابن حزم رحمہ اللہ بھینسوں میں زکاۃ کی فرضیت کا سبب ”قیاس“ قرار دینے والوں کی تردید میں فرماتے ہیں:

”واحتجوا أيضا بإيجاب الزكاة في الجواميس وأنه إنما وجب ذلك قياسا على

(۱) موطا امام مالک، تحقیق الأعظمی (2/ 366)، نمبر (895)۔

البقر، ... وهذا شغب فاسد؛ لأن الجواميس نوع من أنواع البقر، وقد جاء النص بإيجاب الزكاة في البقر"۔[1]

اور بھینسوں میں زکاۃ کی دلیل یہ پیش کیا کہ گائے پر قیاس کی بنا پر ہے، یہ بہت بری بات ہے؛ کیونکہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں، اور گائے میں زکاۃ کے وجوب پر نص موجود ہے۔

۲۔ بھینسوں میں زکاۃ کا مسئلہ صرف امام مالک رحمہ اللہ کا نہیں ہے، بلکہ ان سے پہلے امام حسن بصری، خلیفہ عمر بن عبدالعزیز اور ان کے بعد شافعی، احمد بن حنبل سمیت تمام علماء امت کا ہے، جیسا کہ سابقہ صفحات میں ان کی تصریحات گزر چکی ہیں، بلکہ گائے اور بھینس کے حکم کی یکسانیت پر امت کا اجماع ہے۔

۳۔ اسے امام مالک رحمہ اللہ کی اجتہادی خطا اور چوک کہنا درست نہیں' کیونکہ یہ صرف امام مالک کی رائے اور ان کا فتوی نہیں ہے' بلکہ علماء کا اجماعی مسئلہ ہے جیسا کہ محققین سے منقول ہے۔ اور امت کے اجماع کو اللہ کی عصمت وحفاظت حاصل ہے۔

لہذا اسے امام مالک رحمہ اللہ کا قیاسی فتوی اور ان کی اجتہادی چوک قرار دینا در اصل خود علامہ فیض الرحمن فیض رحمہ اللہ کی اجتہادی خطا اور چوک ہے، اور اس پر بھی وہ من عند اللہ ایک اجر کے مستحق ہوں گے، ان شاء اللہ۔ واللہ اعلم

ھذا ما عندی، واللہ اعلم، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

ابو عبد اللہ عنایت اللہ حفیظ اللہ سنابلی مدنی

22/اگست 2016ء

(۱) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم (7/132)۔

ہماری چند مطبوعات
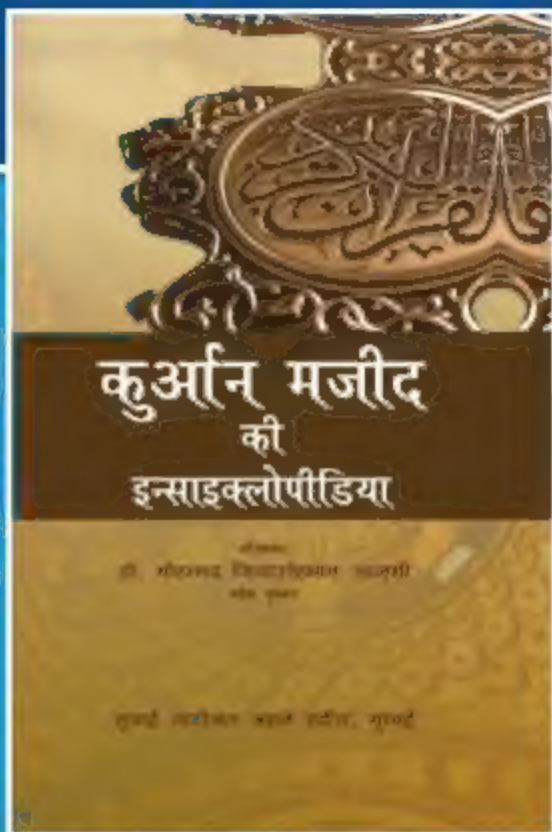
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI